

DATA FILTERED

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِحَمْدِهِ وَنُصَلِّ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

فیضانِ الوائیں مولانا ابوالنور محمد زبیر صاحب
اسلامی مسائل کے
بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ اور

خطبات

(دوسرا حصہ)

اس حصہ میں رجب شریف، شعبان المعظم - رمضان شریف بشوال المکرم - ذوالقعد
اور ذوالحجہ شریف ان چھ مہینوں کے وعظ و خطبات درج ہیں۔
علاوہ ازیں دونوں عیدوں کے دو وعظ اور دو خطبے بھی درج ہیں۔
یہ موعظا حسنة

کتاب سنت اور دیگر اسلامی کتب کے ایک طویل مطالعہ کا حاصل ہیں۔ اور
دین و دنیا کی برکتوں پر مشتمل ہیں، ان میں ہر بات مدلل و باحوالہ لکھی گئی ہے اور مذہب
اہل سنت کی تائید و مخالفین کی تردید بڑے حسن و پیرایہ میں کی گئی ہے، ان موعظ
میں قرآن و حدیث کے ارشادات کے علاوہ نتیجہ خیز حکایات اور پرفلپا شعار و

لطائف بھی درج ہیں۔

ناشر
کن خانہ ماہ طیبہ کوئلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

قیمت 8/-

۲۹۴۶۰۲

جمہ حقوق بحق مؤلف محفوظ م ۳۶۵ خ

مؤلف ۱۷۱۷

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

مہتمم

صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ جمیل صاحب مدیر معاون ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

کاتب

مولوی حکیم محمد یوسف صاحب قطب رقم ۱۱ سیالکوٹ رورس روٹی

پرینٹر

شیخ محمد اشرف صاحب

مطبع

اشرف پریس - ایک روڈ - انارکلی - لاہور

ناشر

کتب خانہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

قیمت

8/

انتباہ

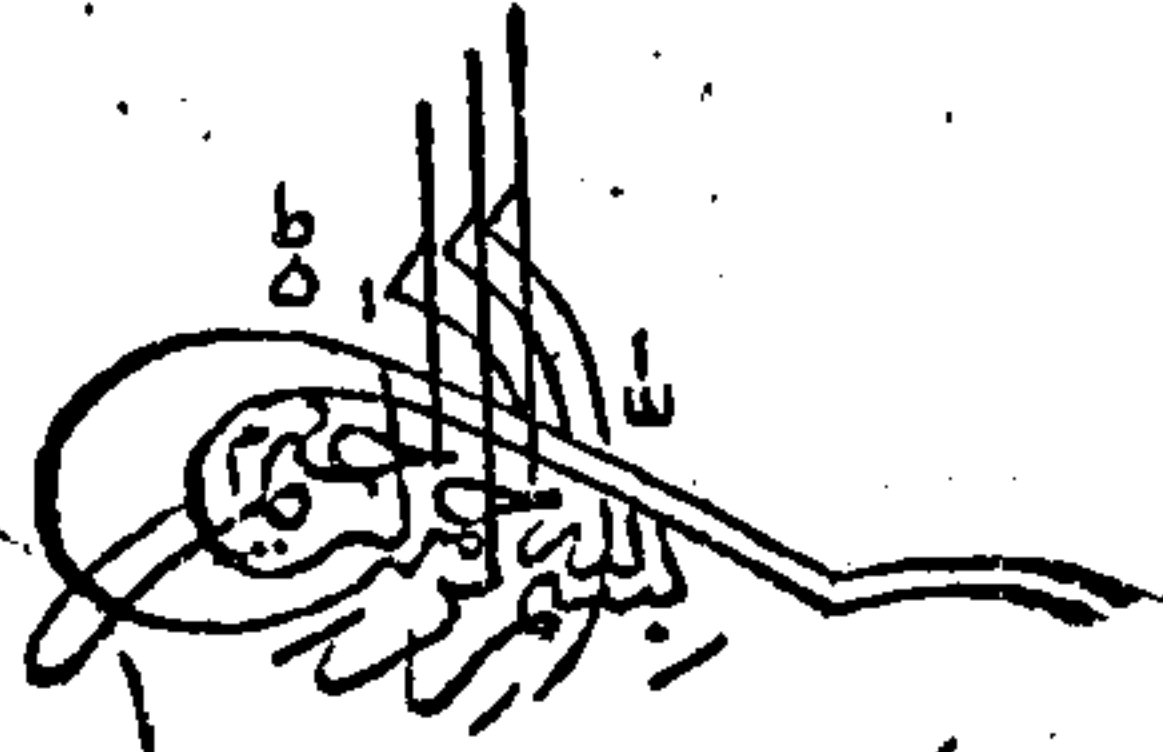
کوٹلی شخص حضرت سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر

صاحب کی یہ تالیف خطبات اور اس کے علاوہ ان کی

کوئی دوسری کتاب بھی نہ چھاپے۔ ورنہ اس کے خلاف

قانونی کارروائی کی جائے گی۔

محمد اکبر شریفی



136

نَجِيدٌ وَوَعْدٌ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

پہلی نظر

خطبات کا پہلا حصہ خدا کے فضل و کرم اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت سے عوام و خواص میں بڑا مقبول ہوا۔ اور "واعظ" کی طرح اسے بھی قبولیت نامہ حاصل ہوئی۔ قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَيْكَ ذَلِكَ! لیجئے اب، دوسرا حصہ بھی حاضر خدمت ہے۔ پہلے حصہ میں اسلامی سال کے پہلے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات درج تھے۔ اور اس حصہ میں دوسرے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات درج ہیں۔ چونکہ دونوں عیدیں بھی اپنی چھ مہینوں میں آتی ہیں۔ اس لئے اس حصہ میں دونوں عیدوں کے وعظ و خطبے بھی درج ہیں۔ پہلے حصہ میں ۴۴ وعظ و خطبے تھے۔ اور اس میں ۲۴ وعظ و خطبے ہیں۔ گویا دونوں حصوں کے مواعظ و خطبات کی تعداد پچاس ہو گئی ہے۔ یہ پچاس وعظ انشاء اللہ مسلمانوں کے دین و دنیا کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ناظرین کرام سے میری التجا ہے۔ کہ وہ ان سے مستفید ہوتے وقت میرے لئے دعائے خیر ضرور کریں :-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ

۰ ۷۰۱۰۰۷۱

مکتبہ جامعہ - لاہور

R.S. 16.00

برائے دو روپے

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	تیسرے جمعہ کا وعظ سیاح لامکاں علیہ السلام		دوسرے جمعہ کا وعظ معراج	شرفین کا چاند رجب کا چاند	
۵۴	نور کی بیٹھی اور راکٹ	۳۶	لامکاں		
۵۵	نانک	۳۷	ایمان	پہلے جمعہ کا وعظ زکوٰۃ	
۵۶	مسلمان اور نیچری	۳۸	سلطان دارین		
۵۷	اے جبریل	۴۰	آسمان	۱۹	زکوٰۃ کی حکمت
۵۸	افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰	فرشتے	۲۲	حضرت شبلی کا ارشاد
۵۸	کمال ہے	۴۱	انبیاء کرام علیہم السلام	۲۳	نجاستِ نخل
۵۹	انبیاء علیہم السلام کے ملاقات	۴۳	مسجد اقصیٰ میں خطبات	سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مالکِ ام	
۶۰	ایک پر لطف مکالمہ	۴۳	حضرت آدم علیہ السلام		
۶۱	سدرۃ المنتہی	۴۳	حضرت نوح علیہ السلام	عبادات اللہ کے مقبولوں کی نقل	
۶۲	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ	۴۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام		
۶۶	اللہ کی نماز	۴۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۶	ایک مسئلہ
۶۶	قریب آؤ	۴۴	حضرت داؤد علیہ السلام	۲۶	میں تو مالک ہی کہوں گا
۶۷	سائے علوم	۴۵	حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۸	زکوٰۃ کا معنی
۶۸	امت کا خیال	۴۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۹	مشکین زکوٰۃ
۶۹	مکالمہ	۴۵	امام الانبیاء علیہم السلام	۲۹	مادرن عذاب
۷۰	تحفہ	۴۶	ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ	۳۰	ترانہ کرکٹ
۷۱	پہلا خطبہ	۴۸	پہلا خطبہ	۳۰	پہلا خطبہ
۹	دوسرا خطبہ	۹	دوسرا خطبہ	۹	دوسرا خطبہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۵	ایک اور حدیث	۹۹	نکتہ	چوتھے جمعہ کا وعظ	
۱۲۵	اس رات کے نوافل	۱۰۰	صغیرہ و کبیرہ	تحفہ معراج	
۱۲۵	پٹاخے	۱۰۰	توبہ پر بھروسہ	۷۷	نماز
۱۲۷	پہلا خطبہ	۱۰۱	لا تقنطوا من رحمۃ اللہ	۷۸	فلسفہ نماز
۹	دوسرا خطبہ	۱۰۲	وسعت رحمت	۷۹	پانچ نمازیں
تیسرے جمعہ کا وعظ		۱۰۲	گنہگار کے آنسو	۸۰	پیلوان
ذکر حق		۱۰۳	نکتہ	۸۲	لطیفہ
۱۳۳	کلام معجز نظام	۱۰۳	پہلا خطبہ	۸۳	پچاس نمازیں
۱۳۵	پہاڑ	۹	دوسرا خطبہ	۸۶	کئی لوگ
۱۳۵	درخت	دوسرے جمعہ کا وعظ		۸۷	مصطفیٰ کی شان
۱۳۵	غفلت	شب قدر		۸۷	نفع
۱۳۶	ایک مثال	۱۱۱	شعبان کے حروف	۸۹	پہلا خطبہ
۱۳۷	شیطان کا دوست	۱۱۱	شب قدر	۹	دوسرا خطبہ
۱۳۷	غذائے روح	۱۱۲	عنوت اعظم کا ارشاد	شعبان کا چاند	
۱۳۹	حکایت شبلی	۱۱۳	حدیث شریف	پہلے جمعہ کا وعظ	
۱۴۱	لطیفہ	۱۱۴	شراب	توبہ	
۱۴۱	پہلا خطبہ	۱۱۵	ایک شرابی اور ساقی	پیاری آواز	
۹	دوسرا خطبہ	۱۱۵	شراب و پیشاب	تکبر	
چوتھے جمعہ کا وعظ		۱۱۷	مشرک	۹۵	ایک روایت
قرب حق		۱۱۸	مظہر صفات	۹۶	تواضع
۱۴۸	ولی	۱۱۹	بے مثل	۹۶	جوش رحمت
۱۴۹	نفل	۱۲۰	محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۹۷	
۱۵۰	اوور ٹائم	۱۲۳	بیونک	۹۸	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۱	پہلے جمعہ کا وعظ	۱۴۴	دوسرے جمعہ کا وعظ	۱۵۱	غفلت
۲۰۱	جماعت	۱۴۵	روزہ کی حکمتیں	۱۵۱	اندر باہر
۲۰۳	سنت مؤکدہ	۱۴۴	تقویٰ	۱۵۲	لطیفہ
۲۰۳	کوٹھیاں	۱۴۵	بھوک	۱۵۲	حکایت شنیعی
۲۰۳	غریب	۱۴۴	سحری کا فلسفہ	۱۵۳	پہلا خطبہ
۲۰۲	لطیفہ	۱۴۹	لطیفہ	۹	دوسرا خطبہ
۲۰۳	علمی لطیفہ	۱۴۷	موصیٰ و نیا		
۲۰۳	ایک روایت	۱۴۸	آجکل - لیلۃ القدر		
۲۰۳	ایک مسئلہ	۱۴۹	نوافل		
۲۰۴	غلاز کی برکتیں	۱۸۰	پہلا خطبہ		
۲۰۵	اہل سنت و جماعت	۹	دوسرا خطبہ		
۲۰۶	فرشتوں کی جماعت		تیسرے جمعہ کا وعظ	۱۵۹	مضو علیہ السلام کا ارشاد
۲۰۶	تبرانور		نہکار	۱۶۰	پرہیزگاری
۲۰۷	سلام	۱۸۷	استلام علیکم تکبیر تحریر	۱۶۳	تجربہ کی بات
۲۰۹	امیر معاویہ کا واقعہ	۱۸۸	ایک شبہ کا ازالہ	۱۶۳	انصاف کے روزے
۲۱۰	لطیفہ	۱۹۰	رحمت کی ہیر	۱۶۳	ایک اور ارشاد
۲۱۲	امامت	۱۹۱	شیطان کی پریشانی	۱۶۴	حکمت
۲۱۳	مضو علیہ السلام کا ارشاد	۱۹۲	سرملیندی	۱۶۴	ایک مفید نسخہ
۲۱۴	پہلا خطبہ	۱۹۳	پانچ نمازیں	۱۶۶	لطفت و کرم
۹	دوسرا خطبہ	۱۹۳	افتخار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۷	لطیفہ
		۱۹۴	بے غلاز	۱۶۷	پہلا خطبہ
		۱۹۵	پہلا خطبہ	۱۶۸	دوسرا خطبہ
		۹	دوسرا خطبہ	۹	دوسرا خطبہ

رہنما شیخ انور کا بیان

پہلے جمعہ کا وعظ
روزہ

نور اللمعہ کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	پہلے جمعہ کا وعظ اخلاص	۲۴۸ ۹	پہلا خطبہ دوسرا خطبہ		شوال کے پہلے روز کا وعظ عید الفطر
۲۴۲	لقار حق		تیسرے جمعہ کا وعظ شکر	۲۲۱ ۲۲۲	قطعہ عید اسلامی عید
۲۴۳	ریا		۲۵۳ { حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۲۲۳	روح کی صفائی
۲۴۳	ایک بدو کی نماز			۲۲۴	صدقہ فطر
۲۴۴	نماز کی اہمیت - سجدہ		۲۲۴	شکر	گلے ملنا
۲۴۵	پہلا خطبہ	۲۵۵	لطیفہ	۲۲۵	لطیفہ
۹	دوسرا خطبہ	۲۵۶	پہلا خطبہ	۲۲۶	فصول خرچی
	دوسرے جمعہ کا وعظ ادب نبوی	۲۵۷ ۹	دوسرا خطبہ	۲۲۷	سویاں
۲۸۳	مجاہد - سخی اور عالم		چوتھے جمعہ کا وعظ عطائی صفات	۲۲۸ ۱۳	پہلا خطبہ دوسرا خطبہ
۲۸۴	سترہ روزہ جہاد		۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۷ ۹	۲۲۸	پہلے جمعہ کا وعظ عبادت
۲۸۵	لطیفہ			۲۳۳	انسان کی پیدائش
۲۸۶	پہلا خطبہ			۲۳۵	حکایت
۹	دوسرا خطبہ			۲۳۶	پہلا خطبہ
	تیسرے جمعہ کا وعظ کامیابی		۲۳۹	دوسرا خطبہ	
۲۹۴	دل	۲۶۷	پہلا خطبہ	۹	دوسرے جمعہ کا وعظ انسان کی حقیقت
۲۹۵	آنسو	۹	دوسرا خطبہ		
۲۹۶	پہلا خطبہ		۲۶۷ ۲۶۷ ۲۶۷	۲۶۷	غزور
۹	دوسرا خطبہ			۲۶۷	نیک بندے
	چوتھے جمعہ کا وعظ نگاہِ کامل			۲۶۷	لطیفہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	تیسرے جمعہ کا وعظ ترقی	۳۲۲	پہلا خطبہ	۳۰۴	اللہ کی یاد
		۹	دوسرا خطبہ	۳۰۵	محبوب کا شہر
۳۵۹	بڑا	ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کا وعظ عید قربان		۳۰۵	نماز
۳۶۰	سالگرہ			۳۰۶	پہلا خطبہ
۳۶۰	ایک خواب	۳۳۰	ستو کے خدا	۹	دوسرا خطبہ
۳۶۱	خسر	۳۳۱	اجتماعی قربانی	ذوالحجہ شریف کا چاند	
۳۶۲	مومن و صالح	۳۳۲	پر فتن دور		
۳۶۲	گاندھی	۳۳۳	عشق و عقل		
۳۶۳	نیک کام - تبلیغ	۳۳۵	سنت ابراہیم علیہ السلام		
۳۶۴	پہلا خطبہ	۳۳۷	قربانی کی فضیلت	پہلے جمعہ کا وعظ حج	
۹	دوسرا خطبہ	۳۳۸	پہلا خطبہ	۳۱۲	ارشاد نبوی
چوتھے جمعہ کا وعظ کسبِ حلال		۱۳	دوسرا خطبہ	۳۱۳	عذر لنگ
		دوسرے جمعہ کا وعظ وَالْعَصْرِ		۳۱۳	انڈونیشیا کے حاجی
۳۷۰	زندگی برائے بندگی			۳۱۴	جوانی میں
۳۷۱	توکل	۳۴۶	الرحمن	۳۱۵	نیا دور
۳۷۱	ایک حکایت	۳۴۷	محبوب کا زمانہ	۳۱۵	ایک مرتبہ
۳۷۳	اللہ کا فضل	۳۴۸	محبوب کا شہر	۳۱۶	اختیار مصطفیٰ
۳۷۶	بزاز - قصاب	۳۴۸	مدینہ منورہ	صلی اللہ علیہ وسلم	
۳۷۷	بائع و مشتری	۳۵۰	خیر القرون	۳۱۷	حج
۳۷۷	لطیفہ	۳۵۰	باسی روٹی	۳۱۸	طوائف - کعبہ شریف
۳۷۸	پہلا خطبہ	۳۵۲	حروفِ تنجی		اپرہہ
۹	دوسرا خطبہ	۳۵۳	پہلا خطبہ	۳۲۱	سترہ روزہ جہاد
	تمت بالخیر	۹	دوسرا خطبہ	۳۲۲	جانِ حج

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 ذُو الْقَعْدَةِ أَوْ ذُو الْحِجَّةِ كَمَا يَكُونُ بَيْنَ
 بِرْمَنِ كَيْفِي

وَسْمِ خُطْبَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْجُمُعَةَ عِيدًا لِلْمُسْلِمِينَ
 وَاسْتِغْفَارًا لِلذُّنُوبِ الْمُنِينِ بِحَمْدِهِ وَتَسْبِيحِهِ
 وَتَسْتَخْفِرُهُ وَتُؤْمِنُ بِهِ وَتَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ. وَتَعُوذُ
 بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا
 مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ
 فَلَا هَادِيَ كَالَهُ. وَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
 لَا شَرِيكَ لَهُ وَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اَمْوَا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا - اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ شَفِيْعِ الْعِصَاةِ صَالُوْةٍ دَائِمَةٍ
 يَدَاوِمِكَ - بِاَقْبِيَّةٍ بِبِقَائِكَ - وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ
 وَالْمُرْسَلِيْنَ - وَجَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَوَالِي جَمِيْعِ
 الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ - لَا سِيْمَا عَلٰى الْبَدْرِ الثَّمَامِ -
 اَوَّلِ مَنْ دَخَلَ فِي الْاِسْلَامِ - رَفِيْقِ الْمُصْطَفٰى فِي الْغَارِ
 صَاحِبِ الْعِزِّ وَالْاِفْتِخَارِ - اَفْضَلِ الْمَشْرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ
 بِالتَّحْقِيْقِ - سَيِّدِ نَاعِمِيْنَ اللّٰهِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ
 رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ - وَعَلٰى صَاحِبِ الْعُدُكِ الْاِحْسَانِ
 مَزِيْنِ الْبُنْدَرِ وَالْبِحْرَابِ - الَّذِي كَانَ رَاْيَهُ مُوَافِقًا
 لِاَمْرِ الْكِتَابِ - سَيِّدِ نَاعِمِيْنَ بِنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللّٰهُ
 تَعَالٰى عَنْهُ - وَعَلٰى صَاحِبِ الْحَيَاءِ وَالْعُرْفَانِ - الَّذِي
 تَسْتَجِيْبِي مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ - جَامِعِ اَيَاتِ
 الْقُرْآنِ - سَيِّدِ نَاعُمْتَانَ بِنِ عَفَّانَ - رَضِيَ اللّٰهُ
 عَنْهُ - وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ - ذِي الْمُنَاقِبِ الْمُنَاصِبِ

سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ. وَ
 عَلَى السُّبُطَيْنِ النَّيِّرَيْنِ. السَّيِّدَيْنِ الْأَنْوَرَيْنِ سَيِّدِنَا
 الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ. رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
 عَنْهُمَا. وَعَلَى أُمَّهَاتِ سَيِّدَةِ النَّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
 رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَعَلَى سَائِرِ بَنَاتِ رَسُولِ اللهِ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَجَمِيعِ أَزْوَاجِهِ وَ
 ذُرِّيَّاتِهِ. وَعَلَى عَمَّتَيْهِ الْعَظِيمَيْنِ الْمُكَرَّمَيْنِ بَيْنِ
 النَّاسِ - سَيِّدِنَا حُمْرَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ. رَضِيَ
 اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَعَلَى سَائِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
 وَمَنْ تَبِعَهُمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. اللَّهُمَّ أَنْصِرْ مَنْ
 أَنْصَرَ دِينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَأَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.
 اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالشُّرْكَينَ. وَلَا تَجْعَلْنَا
 مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ. اللَّهُمَّ شَتِّتْ شُلُومَهُمْ

اللَّهُمَّ مَرِّقْ جَمْعَهُمْ - اللَّهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ -
اللَّهُمَّ خَرِّبْ بِلَادَهُمْ - اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ
لِوَالِدَيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَإِحْبَابِنَا وَكُلِّبِيعِ أُمَّةِ
نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اللَّهُمَّ اهْدِنَا
وَعَافِنَا وَاجْبُرْنَا وَانصُرْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَتَجَاوَزْ
عَنَّا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ - يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّبِيحِ الْعَلِيِّ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ - وَإِيتَاءِ
ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
أذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ بِيَدِكُمْ وَادْعُوهُ
يَسْتَجِيبْ لَكُمْ وَلِيَاكُمْ اللَّهُ تَعَالَى
أَعْلَىٰ وَأَوْلَىٰ وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَقْوَىٰ وَأكْبَرُ

مَدِينَةُ الْفَيْطِ وَأَمْرًا عَمِيدًا لَا تُضَيِّقُ وَلَا تَكْمَلُ
 وَوَسْمًا نَظْمًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ
 اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ
 أَكْبَرُ - وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْأَكْبَرُ - الْحَمْدُ لِلَّهِ
 الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَ وَأَحْكَمَ نَظْمَ الْعَالَمِ وَقَدَّرَ
 اللَّهُ أَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ
 وَبِأَحْسَنِ الصُّوَرِ صَوَّرَ - وَجَعَلَهُ أَشْرَفَ الْمَخْلُوقَاتِ فِي
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - اللَّهُ أَكْبَرُ - أَشْهَدُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةٌ تَنْجِينًا مِنْ حَسَرَاتِ
 يَوْمِ الْأَرْضِ لَا أَكْبَرَ - اللَّهُ أَكْبَرُ - وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ
 مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ صَاحِبِ الْفَضْلِ لِأَبْنِهِ
 وَالْعِزِّ الْأَنْوَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَعَلَى

سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ. وَمَلَائِكَةِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ. صَلَوةً دَائِمَةً بِدَاوَامِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

أَمَّا بَعْدُ

فِي أَيِّهَا الْحَاضِرُونَ مِنَ الْجَنِّ وَالْبَشَرِ. أَشْكُرُ وَاللَّهِ عَلَى نِعْمِهِ الْفَائِضَةِ وَمِنْهُ السَّابِقَةِ حَيْثُ أَعَادَ عَلَيْكُمْ عَوَائِدَ اللَّطْفِ وَالنِّمَّةِ. وَأَظَلَّ عَلَيْكُمْ هَذَا الْيَوْمَ الْأَوْفَى يَوْمَ تَغْفِرُ فِيهِ الذُّنُوبَ. وَتُكْشَفُ فِيهِ الْكُرُوبُ. وَتَقْبَلُ فِيهِ الْعِبَادَاتُ. وَتُحْطُّ فِيهِ السَّيِّئَاتُ. فَبِإِلَهِ مِنْ فَضْلِ أَنْوَرٍ فَكَثُرُوا فِيهِ مِنَ الطَّاعَةِ وَالْإِنَابَةِ. وَاجْتَهَدُوا فِيهِ فِي الْعِبَادَةِ وَالْإِصَابَةِ. لِيَتَفُوزُوا بِالْعِزِّ وَالْقَدْرِ. وَكَثُرُوا فِيهِ الصَّلَوةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِ الْبَشَرِ وَاللَّهِ الْأَطْهَرِ. فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ وَمَقْبُولَةٌ لَدَيْهِ وَشَافِعَةٌ فِي الْحَشْرِ. اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَانْعِمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَجْمَعِهِ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ ذَوِي الْبِقَامِ الْأَشْهَرِ.

وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ وَانْقَادَ الشَّرْعَ
 الْأَطَهَرَ. لَا سِيَّمَا عَلَىٰ رَفِيقِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِهِ
 فِي الْأَسْفَارِ سَيِّدِنَا أَبِي بَكْرٍ عَبْدِ اللَّهِ الصِّدِّيقِ الْأَكْبَرِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ فِي الْمَحْشَرِ. وَعَلَىٰ قَامِعِ آسَاسِ
 الْكُفْرِ وَالْإِلْحَادِ قَالِعِ بَنِيَانِ الشِّرْكِ وَالْفَسَادِ سَيِّدِنَا عَمْرٍو
 فَازِ بِالْحُظِّ الْأَوْفَرِ. وَعَلَىٰ جَامِعِ الْقُرْآنِ رَفِيعِ الْمَكَانِ صَاحِبِ
 الْحَيَاءِ الَّذِي هُوَ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ. سَيِّدِنَا عَثْمَانُ
 ابْنُ عَفَّانَ. ذِي النُّورِ الْأَنْوَرِ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَخَذَلَ
 أَعْدَاءَهُ فِي الْمَحْضَرِ. وَعَلَىٰ بَابِ مَدِينَةِ الْعِلْمِ النَّبَوِيِّ -
 ذِي الْفَضْلِ الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ سَيِّدِنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ
 وَجْهَهُ وَطَهَّرَهُ. وَعَلَىٰ السَّبْطَيْنِ النَّبِيِّينِ السَّعِيدَيْنِ
 الشَّهِيدَيْنِ. سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ وَ سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ رَضِيَ عَنْهُمَا
 الْعَلِيُّ الْأَكْبَرُ. وَعَلَىٰ أُمَّهَاتِ السَّيِّدَاتِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فِي
 الدُّنْيَا وَالْمَحْشَرِ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَسْكَنَهُمَا فِي الْبَيْتِ الْأَنْوَرِ
 وَعَلَىٰ سَائِرِ زَوْجِ النَّبِيِّ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ - وَبَنَاتِهِ

وَابْنَائِهِ الطَّاهِرِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَخَصَّهُمْ بِمَزِيدِ
 اللُّطْفِ وَالْقَدْرِ وَعَلَى عَمِّيهِ الْمُعَظَّمِينَ عِنْدَ الْجِنِّ وَالْبَشَرِ
 سَيِّدِنَا حَمْرَةَ وَسَيِّدِنَا الْعَبَّاسِ. الْمُطَهَّرِينَ مِنَ الدَّنَسِ
 وَالْأَرْجَاسِ. رَضِيَ عَنْهُمَا الْوَلِيُّ الْأَكْبَرُ وَعَلَى سَائِرِ
 الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ وَعَلَى مَنْ
 تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الْعُرْضِ الْأَكْبَرِ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ
 لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. وَالسُّلَيْبِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْبِلِ
 مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ. الْأَكْبَرِ مِنْهُمْ وَالْأَصْغَرَ. اللَّهُمَّ
 أَنْصُرْ مَنْ أَنْصُرُكَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَالْأَنْوَارِ. وَأَخْذَلْ مَنْ
 خَذَلَ الدِّينَ الْمُسَوِّمَ. أذْكُرُ وَاللَّهُ يَدُ كُرْكُرٍ
 ادْعُوهُ يُسْتَجِيبُ لَكُمْ وَلِنَا كَرَاهِيَتِهِ تَعَالَى أَوْلَى
 وَأَعْلَى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهْمُّ وَأَقْوَى وَأَكْبَرُ



وَالشَّيْطَانُ الرَّجِيمُ
 وَإِنَّا لَنُؤْتِيهِم مَّا يَشَاءُونَ
 وَإِنَّا لَنُؤْتِيهِم مَّا يَشَاءُونَ
 وَإِنَّا لَنُؤْتِيهِم مَّا يَشَاءُونَ

إِسْلَامِيَّةٌ

بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ و

خطبات

(کا دو سہ ماہیہ)

پہلے حصہ میں

محرم - صفر - ربیع الاول - ربیع الثانی - جمادی الاول و جمادی الثانی
 کے وعظ اور خطبات گذر چکے

اب اس حصہ میں اگلے چھ مہینوں کے وعظ و خطبات پڑھے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِحَقِّ جَمْعِهِمْ هَذَا وَرِثَةِ نَبِيِّهِمْ مُحَمَّدٍ زَكَاةٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَسْعَدَنَا وَأَشْفَقَنَا. وَأَمَاتَ وَاحِدِي وَأَخَذَكَ
وَأَبِي. وَأَفْقَرَ وَأَغْنَى. وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى
سَيِّدِ الْوَرَى وَشَمْسِ الْهُدَى. وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْمُخْصَوْنَ
بِالْعِلْمِ وَالنُّقَى
أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (پنج)

اور نماز قائم رکھو۔ اور زکوٰۃ دو۔

حضرات! یہ مہینہ رجب شریف کا ہے۔ اور اکثر مسلمان اس مہینہ میں
اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے پنجاب میں اس مہینے کو
زکوٰۃ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میں آج زکوٰۃ ہی کے
متعلق کچھ بیان کروں۔

میرے بھائیو! میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ "نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو" اللہ تعالیٰ نے

نماز و زکوٰۃ دونوں کا اکٹھا ذکر فرمایا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ ہمیں یہ ارشاد فرما رہا ہے۔ کہ میرے بندو! میری عبادت و رضا جوئی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اپنے پاؤں سے تم میری بندگی میں کھڑے رہو۔ اور لائق سے میرے مسکین و محتاج بندوں کو مال دو۔ نہ پاؤں سے میری بندگی میں کوتاہی کرو۔ اور نہ لائقوں سے صدقہ و خیرات دینے میں کمی کرو۔ دشمنوں یعنی نفس و شیطان کو پاؤں سے ٹلو۔ اور دوستوں کو محبت و ایثار کے ساتھ لائقوں سے ملو۔ نماز میں سجود کا مظاہرہ کرو۔ اور زکوٰۃ میں جود کا۔

زکوٰۃ کی حکمت | میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے امیر بھی پیدا فرمائے ہیں۔ اور غریب بھی۔ مگر وہ نہیں

چاہتا۔ کہ غریب افراد بھوکے رہیں اور روٹی کو ترستے رہیں۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ اتنا ہر شخص کو ملے۔ جس سے وہ اپنی زندگی آرام سے بسر کر سکے۔ اور اس کی جتنی ضروریات ہیں۔ وہ باسانی پوری ہوتی رہیں۔ چونکہ دولت مندوں، اور طاقتوروں، اور مال دنیا کے حریصوں کی وجہ سے یہ بات مشکل ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے حکم دیا۔ کہ سال بھر میں حسبِ حیثیت خرچ کے بعد ضروریات سے بچ کر جو تمہارے پاس جمع ہو۔ اس میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام پر سالانہ دیتے رہو۔ بشرطیکہ ایک مقررہ تعداد سے زیادہ ہو۔ یہ تعداد بھی شرع پاک نے بیان کر دی۔ اور بتا دیا۔ کہ اگر تمہارے پاس ایک سال کے بعد ساڑھے سات تولہ سونا۔ یا ساڑھے باون تولہ چاندی پس انداز موجود ہو۔ تو اس میں سے نیز جو رقم تمہارے پاس ہے۔ اس میں سے اڑھائی فیصدی خدا کے نام پر دے دو۔ اسے اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ ہر صاحبِ نصابِ مسلمان پر

اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح نماز۔ اور اس کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے۔ کہ غریبوں اور مفلسوں کی امداد و اعانت کا یہ ایک معقول اور مستقل انتظام و بندوبست ہے۔ اور اس سے سہارا پا کر بے کس افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

غبار جب دیکھتے ہیں۔ کہ وہ دن بھر محنت کر کے بھی اپنی اور اپنے بچوں کی شکم پُری نہیں کر سکتے۔ اور دوسری طرف امرار ہیں۔ جو محنت نہیں کرتے۔ آرام سے بڑے رہتے ہیں۔ پھر بھی ان کے پاس دولت کے انبار لگے رہتے ہیں۔ تو قدرتی طور پر ان کے دل میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور عناد بڑھنے لگتا ہے۔ اور دونوں میں نفرت کی خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ اسلام نے یہ پتھر راستے سے اس خوبی کے ساتھ ہٹایا ہے۔ کہ سبحان اللہ۔ ظاہر ہے۔ کہ زکوٰۃ دینے کے احکام پر عمل کرنے سے امرار زکوٰۃ دیتے رہیں گے۔ تو ان کی دولت میں جس قدر اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ وہ اتنی ہی زکوٰۃ نکالنے کے قابل ہوں گے۔ اور اتنا ہی غریب کو فائدہ پہنچے گا۔ اس لئے وہ ان کی ترقی کے لئے دعا گو رہیں گے اور چونکہ انہیں بھی حصہ ملتا رہے گا۔ اس لئے ان کے دلوں میں نفرت و عناد کے بجائے محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ صاف ارشاد فرما دیا ہے۔ کہ

فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (تیسع، ۱۸)

”اور ان کے مالوں میں منگتوں اور محروم لوگوں کا حق ہے۔“

تو جب یہ امیر افراد اپنے مالوں سے غریبوں اور بیکسوں کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ تو امیر و غریب دونوں باہم محبت سے رہیں گے۔ اور بغض و عناد کا سبب باقی نہ رہے گا۔

اصناف | حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد

فرمایا ہے :-

قُلْ إِن كَانَتْ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ رِّبَا قُتِرَتْ فَوْهُمَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرَضُّونَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ . (پہلے ۹)

”تم فرماؤ۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ گھری چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہیں۔ تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔“

بھائیو! اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی ہر چیز سے زیادہ اللہ و رسول سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں۔ جو خدا کے ساتھ محبت کر لے گا دعویٰ نہ رکھتا ہو بلکہ مسلمان اس آیت کریمہ کے مطابق مامور ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی چیز کو دوست اور عزیز نہ رکھیں۔ تو جو مسلمان اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اُسے مال کے ذریعہ بھی آزمایا گیا۔ اور امتحان لیا گیا۔ کہ مال جو ایک محبوب چیز ہے۔ مسلمان اسے محبوب حقیقی پر قربان کرتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ سچے مسلمانوں نے اپنے محبوب حقیقی پر اپنی ہر چیز قربان کر کے دکھا دی۔

میرے بھائیو! اپنی تاریخ پر مصلو۔ کہ ہمارے بزرگوں نے نہ صرف

سویں سے اڑھائی، بلکہ اللہ کے نام پر سو کا سو ہی قربان کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد سن کر جو لوگ اس بھید کو سمجھ گئے۔ وہ صدیق کہلائے، اور انہوں نے جو کچھ بھی پاس رکھتے تھے۔ سب کچھ اس کے نام پر تصدق کر دیا۔ اور کہا کہ دو سو درہم میں سے پانچ درہم اس کی راہ میں دینا کنجوسی ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ خدا کی محبت میں سب کچھ دیدیں۔

صاحب نصاب العارفین نے صفحہ ۲۰۱ پر لکھا ہے

حضرت شبلی کا ارشاد کہ کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ دو سو درہم میں سے کتنی زکوٰۃ دینی چاہیے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا مذہب بیان کروں۔ یا اپنا؟ اس نے کہا۔ حضور! دونوں ہی بیان فرمائیے۔ فرمایا۔ تمہارے مذہب میں تو دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔ اور ہمارے مذہب میں دو سو درہم پر دو سو ہی درہم زکوٰۃ ہے۔ یعنی سارا مال ہی دیدے۔ اس نے پوچھا۔ اس مذہب کا امام کون ہے۔ فرمایا! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب فرمانے پر اپنا سارا مال حضور کی خدمت میں لے آئے تھے۔ اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ مَا تَرَكْتَ لِنَفْسِكَ وَعِيَالِكَ۔ اے صدیق! اپنے لئے اور اپنے عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ تو فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسول۔

اقبال نے اسی واقعہ کو نظم کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دریافت فرمایا کہ اپنے لئے کیا چھوڑ آئے؟ تو صدیق نے عرض کیا۔

پروانے کو چراغ تو بیل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

نجاستِ نخل

میرے بھائیو! جس طرح نماز پڑھتے ہوئے بدن اور کپڑے پاک ہونے ضروری ہیں۔ اور کسی ظاہری نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح دل اگر نخل کی نجاست سے ملوث ہو۔ تو وہ دل بھی بارگاہِ احدیت کے قرب کے لائق نہیں ہوتا۔ اور یہ زکوٰۃ ایک ایسا پانی ہے۔ جو دل کو اس نجاست سے پاک کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مال زکوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پاک پر حرام ہے۔ اس لئے کہ آپ کا منصب جلیل لوگوں کے مال کے اس میں سے بہت ارفع و منزہ ہے۔ اور یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ کہ یہ مال جو میں نخل کو دھونے والا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر خرچ کیا جائے۔

حضرات! یہاں ایک اور بات بھی سنتے چلئے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری

حضورِ سرورِ عالم مالکِ کتابِ اہم
صلی اللہ علیہ وسلم

کائنات میں بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ ناممکن ہے کہ کوئی آپ کی مثل ہو یا ہو سکے۔ بقولِ شاعر سے

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی اور آئینہ

نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

مگر بعض لوگ حضور کو اپنی مثل کہنے کے عادی ہیں۔ اور کہا کرتے ہیں۔ کہ دیکھ لو۔ ہم پر بھی نماز فرض۔ حضور پر بھی فرض۔ روزے ہم پر بھی فرض۔ حضور پر بھی فرض۔ حج ہم پر بھی فرض۔ حضور نے بھی کیا۔ تو پھر وہ ہماری مثل ہوئے یا نہیں؟ (معاذ اللہ) حالانکہ بھائیو! جس طرح ایک جہاز میں مسافر بھی سوار ہوتے ہیں۔ اور جہاز چلانے والا کیپٹن بھی۔ مگر باوجود اس کے کہ جہاز کے اندر یہ بھی ہیں۔

اور وہ بھی دونوں برابر ہرگز نہیں ہوتے۔ اگر کوئی جہاز کی سواری کیپٹن صاحب کی مثل بننے لگے۔ اور دلیل یہ دے۔ کہ دیکھ لو۔ جہاز کے اندر میں بھی ہوں۔ اور وہ بھی۔ تو سب کہیں گے۔ بے وقوف! تم جہاز کے اندر اس لئے ہو۔ تاکہ تم کنارے لگ جاؤ۔ اور کیپٹن جہاز کے اندر اس لئے ہے۔ کہ وہ تمہیں کنارے لگا دے۔ تم کنارے لگنے کو اندر ہو۔ اور وہ کنارے لگانے کو اندر ہے۔ لگنے اور لگانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے تم کرایہ دے کر اندر ہو۔ اور وہ تنخواہ لے کر اندر ہے۔ "دے کر" اور "لے کر" میں بے حد فرق ہے۔ بلا تشبیہ! نماز ہم نے بھی پڑھی حضور نے بھی پڑھی۔ مگر ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پار لگنے کے لئے، اور حضور نے نماز پڑھی۔ ہم گنہ گاروں کو پار لگانے کے لئے۔ اور

ہم روزہ رکھتے ہیں۔ تاکہ ہم مقبول ہو جائیں۔ اور حضور نے روزہ رکھا۔ تاکہ امت کا روزہ مقبول ہو جائے۔ بھائیو! یہ نماز اور روزہ ہے کیا چیز۔ محض ادائے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدا تعالیٰ کو ان رکعات و رکوع و سجود سے محض اس لئے پیار نہیں۔ کہ یہ رکعات و سجود ہیں۔ بلکہ یہ چونکہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں ہیں۔ اس لئے ان سے اللہ کو پیار ہے۔ ورنہ اگر محض رکعات و سجود ہی سے پیار ہوتا۔ تو ایک شخص اگر مغرب کی نماز بجائے تین رکعات کے چار پڑھ ڈالے۔ تو چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس پر زیادہ خوش ہو۔ کہ اس نے بجائے تین رکعات کے چار رکعات پڑھ ڈالی ہیں۔ اور ایک رکعت زیادہ کر دی ہے۔ نہیں نہیں! اللہ تعالیٰ کو تو صرف اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا دیکھنا ہے۔ اور وہ دیکھتا ہے۔ کہ میرے محبوب نے جب مغرب کی تین رکعات ادا فرمائی ہیں تو یہ تو چار پڑھ رہا ہے۔ میرے محبوب کی ادا کے خلاف پڑھ رہا ہے

لہذا اس کی یہ نماز قبول نہیں۔ کیونکہ مجھے رکعات ہی سے پیار نہیں۔
بلکہ مجھے ان رکعات میں اداۓ محبوب کا جہد منظور ہے۔

حضرات! میرا دعوت ہے
جملہ عبادات اللہ کے مقبولوں کی نقل ہیں

وروزہ ہی بلکہ سب عبادتیں اللہ کے پیاروں کی اداؤں کی نقل ہیں۔ حج
ہی کو لیجئے۔ اس میں طوافِ کعبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداۓ
طواف کی نقل۔ حجرِ اسود۔ کو چومنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
چومنے کی نقل۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے۔ کہ ایک بار حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو چوما۔ تو فرمایا۔ اے پتھر! میں جانتا ہوں
کہ تو ایک پتھر ہے۔

لَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ
مَا قَبَّلْتُمْ - رشکوۃ شریف منقول ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا۔ تو تجھے کبھی نہ چومتا۔
یعنی میں تجھے صرف اس لئے چوم رہا ہوں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
آپ وسلم نے تجھے چوما تھا۔

مُس کیا تھا اس کو لب لائے رسولِ پاک نے
بوسہ گاہِ مومنوں کے کا پتھر ہو گیا
صفا مروہ کی دوڑ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی دوڑ کی نقل ہے
منے میں جانا اور وہاں شیطانوں کو پتھر مارنا اور قربانیاں دینا سب
حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کی مبارک اداؤں ہی کی نقل ہے
سبحان اللہ! کیا ایمان افروز بات ہے۔ کہ مقبولانِ خدا کی اداؤں کی
نقل، اور خدا کی عبادت۔ بھائیو! وہ عبادت ہی کیا ہوئی۔ جس میں
اس کے مقبول بندوں کی اداؤں کی بھونک نہ ہو۔ اسی لئے شاعر نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے عرض کیا ہے کہ ع

تیری ٹیپ نہ ہو اگر لطف ہے کیا نماز میں

مگر یہ عشق و محبت کی باتیں ہیں۔ اور جو ع

ہائے ظالم تو نے پی ہی نہیں

کے مطابق اس جذبے سے نا آشنا ہیں۔ وہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم کا خیال تک بھی لانا اچھا نہیں سمجھتے۔ اور سب سے

بڑھی بد نصیبی یہی ہے۔ کہ جس محبوب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کی اداؤں کی ادائیگی سے تھلا خوش ہوتا ہو۔ اسی محبوب کے خیال تک

سے روکا جائے۔ ع

ارے کھائے تجھ کو تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے؟

ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل

آقا ہیں۔ اور آپ کی ذات بابرکات ممتنع النظیر ہے۔ دیکھ لیجئے۔ یہ زکوٰۃ

امت پر تو فرض ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض نہیں اور

مجھے اس وقتنا ہی بتانا ہے۔ کہ ہمارے حضور پر زکوٰۃ فرض کیوں نہیں؟

زکوٰۃ کے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ کہ زکوٰۃ غلام

و لونڈی کو دینا جائز نہیں۔ یعنی غلام یا لونڈی کو زکوٰۃ

دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ میرے بھائیو! ہمارے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم پر زکوٰۃ اس لئے فرض نہ ہوئی۔ کہ امت کے سارے مرد اور

عورتیں حضور کے غلام اور باندیاں ہیں۔ پھر اگر حضور پر زکوٰۃ فرض ہوتی

تو آپ دیتے کیسے؟ جب کہ سب آپ کے غلام یا باندیاں ہیں۔ بھائیو!

حقیقت ہے۔ کہ ہم سب حضور کے

مملوک ہیں۔ اور حضور ہمارے مالک ہیں

میں تو مالک ہی کہوں گا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
اللہ تعالیٰ نے اس ساری کائنات کو حضور کا مملوک کر دیا ہے۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے مالک و مختار اور متصرف ہیں، چنانچہ
حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں :-

”قدرت و سلطنت وے صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ برآں
بود۔ ملک و ملکوت جن و انس و تمام عوالم بقدر تصرف
الہی عز و علی در حیثہ قدرت و تصرف وے بود۔“
(اشعۃ اللمعات ص ۶۳ جلد ۱)

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سلطنت اس سے بھی زیادہ
ہے۔ ملک و ملکوت، جن اور انسان اور سارے عالم رب کی
عطا سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قبضہ و قدرت میں ہیں۔
میرے بزرگو! یہی عقیدہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک سب مسلمانوں
کا ہے۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم باذن اللہ مالک و مختار ہیں۔
مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

صورتش بر خاک و جاں در لا مکان
لا مکان برتر ز وہم سارکان
بل مکان و لا مکان در حکم او
ہچو در حکم بہشتی چہاں جو
ہر دے اورا یکے معراج خاص
بر سر فرقیش نہد حق تاج خاص

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک تو زمین پر رہا۔ اور جان

پاک لامکاں ہیں۔ جو کہ اولیاء اللہ کے وہم و گمان سے بھی دور ہے۔ بلکہ مکان
و لامکاں سب ان کے حکم میں ہیں، جس طرح جنتی کے حکم میں چاروں نہریں
ہوں گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت معراجِ خاص میں رہتے ہیں۔
اور ان کے مہر انور پر اللہ نے ملک و اختیار کا خاص تاج رکھ دیا ہے۔

حضرات! میں زکوٰۃ کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ اور
بتا رہا تھا۔ کہ زکوٰۃ بھی مسلمان کے لئے ایک امتحان

زکوٰۃ کے معنی

ہے۔ کہ یہ اللہ کے نام پر اپنی محبوب چیز مال قربان کرنا ہے یا نہیں؟
بھائیو! اس لفظ کا معنی بھی سن لو۔ زکوٰۃ کا معنی ہے۔ پاک کرنا۔ چونکہ
زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔
و جب زکوٰۃ ہے ہی تطہیرِ مال کے لئے۔ اور تطہیر دو قسم کی ہوتی ہے۔
ایک عینی اور دوسری حکمی۔ اور نجاست بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ عینی
اور حکمی۔ نجاست عینی کے لئے ساری نجاست کا ازالہ ضروری ہے۔ جیسے
بول و براز وغیرہ لگ جائے۔ تو ساری نجاست کا مٹانا ضروری ہے۔
لیکن نجاست حکمی میں بعض حصے کا ازالہ باقی کی طہارت کا سبب بن
جاتا ہے۔ جس طرح کنوئیں کا پانی۔ کہ اس میں کوئی نجاست گر جائے
تو تھوڑی سی نجاست گرنے سے سارا کنوئیں ناپاک ہو جاتا ہے۔ اب
اس کنوئیں میں سے بعض پانی نکالنے سے باقی کا پانی پاک ہو جاتا ہے
اسی طرح وہ مال جو نصاب کی حد کو پہنچ گیا ہو۔ اور اس کی زکوٰۃ ادا
نہ کی گئی ہو۔ تو وہ سب کا سب ناپاک ہے۔ اور جب اس کا چالیسواں
حصہ نکال دیا۔ تو باقی سارا مال پاک ہو گیا۔ بھائیو! ثابت ہوا کہ جس
مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ وہ مال سب ناپاک ہے۔ اور مسلمان کا
یہ شیوہ نہیں۔ کہ وہ ناپاک مال رکھے۔ اور استعمال کرے۔ اس لئے
زکوٰۃ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔

منکرین زکوٰۃ

اور اس قدر ضروری کہ منکرین زکوٰۃ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا تھا۔ میرے بھائیو! یہ تو

دنوی سزا ہے۔ اور اخروی سزا اس سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (نساء ۱۱)

جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ

میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

گویا زکوٰۃ نہ دینے سے دین و دنیا برباد ہو جاتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ابر ناید از پئے منج زکوٰۃ

وز زنا افتد بلا اندر جہات

یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے مینہ نہیں برستا۔ اور قحط پیدا ہو جاتا

ہے۔ اور زنا کاری سے مختلف بلائیں اور وباؤں نازل ہونے

لگتی ہیں۔

میرے بھائیو! دیکھ لو۔ آج شرع پاک کے احکام چھوڑ کر ساری دنیا

بھوک، افلاس اور مختلف وباؤں، بلاؤں میں مبتلا ہے یا نہیں؟

میرے بھائیو! شرعی احکام چھوڑنے سے ہم اس دنیا

میں ماڈرن عذاب میں بھی مبتلا ہیں۔ مثلاً دیکھ لیجئے

ماڈرن عذاب

نماز پڑھنے کی ایک پابندی چھوڑ دی۔ تو سینکڑوں دوسری پابندیوں

میں پھنس گئے۔ دن کا سلام اور۔ دوپہر کا اور۔ شام کا اور۔ دن کا

لباس اور۔ رات کا اور۔ حج کا سفر چھوڑا۔ تو انگلستان کا سفر واپس

مفا مرہ کی دوڑ چھوڑی۔ تو کرکٹ وغیرہ کی دوڑ میں پھنس گئے۔

کرکٹ کی بات چھڑی ہے۔ تو آج کل کی روش کے پیش نظر چند ایک شعر بھی سن لیجئے۔

تراژدی کرکٹ

شاعر لکھتا ہے۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا !

کرکٹ کی فیڈ میں ہے سارا جہاں ہمارا !

گیندوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں !

باتا سیالکوٹی تو می نشان ہمارا

بولنگ سے ڈرنے والے برطانیہ نہیں ہم

اول میں کرچکا ہے تو امتحان ہمارا

دفتر ہیں سب معطل اسکول میں مقفل

کرکٹ میں مست ہے ہر پیر و جواں ہمارا

دیکھا آپ نے ! نماز اور مسجدوں کی پابندی چھوڑی۔ تو کس کس

قسم کی پابندیاں پیچھے پڑ گئیں۔ کچھ اسی طرح ہم نے زکوٰۃ کی

پابندی۔ چھوڑی۔ تو کئی دنیوی ٹیکسوں کی زد میں آ گئے۔

میرے بھائیو ! زکوٰۃ بڑا اہم فریضہ ہے۔ اسے ادا کرتے رہو

اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَسَّطَ عَلَیْنَا سَبَاطَ الْفَضْلِ

فَخَلَقَ الْإِنْفَارَ - وَخَلَقَ مَا فِيهِ مَنَافِعَ وَمَصَالِحَ
لِعِبَادِهِ مِنَ الْأَشْجَارِ وَالْأَشْجَارِ هُوَ الَّذِي
دَارَ بِحُكْمِهِ الدَّوَارُ وَالطَّيْرُ بِصُنْعِهِ طَارَ -
فَنَحْنُدُكَ عَلَى هَذِهِ النِّعَمِ الْجَلِيلَةِ السَّاعِلَةِ
عَلَيْنَا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَنَشْهَدُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةٌ نَدْخُلُ
بِهَا دَارَ الْقَرَارِ - وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدًا وَرَسُولَهُ النَّبِيَّ الْمُخْتَارَ
أَمَّا بَعْدُ !

إِنْوَانِي وَخَلَّاهُنِي وَأَحْسَرَتْنَا عَلَى مَا كُنْ سَبْنَا وَ
عَلَى مَا تَسَاهَلْنَا وَكَمْ نَخْشَى مِنْ عَذَابِ الْبَلَاةِ
الْقَهَّارِ مَضَّتِ الْأَيَّامُ الْخَالِيَةَ وَاللَّيَالِي
الْمَاضِيَةَ بِذُنُوبِنَا تَكَاسَلْنَا عَنِ الطَّلَعَاتِ
وَهَجَرْنَا عَلَى الْمُخَالِفَاتِ فَلَوْلَا عِبَادَةُ رُكْعٍ وَ
صِبْيَانٍ رُضِعَ وَبِهَاتِمُ رُتَعٍ لَهَضَبَ عَلَيْنَا

رَبَّنَا وَلَا حُرْمَةَ سَيِّدٍ مُّضَرٍّ وَنِزَارٍ لِّمَا خَرَجْنَا
مِنْ شِفَا حُقْرَةِ النَّارِ - هَذَا شَهْرٌ مُّبَارَكٌ
إِسْمُهُ مُّبَارَكٌ - وَلَقَبُهُ مُّبَارَكٌ تُفَاضُ فِيهِ
عَلَيْنَا الْأَنْوَارُ - فَإِنَّ شَهْرَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ
فَفَضَّلَهُ عَلَى سَائِرِ الشُّهُورِ كَفَضْلِهِ عَلَى مَا سِوَاهِ
وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرٌ نَبِيَّنَا فَفَضَّلَهُ عَلَى سَائِرِ
الشُّهُورِ كَفَضْلِهِ عَلَى غَيْرِهِ - وَشَهْرُ رَجَبٍ شَهْرٌ
هَذِهِ الْأُمَّةِ فَفَضَّلَهُ عَلَى بَاقِي الشُّهُورِ كَفَضْلِ
هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى أُمَّةِ الْأَنْبِيَاءِ الْكِبَارِ فَيَا أَيُّهَا
الْغَرِيبُ الْمِسْكِينُ - الْكَيْتِبُ الْحَزِينُ - تَبَّ
إِلَى اللَّهِ مِمَّا فَعَلْتَ وَتَحَسَّرَ عَلَى مَا فَاتَكَ وَ
اجْتَهَدَ فِي الْعِبَادَةِ - وَفَرَّطَ فِي الضَّلَالَةِ -
لَعَنَّ اللَّهُ تَعَالَى بِرُحْمَتِكَ وَيَتَجَاوَزُ عَمَّا فَعَلْتَ
إِنَّهُ تَعَالَى حَلِيمٌ غَفَّارٌ - وَعَلَيْكَ بِالضَّرْبِ
بِالسَّيْفِ - وَإِطْعَامِ الضَّيْفِ - وَالصُّومِ فِي

الصَّيْفِ. وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ اِنَّاءَ اللَّيْلِ وَاطْرَافَ
 النَّهَارِ اَمَا تَعْلَمُ اَنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ لَيْسَ لَهَا
 بَقَاءٌ لَيْسَتْ بِدَارِ اِقْرَارٍ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ
 غَرِيبٌ اَوْ كَعَابِرِ سَبِيلٍ فَاِنَّهَا مَكَّارَةٌ غَدَّارَةٌ
 لَيْسَ لَهَا اِلَّا عُنْتَبَارٌ - اَيْنَ مِنْ مَنْ كَانَ مَعَكَ فِي
 السَّنَةِ الْبَاطِنِيَّةِ اَيْنَ مِنْ مَنْ كَانَ مَلِكًا لِرَضِيحِ
 فِي الْاَدْوَارِ الْخَالِيَةِ - اَفَا هُمْ مَرُومُ السَّرْمَانِ
 وَدَوْرُ الدَّوَارِ فَلَمَّا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَمْ يَسْتَخِرُوهُ
 سَاعَةً وَّلَمْ يَسْتَقْدِمُوا جُزْءًا مِّنَ الْاَعْصَابِ
 فَقَصَّرِ الْاَمَلِ - وَاسْتَعِدَّ لِلْاَجَلِ - وَاطْمَح
 الْعِلَى الْاَجَلِ - وَاتَّبِعِ النَّبِيَّ الْاَكْمَلَ وَاعْمَلْ
 بِمَا فِي الْقَوْلِ الْفِيضِ - وَاطْلُبِ الْوَقَايَةَ
 مِنْ عَذَابِ النَّارِ فَقَدْ قَرُبَ يَوْمُ الْحُضُورِ
 يَوْمَ تَرْتَفَعُ فِيهِ الْاَصْوَاتُ بِالْوَيْلِ وَالتُّبُورِ
 يَوْمَ يُنْشَرُ فِيهِ دِيْوَانُ الْمُعَاصِي وَيُخْجَلُ

فِيهِ الْعَاصِي يَوْمٌ يُفْرَفُ فِيهِ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ
 وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ. وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ. لِكُلِّ
 امْرَأٍ مِنْهُمْ شَأْنٌ يُغْنِيهِ. يَوْمٌ لَا يُسَابُ
 بَيْنَهُمْ فِيهِ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ. فَمَنْ ثَقُلَتْ
 مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. وَمَنْ
 خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا
 فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ. يَوْمٌ تَنْظُرُ فِيهِ الْقِبَابُ
 كَظُهُورِ الشَّمْسِ عَلَى رَابِعَةِ النَّهَارِ. اللَّهُمَّ
 يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَتَجَاوِزْ
 عَنَّا خَطِيئَاتِنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْحَلِيمُ الْغَفَّارُ.
 بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي لِقَائِ الْعَظِيمِ وَنَفَعْنَا
 وَإِيَّاكُمْ بِالْأَمْرِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ. إِنَّهُ تَعَالَى
 جَوَادٌ مَلِكٌ كَرِيمٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

فقہوری دیر کیلئے بیٹھ کر پھر

کوسرا خطبہ

جو اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

مِعْرَاجُ

مَعْرَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعْرَاجُ جَمْعِهِ كَمَا وَضَعَهُ الْعَرَبُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ
الَّذِي رَأَى بِعَيْنِي رَأْسَهُ رَبَّهُ الْأَعْلَى وَعَلَى آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ الَّذِينَ صَدَّقُوا بِعُرُوجِهِ وَرَفَعَتِهِ الْكُبْرَى

أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى
الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (رَبِّع)

پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے
مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے
اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

حضرات! اس ہمینہ مبارک کی ۲۷ ویں شب کو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرفِ معراج سے مشرف فرمایا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بیداری میں اور جسم شریف کے ساتھ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک اور پھر بیت المقدس سے آسمانوں پر اور پھر آسمانوں سے بھی اوپر لامکاں جا پہنچے۔ اور یہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا امتیاز ہے۔ کہ آپ وہاں جا پہنچے۔ جہاں کسی فرشتے یا نبی و رسول کی بھی رسائی نہ ہوئی بھائیو! لامکاں ایک ایسی جگہ ہے۔ جس پر لفظ جگہ کا بھی اطلاق **لامکاں** صحیح نہیں۔ مگر کیا کریں۔ بیان کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی لفظ تو بولنا ہی پڑتا ہے۔ ایک مکان ہے اور ایک لامکاں مکان کی تعریف سمجھانے کے لئے میں آپ کو بتاؤں۔ کہ جہاں کیفیات و کمیات کا وجود ہو۔ اسے مکان کہتے ہیں۔ یعنی جہاں جہتیں ہوں۔ تغیر و تبدل ہو۔ کمی بیشی ہو۔ یہ جنوب ہے۔ یہ شمالی۔ یہ مغرب ہے یہ مشرق۔ یہ دایاں ہے۔ یہ بائیں۔ یہ اوپر کی جانب ہے۔ اور یہ نیچے کی۔ اور یہ چھوٹا ہے اور یہ بڑا۔ یہ طویل ہے یہ قصیر۔ یہ پیٹھا ہے یہ پھیکا۔ یہ لال ہے یہ سبز اور یہ قوی ہے یہ ضعیف۔ اس قسم کی کیفیات اور کمیات کا تعلق جہاں ہو۔ وہ مکان ہے۔ اور جہاں جنوب، شمال، مشرق، مغرب، دایاں بائیں، نیچے اوپر اور طویل قصیر، بڑا چھوٹا۔ اور پیٹھا پھیکا۔ ایسی کوئی بات نہ ہو۔ وہ لامکاں ہے۔ گویا لامکاں وہ مقام ہے۔ جہاں نہ جنوب ہے نہ شمال، نہ مشرق ہے نہ مغرب۔ اور جہاں نہ کوئی رنگ ہے نہ ڈھنگ۔ نہ کوئی کیفیت ہے اور نہ کمیت۔ بلکہ لامکاں ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں لفظ "مقام" کے لئے بھی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر سمجھانے کے لئے ایسا کہنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کوئی مقام عقل و فکر میں بھی نہیں آسکتا۔ اور ایسے مقام تک کسی کا وہم و گمان بھی نہیں

جا سکتا۔ مگر صدقے جا میں رفعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شبِ معراج آپ وہاں جا پہنچے۔ جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب لامکان تک کیسے گئے۔ اور کیسے پہنچے؟ مگر کوئی اس "کیسے" کو کیسے بتائے جبکہ وہاں "کیسے" کا بھی گذر نہیں۔ کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ کہ

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں

کیفت کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

یعنی یہ کیا پوچھ رہے ہو۔ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج کس طرح گئے۔ یوں گئے۔ کہ یوں؟ فرماتے ہیں۔ کہ "کیفت" کے پر یعنی اس "کس طرح" کے پر بھی جہاں سلامت نہیں۔ اور جہاں اس "کیسے" ویسے کا نام تک نہیں۔ وہاں کے متعلق کوئی کیا بتائے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لے گئے۔ اور یوں جا پہنچے۔ اور پھر فرمایا۔

قصرِ دنی کے راز میں عقلمیں تو گم ہیں جیسی ہیں

روحِ امیں سے پوچھتے تم نے ابھی کچھ سنا کہ یوں

یعنی اس شانِ "دنی فتدالی" اور اس رفعت و قرب کے راز میں نہ صرف یہ کہ ساری عقلمیں ہی حیران ہیں۔ خود جبریل امین علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کو بھی پتہ نہیں۔ کہ اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کیسے پہنچا۔ پھر ہم تم کون ہیں۔ جو یہ سمجھ سکیں۔ کہ آپ وہاں کیسے تشریف لے گئے۔

میرے بھائیو! واقعہ معراج شریف بیشک ہماری عقل میں

نہیں آتا۔ مگر یہ بات ضروری بھی کب ہے۔ کہ ہر بات

ایمان

ہماری عقل میں ضرور آئے۔ اور جو بات ہماری عقل میں نہ آئے۔ وہ حقیقت ہی نہیں۔ اور معجزہ تو ہوتا ہی وہ ہے۔ جو عقل میں نہ آسکے۔ بھائیو! معراج شریف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اور یہ اگرچہ ہماری عقل میں نہیں آتا۔ مگر ایمان میں ضرور آتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ بیشک بیشک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بیداری میں معراج جسمانی حاصل ہوئی۔ اور آپ مکان سے لامکان جا پہنچے۔ اور آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے اور تشریف لے بھی آئے۔

دامنِ ایماں بگیر اے با وفا!

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفیٰ

حضرات! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے بادشاہ اور سلطانِ دارین ہیں۔ حضور کی اس عالم میں بھی اور اس عالم میں بھی حکومت ہے۔

سُلطانِ دارین
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں۔ اور دو زمین پر۔ آسمان کے وزیر جبریل و میکائیل ہیں۔ اور زمین کے وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما، دیکھئے مشکوٰۃ شریف ص ۵۲ میں یہ حدیث موجود ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اور آپ کا حکم عرش و فرش، زمین و آسمان یہاں اور وہاں ہر جگہ جاری ہے۔ اس لئے کہ وزیر ہمیشہ حاکم و بادشاہ ہی کے ہوا کرتے ہیں۔ بادشاہ کی مملکت و سلطنت جس قدر وسیع ہوگی۔ اسی قدر اس کے وزیروں کی تعداد بھی ہوگی۔ اور جہاں اس کے وزیر ہوں گے۔ وہاں اس کی حکومت و بادشاہی ہوگی۔ تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جب دو وزیر آسمان پر اور دو زمین پر ثابت ہوئے۔ تو یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے زمین و آسمان

کے اور عرش و فرش کے بادشاہ ہیں۔ سہ
تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا!
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
بھائیو! چشم فلک نے آج تک ایسا کوئی حکمران و سلطان نہ دیکھا۔ اور نہ
دیکھے گی۔ جس کی حکومت جن و بشر۔ شمس و قمر۔ بحر و بر۔ حور و ملک۔ زمین
و فلک ہر شے پر ہو۔ لاریب یہ سب کچھ حضور ہی کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اور
حضور کے زیر حکم کر دیا گیا۔ کیا خوب لکھا ہے اعلیٰ حضرت نے کہ سہ

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے
اصالتِ کل امتِ کل سیادتِ کل امارتِ کل
حکومتِ کل ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

ہاں تو بھائیو! جب یہ دونوں جہاں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ
و سلم کی وسیع مملکت کے گویا دو صوبے ٹھہرے۔ تو پھر حضور
صلی اللہ علیہ و سلم اگر اپنی ہی مملکت کے کسی صوبے میں دورے پر
تشریف لے جائیں۔ تو اس میں استحالہ کیا ہے؛ بادشاہ اپنی مملکت کے
دورے کیا ہی کرتے ہیں۔ سلطانِ دارین سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و سلم کے
اپنی وسیع سلطنت کے ایک حصہ میں اسی دورہ کا نام معراج ہے۔ شبِ
معراج سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ و سلم نے عالم بالا کی سیر فرما کر اپنی اس
تشنہٴ دیدار رعایا کو جو مدت سے اپنے محبوب سلطان کی زیارت کے لئے
منتظر تھی۔ اپنا دیدار پر انوارِ بخشا۔ اور خدا نے جہاں عرشوں کو دیدارِ معصطفیٰ
سے مشرف فرمایا۔ وہاں اس سلطانِ معظم کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف
فرما کر ایک ایسی خلعت پہنا کر لٹوایا۔ جس سے آج تک کسی نبی و رسول
کو مشرف نہ فرمایا تھا۔

آسمان

بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ و سلم جب رونق افروز عالم ہوئے اور زمین کا سب سے زیادہ بخر اور بے برگ و بار حصہ جب حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ تو آسمان نے پروردگار سے عرض کیا۔ الہی میں اپنی رفعت و بلندی کے باوجود تیرے محبوب کی قدم بوسی سے محروم رہ گیا۔ اور زمین اپنی پستی کے باوجود یہ اوج پاگئی۔ کہ حضور کے نعلین شریفین اس کو سرفراز فرمانے لگے۔ الہی! میں زمین کا یہ طعن کب تک برداشت کروں۔ کہ تیرے پاس اگر چاند اور سورج ہیں۔ تو ہوا کریں میرے پاس تو وہ ہے۔ جس کے تلووں سے تمہارے چاند اور سورج کی کوئی نسبت نہیں۔

خدا تعالیٰ کو آسمان کی اس بچپن کی پر رحم آیا۔ اور معراج کی رات اس لئے مقرر فرمائی۔ کہ آسمان کو بھی حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نعلین شریف کا تاج پہنایا جائے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

فرشتے

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے نور مبارک کو پیدا فرما کر جب اللہ تعالیٰ نے اس نور سے پیشانی آدم علیہ السلام کو چمکایا۔ تو فرشتوں نے پیشانی آدم علیہ السلام میں اسی نور پاک کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھ کر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں یہی لکھا ہے۔ کہ یہ نور محمدی ہی کا صدقہ تھا جو حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائک بن گئے۔ تو جس طرح بارش کا ایک ہلکا سا چھینٹا پتی ہوتی زمین کی تپش اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح اس ہلکی سی تجلی نور محمدی اور زیر نقاب دیدار نے فرشتوں کو دیدار مصطفیٰ کا اور بھی زیادہ مشتاق بنا دیا تھا۔ اور اسی دن سے فرشتے زبان حال سے بارگاہ

اُڑوسی میں عرض کر رہے تھے۔ کہ الہی! یہ فراق کب ختم ہوگا؟ الہی! اس دیدار پر انوار سے ہمیں بھی مشرف فرما۔ خدا تعالیٰ کو ان فرشتوں کی درخواستوں پر بھی رحم آیا۔ اور شبِ معراج ان کے لئے بھی مقرر کر دی گئی۔ تاکہ فرشتے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ عام سے مشرف ہو سکیں۔ اسی لئے شاعر نے اس رات کے متعلق لکھا ہے۔ کہ سہ

کون آتا ہے سلطانِ دنیا و دین و در پہ حاضر ہیں یہ کون روح الای
قدسیوں کا ہے ہر سمت مید لگا۔ آتا خیر الوریٰ آج کی رات ہے
آسمانوں کی ہیں آئندہ بندیاں اور نوری ملک پہنچے ہیں در دیاں
ہیں فرشتوں کی فوجیں کھڑی جا بجا کس کا یہ دیدہ آج کی رات ہے
کس کے دیدار کی ہے جہاں میں خوشی فرش سے عرش تک دیاں ہیں چچی
جس سے عالم کارنگ ہی نرالا ہوا، کیسی پیاری فضا آج کی رات ہے
اور مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ سہ

اڑپے نظارہ او حور و جاں!
پر شدہ آفاق ہر ہفت آسماں
قدسیاں افتادہ ہر خاکِ ہمیش
صد چو یوسف افتادہ در چہش

انبیاء کرام علیہم السلام | حضرات! آپ نے علماء کرام سے کئی بار سنا ہوگا۔
کہ خدا تعالیٰ نے اِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ

کے مطابق یوم الست میں سارے نبیوں سے یہ عہد لیا تھا۔ کہ اگر تمہارے پاس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ تو تم ان پر ایمان لاؤ گے؟ اور ان کی نصرت کرو گے؟ ان سب حضرات علیہم السلام نے متفقہ طور پر عرض کیا تھا کہ ہم ضرور ایسا کریں گے۔ اس دن سے لے کر شبِ معراج تک اس وعدہ پر عمل نہیں ہو سکا تھا۔ اور ہوتا کیسے!

جبکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی تشریف لاکر تشریف لے جا چکے تھے۔ اور کسی نے بھی حضور کا زمانہ نہیں پایا تھا۔ کہ ایمان و نصرت کا عہد پورا فرمائے۔ پس اللہ نے شبِ معراج اس عہد و میثاق سے عہدہ برا ہونے کے لئے بھی مقرر فرمائی۔ چنانچہ اس شب میں جملہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے ایک بہترین عمل سے اپنی نیاز مندی اتباع اور ایمان کا ثبوت کامل دیدیا۔ اور وہ اس طرح کہ بازگنا حوالہ والی مقدس زمین کی مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے جمع ہو کر پہلے حضور کی بارگاہ میں ہدیہ نیاز مندی پیش کیا۔ اور پھر آپ کو اپنا امام بنا کر آپ کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ ظاہر ہے کہ تقلید و اتباع کا کامل ترین ثبوت اسی نماز میں اس طرح دیا جاتا ہے۔ کہ انسان پروردگار کے حضور میں ایک شخص کو اپنا پیشرو اس انداز سے تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس کی قرأت کو اپنی قرأت یقین کرتا ہے۔ اس کے اشارے پر جھکتا، اس کے امر پر سر بسجود ہوتا۔ پھر اس کے کہنے سے دست بستہ کھڑا رہتا ہے۔ تو حضور کو امام تسلیم کر لینے کے یہ معنی تھے۔ کہ ہم جب اپنے دینی معاملہ میں ان کو اپنا مقتدار مان رہے ہیں۔ تو دنیاوی معاملات میں بھی ہمارے بطریق اولیٰ امام ہیں۔ تو آج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کر کے اپنے یوم السنہ والے وعدے کا پوری طرح ایفاء کر لیا۔

السلام اے حسن کے ماہِ تمام !!

السلام اے سارے نبیوں کے امام

علاوہ انہیں یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہمارے آقا حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور اس کا ظہور سارے

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہوا۔ تو اس رات یہ امر بھی ظاہر کرنا

نقلاً کہ حضور اگرچہ تشریف سب سے پیچھے لائے۔ مگر ہیں سب سے آگے
ہی۔ یہ دیکھ لو۔ شبِ معراج نمازِ اقصیٰ کا نظارہ۔ کہ سب سے پیچھے آنے
والے آج سب سے آگے تشریف فرما ہیں۔ اور آگے آنے والے سب
حضرات علیہم السلام آج پیچھے دست بستہ کھڑے ہیں۔

نمازِ اقصیٰ میں بقایا ہی سر عیاں ہوں معنیٰ اولِ آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حضرات! اس موقع پر آپ
کو وہ ایمان افروز خطبات
بھی سنا دوں۔ جو اس نماز
مسجدِ اقصیٰ میں خطباتِ انبیاء علیہم السلام
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ

کے ادا ہو جانے کے بعد سارے نبیوں نے ارشاد فرمائے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم جب سارے نبیوں کے امام بن کر یہ نماز پڑھ چکے۔ تو سارے
نبیوں (علیہم السلام) نے باری باری اپنی شان بیان فرمائی۔ اور ان سب کے
بعد پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شان رفیع کا ذکر فرمایا
اور اس کے بعد پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا فیصلہ سنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام
چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام
اٹھے۔ اور فرمایا:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي مِنْ نَفْسِهِ وَاسْجَدَ لِي مَا مَلَائِكَةٌ
وَجَعَلَ الْأَنْبِيَاءَ مِنْ ذُرِّيَّتِي - سب تعریف اس اللہ
کے لئے جس نے مجھے اپنے پر قدرت سے پیدا کیا۔ اور اپنے
فرشتوں سے میرے لئے سجدہ کرایا۔ اور نبیوں کو میری ذریت
سے بنایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس خطبے کے بعد
پھر حضرت نوح علیہ السلام اٹھے اور فرمایا:-
حضرت نوح علیہ السلام

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْبَبَ دَعْوَتِي فَنَجَّانِي مِنَ الْغَرَقِ بِالسَّفِينَةِ
وَفَتَّلَنِي بِالنَّبُوءَةِ - سب تعریف اس اللہ کے لئے جس
نے میری دعوت کو پسند کیا اور کشتی کے ذریعہ مجھے غرق سے نجات دی
اور مجھے موت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام | اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھے
اور فرمایا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَخَذَنِي خَلِيلًا وَأَعْطَانِي مُلْكًا عَظِيمًا وَ
اصْطَفَانِي بِرِسَالَتِهِ وَأَفْقَدَنِي مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَيَّ
يُرْدًا وَسَلَامًا - سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے
مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور
اپنی رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا اور مجھے آگ سے بچایا اور
اس آگ کو مجھ پر ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام | اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھے اور
آپ نے فرمایا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَلَّمَنِي كَلِمًا وَاصْطَفَانِي بِرِسَالَتِهِ
وَأَنْزَلَ عَلَيَّ التَّوْرَاتَ - سب تعریف اس اللہ کے لئے
جس نے مجھ سے کلام فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مجھے
چن لیا اور مجھ پر تورات نازل فرمائی۔

حضرت داؤد علیہ السلام | اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے
فرمایا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ التَّابُوتَ وَ لَتَّنِي لِي الْعَدِيدَ -
سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھ پر تابوت نازل
فرمائی اور میرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام اٹھے۔
اور فرمایا:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَ لِي الرِّيحَ وَالْحَيَّ وَالْإِنْسَ وَ
عَلَّمَنِي مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأَعْطَانِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِوَحِيدٍ
مِّنْ بَعْدِي — سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے
ہوا۔ جنوں۔ اور انسانوں کو میرے لئے مسخر کر دیا۔ اور مجھے
پرندوں کی بولیوں کا علم دیدیا۔ اور ایک بے مثل ملک مجھے
عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے
اور فرمایا:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَنِي التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَجَعَلَنِي
أَبْرِي الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِهِ -
سب تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے تورات و انجیل
سکھائی۔ اور مجھے ماور زاد اندھوں اور کورھیوں کو اچھا کر
دینے والا۔ اور مردوں کو اپنے اذن سے زندہ کر دینے والا بنایا۔

بھائیو! جب یہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے خطبات
ارشاد فرما چکے۔ تو سب سے آخر ہمارے حضور امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ اور ارشاد فرمایا:-

كَلَّمَكُمُ اثْنِي عَشَرَ رَبِّهِ
وَ أَنَا اثْنِي عَشَرَ رَبِّي -
مآپ سب تو اپنے رب کی

امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حمد و ثنا بیان کر چکے۔ اب میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتا
ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَرْسَلَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْفُرْقَانَ فِيهِ تَبْيَانٌ لِّكُلِّ
شَيْءٍ وَجَعَلَ أُمَّتِي خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - وَجَعَلَ
أُمَّتِي أُمَّةً وَسَطًا وَجَعَلَ أُمَّتِي هُمُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ
وَشَرَحَ لِي صَدْرِي وَوَضَعَ عَنِّي وَزِيْرِي وَرَفَعَ لِي ذِكْرِي - وَ
جَعَلَنِي فَاتِحًا وَخَاتِمًا وَ سَمَّانِي رَوْفًا رَّحِيمًا —

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے مجھے سارے جہانوں
کے لئے رحمت بنا کر اور تمام آدمیوں کے لئے بشیر و نذیر بنا
کر بھیجا۔ اور جس نے مجھ پر قرآن مجید، فرقان حمید نازل فرمایا
ایسا قرآن جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور جس نے
میری امت کو بہترین امت اور امتِ وسط بنایا۔ اور جس نے
میرے غلاموں کو (جنٹ میں داخل ہونے میں) اول اور
دنیا میں آنے میں) سب امتوں سے آخر بنایا۔ اور جس نے
میرے لئے میرے سینے کو کھول دیا۔ اور مجھ سے میرا بار اٹھا
لیا۔ اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اور مجھے (سلسلہ
انبیاء کا) فاتح اور خاتم بنا دیا۔ اور میرا نام رُوف رحیم رکھا۔
سبحان اللہ! سبحان اللہ! یہ ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا وہ خطبہ جو حضور نے شبِ معراج مسجد اقصیٰ کی نماز پڑھانے کے
بعد سارے نبیوں کے خطبات کے بعد ارشاد فرمایا۔ حضرات! ہمارے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ عالیہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام
نے سنا۔ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فیصلہ اور انبیاء کرام

علیہم السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا :-
 بِهَذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
 اپنی کمالات کے باعث محمد تم سب سے بڑھ گئے۔

رمواہب لدنیہ ص ۱۵ جلد ۲ و معراج النبوة ص ۹۳

نعرۂ رسالت

يَا رَسُولَ اللَّهِ

نعرۂ تکبیر

اللَّهُ أَكْبَرُ

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی۔ کہ حضرت خلیل علیہ السلام سارے انبیاء کرام علیہم السلام میں
 ہمارے حضور کی فضیلت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ پھر کیوں نہ اعلیٰ حضرت
 بھی فرمائیں۔ کہ

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوں

ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی

مل کر پڑھیے سب سے

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

ملک کونین میں انبیاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

سائے اونچوں سے اونچا سمجھتے جسے

ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

ہاں تو بھائیو! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریفہ کے مطابق شبِ معراج پہلے تو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر فرمایا اور وہاں انبیاء کرام کی امامت کرا کے پھر آپ آسمانوں پر تشریف لیکے آسمانوں کی طرف تشریف لے جانے کا بیان اگلے جمعہ میں سناؤنگا
انشاء اللہ!

وَإِخْرُجْنَا مِنْهَا بِرَحْمَةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور

پہلی خطبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَدِيمِ. الْوَاحِدِ الْوَالِي
 الصَّمَدِ. نَحْمَدُكَ عَلَى أَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَدَبَّرَهُ

مِنْ غَيْرِ مَعِينٍ وَمَدَدٍ. وَنَشْكُرُكَ عَلَى أَنْ

جَعَلَنَا مِنْ أَشْرَفِ مَخْلُوقَاتِهِ وَأَفَاضِ عَالَمِنَا

نِعْمًا لَا تُحْصَى وَلَا تُعَدُّ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ وَلَهُ يَلِينُ وَلَيْدٌ يُؤَلَّدُ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا

أَحَدٌ. وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا

عِبَادَهُ وَرَسُولَهُ الْمُبْعُوثُ إِلَى كَافَّةِ الْخَلْقِ مِنَ
الْأَحْمَرِ وَالْأَبْيَضِ وَالْأَسْوَدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ إِلَى الْإَبَدِ

أَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْإِخْوَانِ وَالْخُلَّانِ أَشْكُرُوا اللَّهَ عَلَى
نِعْمَائِهِ. وَأَحْمَدُوهُ عَلَى الرَّيَّةِ حَيْثُ جَعَلَ
لَكُمْ أَيَّامًا مُتَشَرِّفَةً. وَأَزْمَانًا مُتَبَرِّكَةً. لِتَقُورُوا
إِلَى الرَّشِيدِ. وَقَسَمَ الزَّمَانَ عَلَى اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ الثَّلَاثَةُ التُّوَالِيَّةُ ذُو الْقَعْدَةِ
وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمَحْرَمُ وَرَجَبُ الْفَرْدِ. وَوَعَدَ
لِمَنْ عَمِلَ فِيهَا بِالصَّالِحَاتِ بِالْأَجْرِ الْجَزِيلِ
وَحُسْنِ الْمَدَادِ. فَعَلَيْكُمْ أَنْ لَا تُضَيِّقُوا هَذِهِ
الْأَشْهُرَ الْمُحْتَرَمَةَ. وَلَا تَطْلُبُوا فِيهَا أَنْفُسَكُمْ
بِارْتِكَابِ الْأَفْعَالِ الْخَبِيثَةِ. فَهِيَ حَفِظَ
نَفْسَهُ فِيهَا فَهُوَ الْمُهْتَدِي. وَتَذَكَّرُوا يَوْمَ

قِيَامِ الْقِيَامَةِ الصُّغْرَىٰ وَانْقِضَاءِ الْأَجَالِ الْمُنَدِّ
 وَمَا يَبْضِي عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَهْوَالِ وَالشَّدَائِدِ
 فِي الْمَدَائِنِ وَالْمَرْقَدِ. وَوَرَاءَ ذَلِكَ يَوْمَ الْعُرْضِ
 إِلَّا كَبْرَ يَوْمٍ لَا يَنْفَعُ فِيهِ مَالٌ وَلَا وَالِدٌ وَلَا
 وَلَدٌ. يَفْرَفِرُ فِيهِ الرَّءُوسُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَبَنِيهِ
 وَصَاحِبَتِيهِ وَأَبِيهِ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ يَوْمًا
 تَرَىٰ فِيهِ كُلَّ نَبِيٍّ مُّرْسِلٍ وَمَلَكٍ مُّقْرَّبٍ
 يَقُولُ نَفْسِي نَفْسِي سِوَى خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ
 شَفِيعِنَا صَاحِبِ الْمَقَامِ الْأَمَّجِدِ. أَيُّهَا
 الْعَافِلُونَ تَنَبَّهُوا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَلَا تَسْلُكُوا
 سَبِيلَ مَنْ تَمَرَّدَ وَتَشَرَّدَ فَمَنْ تَمَرَّدَ عَنْ
 إِطَاعَةِ رَبِّهِ هَلَكَ وَأَهْلَكَ وَضَلَّ وَأَضَلَّ
 وَفَسَدَ وَأَفْسَدَ. وَطَهَّرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ
 الْخِصَالِ الْهَالِكَةِ وَالْأَفْعَالِ الْمُقْبِحَةِ مِنَ
 الْكِبْرِ وَالْبُغْضِ وَالْعُجْبِ وَالْفَخْرِ وَالشُّعْرِ وَ

الْحَسَدِ - فَمَنْ طَهَرَ قَلْبَهُ عَنِ الْأَمْرَاضِ النَّفْسَانِيَةِ
 هَبَّتْ عَلَيْهِ نَسِيمُ الْأَنْوَارِ الرَّبَّانِيَةِ وَبَكَتْ
 إِلَى أَعْيُنِ الْمَطْلِبِ وَالْمُقْصِدِ - وَقَدْ وَرَدَ
 فِي الْخَبَرِ بِالسَّنَدِ الْمُسْتَدْرِكِ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ إِلَى الْأَبَدِ
 أَنَّ الْقَلْبَ مُضْغَةٌ إِذَا صَلَّحَتْ صَلَّحَتِ
 الْأَعْضَاءُ كُلُّهَا وَتَفَسَّدَ إِذَا فَسَدَ - وَلَا تَنْظُرُوا
 أَنْتُمْ خُلِقْتُمْ سُدًى أَوْ جُعِلْتُمْ عَبْتًا أَوْ
 أَنْتُمْ لَا تَمُوتُونَ وَإِنَّ لَكُمْ الْبِقَاءَ وَ
 الدَّوَامَ إِلَى الْأَبَدِ - كَلَّا وَاللَّهِ مَا مِثُّ
 نَفْسٍ مَنُفُوسَةٍ إِلَّا وَقَدْ قَبَّرَهَا أَجَلُهَا
 فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهَا لَا تَسْتَقْدِمُ سَاعَةً وَ
 لَا تَسْتَخِرُ لَبْحَةً فَإِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ
 بِالرَّصَدِ - اللَّهُمَّ يَا حَنَّانُ يَا رَحِيمُ
 يَا وَاحِدًا يَا أَحَدًا - إِنْفِرْ لَنَا بِبَيْتِ خَطَايَانَا

وَأَعْفُ عَنَّا وَطَهِّرْ قُلُوبَنَا وَاجْسَادَنَا

مِنَ الذُّنُوبِ بِرَحْمَتِكَ

بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ

وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ

الْحَكِيمِ - إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ مَلِكٌ

كَرِيمٌ بَرُّ سَرُوفٌ مَرْحِيمٌ

فقہوری دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

سَيَاحِ لَامِكَانَ

اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ - (مشکوٰۃ شریف) ۵۲۰

حضرات! پچھلے جمعہ آپ سن چکے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف معراج سے مشرف فرمایا گیا۔ اور آپ نے شب معراج مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سفر فرمایا۔ اور مسجد اقصیٰ میں آپ نے سارے نبیوں کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ ثَمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ۔ یعنی جبریل کے ساتھ پھر ہم نے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ بجاٹیو! میں پہلے کہہ چکا۔ کہ معراج شریف ایک معجزہ ہے۔

اور معجزہ وہی ہوتا ہے۔ جو عقل کو عاجز کر دے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضور نے بیشک بیت المقدس سے پھر آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ اور پھر ہر آسمان پر آپ جلوہ افروز ہوئے۔ اور مشتاقان دید کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

”معراج“ کا لفظی معنی سیر ہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج ایک

نور کی سیرھی و راکٹ

نوری سیرھی سے آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ اس پُر رفتن دور میں بعض فلسفی اور شکی طبیعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نور کی سیرھی اور حضور کے عروج جسمانی پر یقین نہیں رکھتیں۔ اور یہ ان کی انتہائی نادانی ہے۔ اس لئے کہ موجودہ دور میں انہیں کی سائنس ایک ایسے راکٹ کا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے۔ جو بقول ان کے ایک زندہ انسان کو عالم بیداری میں جسم کے ساتھ چاند میں پہنچا دے گا۔ تو میرے بزرگو! اگر سائنس نے کوئی ایسا راکٹ تیار کر لیا ہے۔ تو یہ کیوں ممکن نہیں۔ کہ خالقِ سائنس ربِّ کائنات نے ایک ایسی نور کی سیرھی پیدا فرمادی تھی جس نے مدنی چاند صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چاند سے بھی کہیں آگے تک پہنچا دیا۔ اور یہ چاند اُس مدنی چاند کی گردِ راہ بن کر رہ گیا۔ مسلمان کا تو ایمان اس راکٹ کے تیار ہونے سے پہلے بھی تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اور جو فلسفی مزاج رکھتا ہے۔ اُسے اپنے اس راکٹ کے مبینہ عروج کے پیشِ نظر ”معراجِ جسمانی“ کا انکار کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا عمل مولانا رومی کے اس مصرعہ پر ہے۔ کہ۔

عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفیٰ

فلسفی اور تہذیبِ نو کے ولداہ یہاں ایک اور بات بھی کہا کرتے ہیں کہ حضور آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ تو آسمانوں میں سے گزرے کیسے؟

جب کہ آسمان کو کوئی دروازہ نہیں ہے۔ اس کا جواب میں پچھلے جمعہ میں دے چکا ہوں۔ کہ یہاں "کیسے ویسے" کا دخل ہی نہیں "کیسے ویسے" کو جانے والا جانے یا لے جانے والا جانے۔ ہمیں اس بات سے کیا غرض۔ تاہم اتنا میں ضرور کہوں گا۔ کہ ایسے لوگوں سے تو نانک ہی اچھا رہا۔ جس نے اس بات کا بڑا اچھا جواب دیا تھا۔ کسی نے نانک سے پوچھا۔

نانک

نانکا نہ کو در نہیں نبی گئے کت پار

یعنی اے نانک آسمان کا تو کوئی دروازہ ہی نہیں۔ پھر مسلمانوں کے نبی علی اللہ علیہ وسلم آسمان میں سے گذر کیسے گئے؟ نانک نے اس کا جواب دیا۔

جیونکر چھین اچھیرن نبی گئے ات پار

یعنی جس طرح بینک کے شیشہ سے آنکھ کی نظر گذر جاتی ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے نبی آسمان میں سے گذر گئے۔

واہ وا! کیا مزے کی بات کہی ہے۔ کہ دیکھ لو بینک کے شیشہ

میں کوئی دروازہ وغیرہ نہیں۔ مگر نظر اس میں سے پھر بھی گذر جاتی ہے۔

تو اگر یہ ممکن ہے۔ تو پھر نبی جو خدا کی نظر رحمت ہوتی ہے۔ آسمان میں

سے گذر جاتے۔ تو کونسی مشکل بات ہے۔ بھائیو! یہ تو اس صورت کا

جواب ہے۔ جبکہ آسمان کے دروازے نہ مانے جائیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔

کہ آسمان کے دروازے حدیث سے ثابت ہیں۔ چنانچہ حدیث معربہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں جب آسمان دنیا تک

پہنچا۔ تو جبریل نے آسمان دنیا کا دروازہ میرے لئے کھلوا دیا۔ دیکھئے

مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۱، بہر حال کچھ بھی ہو۔ ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیے

کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے۔ حق ہے درست ہے۔ اور ہماری محدود

عقلوں میں اگر وہ بات نہ آئے۔ تو نہ سہی۔ ایمان میں تو آتی ہے۔

مسلمان و نیچری

اس موقعہ پر آپ کو ایک مسلمان اور ایک نیچری کا مکالمہ سنا دوں۔ ایک جگہ واقعہ معراج سننے کے بعد

دو آدمی جن میں ایک مسلمان تھا۔ اور ایک نیچری تھا۔ جھگڑنے لگے۔ نیچری نے کہا۔ بھلا یہ بات بھی کوئی مانی جاسکتی ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چلے گئے۔ وہ اوپر کیسے جا سکتے ہیں؛ مسلمان نے جواب دیا۔ مسٹر! تمہارا یہ اتنا بڑا وزنی ہوائی جہاز اوپر کیسے چلا جاتا ہے؛ نیچری نے جواب دیا۔ "وہ تو پٹرول کی قوت سے اوپر جاتا ہے" مسلمان بولا۔ "اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خالق پٹرول کی قوت و قدرت سے اوپر تشریف لے گئے" نیچری بولا۔ اچھا چلو مان لیا۔ مگر وہ آسمان میں سے کیسے نکل گئے؛ مسلمان نے جواب دیا۔ مسٹر! تمہاری ایکس رے لائٹ جسم میں سے کیسے عبور کر جاتی ہے؛ نیچری بولا۔ ارے وہ تو بجلی کا کرشمہ ہے۔ مسلمان بولا۔ تو ہمارے حضور بھی تو سترتا پابرق براق پر سوار اور خود نور الانوار ہیں۔ پھر اس مقدس کرشمہ سے انکار کیوں؟ نیچری کھسیانا ہو کر بولا۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ تمہارے مولوی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس آئے۔ تو بستران کا گرم کا گرم ہی رہا۔ بھلا یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے۔ کہ اتنا طویل سفر۔ اور بستر گھنٹا ہی نہ ہو۔ مسلمان نے جواب دیا۔ اور مسٹر! تمہاری ٹھنڈی بوتلوں میں چوبیس چوبیس بلکہ ستر ستر گھنٹہ تک چائے کیسے گرم رہتی ہے؛ مسٹر بولا۔ یہ تو سائنس کی صنعت ہے۔ مسلمان نے جواب دیا۔ اور وہ خدا کی قدرت ہے۔ نیچر کا صاحب خاموش ہو گئے۔

ہاں تو بھائیو! آج کی رات سارے آسمانوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ بقول شاعرے

آمد آمد ہے اس شاہ عالی کی آج جسکے سر پر ہے لولاک نوری تلج

سند پاک ہے جس کی عرشِ خدا آتا وہ ملے لقا آج کی رات ہے
شاخیں فرطِ خوشی میں لگیں جھولنے بلبلیں مست ہو کر لگیں جھومنے
اور گانے لگی مدحتِ مصطفیٰ طوطی خوشنوا آج کی رات ہے

اے جبریل میرے بھائیو! اس نورانی شبِ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے جبریل
کو حکم فرمایا۔ کہ اے جبریل! آج آسمانوں کو سجا دو۔ نور

کی چادریں بچھا دو۔ سب کے سب صفتِ بصفتِ دست بستہ کھڑے ہو
جاؤ۔ اور اے جبریل! تم خادمانہ لباس پہن لو۔ اور ستر ہزار فرشتوں کو
ساتھ لے لو۔ — جبریل نے عرض کی: الٰہی! کیا قیامت قریب آگئی ہے؟
ارشاد باری ہوا۔

لَا وَ لٰكِن حَبِيبًا اُرِيْدُ اَنْ اُقْرِبَهُ — نہیں اے جبریل!
بلکہ اپنے حبیب کو قریب بلانے کا ارادہ ہے۔ (روض الفائق ص ۹)

فصل الانبياء
صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل و اعلیٰ
ہیں۔ مگر عیسائی دنیا یہ کہہ سکتی تھی۔ کہ مسلمانو! دیکھو

ہمارے عیسیٰ علیہ السلام خود تمہارے قرآن ہی کے مطابق زندہ آسمان پر
اٹھائے گئے۔ جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے ہرگز قتل نہیں کیا۔ بلکہ
ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ تو اے مسلمانو! ہمارے نبی تمہارے
نبی سے افضل بٹھریں۔ کیونکہ ہمارے نبی آسمان پر گئے۔ ہیں۔ تمہارے
نبی نہیں۔ بھائیو! شبِ معراج عیسائیوں کا منہ بند کر دیا گیا۔ ہمارے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ آسمانوں ہی پر، بلکہ آسمانوں سے ہوتے
ہوئے آسمانوں سے بھی اوپر تشریف لے گئے۔ اسی لئے ایک شاعر
نے لکھا ہے۔ کہ

رہ گئے چرخِ دوئم ہی پر جنابِ عیسیٰ !
 طے گئے ہفت سماوات کے میدانِ توتے

ایک اور شاعر لکھتا ہے ۔ ۵

اللہ رے ایسے رتبہ عالی کو دیکھنا

جب سارے آسماں ہوتے زمینہ رسول کا

بھائیو! آسمان تو آسمان ہے۔ ہمارے حضور لامکان جا پہنچے حضرت

حسن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ ۵

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم

گئے لامکان تاحب دارِ مدینہ

میں سنا چکا ہوں۔ کہ لامکان ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں کسی کا وہم

و گمان بھی نہیں جا سکتا۔ قربان جائیں اس عظمت و رفعت کے ۔ کہ

حضور وہاں جا پہنچے۔ جہاں نہ یہ کہ کوئی نہ پہنچ سکا۔ بلکہ کسی کا وہم و

گمان بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔

بھائیو! آپ نے کہیں جانا ہو۔ تو تانگہ پر بیٹھ کر جائینگے

جہاں تانگہ نہ پہنچ سکے۔ وہاں موٹر پر بیٹھ کر چلے

کمال ہے

جائیں گے۔ موٹر بھی نہ جا سکے تو ریل پر چلے جائیں گے۔ جہاں ریل بھی

نہ جا سکے۔ وہاں ہوائی جہاز پر بیٹھ کر پہنچا جاتا ہے۔ مگر بھائیو!۔ ایک

ایسی سواری بھی ہے۔ جس پر بیٹھ کر آپ وہاں بھی جا سکتے ہیں۔ جہاں

ہوائی جہاز بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور پھر وہ سواری بھی ایسی ہے۔ کہ آپ

کسی دوسرے ملک میں جانا چاہیں۔ تو اس سواری پر بیٹھ کر آپ بغیر

پاسپورٹ اور ویزا کے وہاں جا سکتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ وہ اتنی

تیز رفتار اور مفید سواری کون سی ہے؟ لیجئے! میں آپ کو بتاتا ہوں۔

وہ خیالی گھوڑا ہے۔ آپ اپنے خیالی گھوڑے پر بیٹھ کر پاکستان کے ہر

شہر میں پھر سکتے ہیں۔ بھارت کے ہر شہر میں بغیر کسی پاسپورٹ کے پھر سکتے ہیں گھر بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کیجئے۔ اور خیالی گھوڑے پر بیٹھ کر لاہور کی انارکلی میں چلے جائیے۔ گراچی کے کلفٹن کی سیر کیجئے۔ یا بھارت کے شہر دہلی میں پھریئے۔ آپ کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ کیوں دوستو! ہے نا یہ ایک ایسی سواری۔ کہ جہاں کوئی سواری نہ پہنچ سکے۔ وہاں یہ پہنچ جاتی ہے۔ مگر کمال ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت و عظمت کا۔ کہ شبِ معراج حضور وہاں جا پہنچے۔ جہاں یہ خیالی گھوڑا بھی نہیں پہنچ سکتا۔

فَمَنْ لَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَرٌ حَسِينٌ وَجَمَالٌ وَعَمْرٌ وَجِدٌ وَكَمَالٌ۔

حضرات! حدیث متراجم میں مذکور ہے کہ حضور بیٹھے، آسمان پر

ابنیا کر اہم علیہ السلام سے ملاقات

تشریف لے گئے۔ تو جبریل نے دروازہ کھلوا دیا۔ دروازہ کھلنے پر حضور آسمان پر پہنچے۔ تو ہزاروں کی تعداد میں فرشتوں نے استقبال کیا۔ اور پھر حضور نے دیکھا۔ کہ وہاں ایک دراز قد بزرگ تشریف فرما ہیں۔ جبریل نے بتایا۔ کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے سلام کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔

عَلَيْكَ السَّلَامُ مَرْحَبًا يَا نَبِيَّ الصَّالِحِ وَالرَّبِّبِ الصَّالِحِ

آپ پر سلام اور فرزند صالح اور نبی صالح کو مرحبا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر دوسرے آسمان پر پہنچے۔ وہاں حضرت یونس و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات فرمائی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے اور چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ تو حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اور جب چھٹے آسمان پر پہنچے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے

ملاقات ہوئی۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر مکی رحمۃ اللہ
 علیہ نے شام امدادیہ میں لکھا ہے۔ کہ منقول

ایک لطف مکالمہ

ہے۔ کہ شب معراج جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے ملے ہوئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور سے پوچھا۔ کہ
 عِلْمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میری
 امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ یہ کیسے صحیح ہو سکتا
 ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کو پیش کیا۔
 حضرت امام غزالی حاضر ہوئے۔ اور سلام طویل عرض کیا۔ یعنی السلام علیکم
 کے بعد ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے فرمایا۔ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہوئے امام غزالی نے عرض کیا۔
 حضور! آپ سے اللہ تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا تھا۔ مَا تِلْكَ بِبَيْتِكَ
 يَا مُوسَى۔ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔ تو آپ نے اتنا طویل جواب
 کیوں دیا تھا۔ کہ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنِيٍّ وَ
 لِي فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَى (الآیۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَدَبٌ
 يَا غَزَالِي۔ ادب کرو اے غزالی۔

(شام امدادیہ ص ۳۱ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

سبحان اللہ! کیا پر لطف مکالمہ ہے۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔
 اور کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو۔ کہ حضرت امام غزالی نے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لا جواب کر دیا۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 تو اس وقت امام غزالی کا امتحان لے رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 ممتحن تھے۔ اور امام غزالی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے امتحان دینے
 والے ایک طالب علم کی حیثیت سے کھڑے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے بطور امتحان سوال فرمایا۔ اور امام غزالی نے اس کا صحیح جواب دیا۔ اگر کوئی طالب علم ممتحن کے سوال کا صحیح اور معقول جواب دیدے، تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ممتحن کو لاجواب کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ امام غزالی بارگاہِ کلیبی میں امتحان دے کر کامیاب ہو گئے۔

ہاں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے بعد حضور ساتویں آسمان پر پہنچے۔ اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور پھر آپ اس سے بھی آگے بڑھے۔ اور

سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى سدرۃ المنتہی کے پاس آئے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آگے آج تک نہ کوئی آگے گیا تھا۔ اور نہ ہی جاسکتا تھا

حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بچ کس را مجال تجاوز ازاں مقام و عروج ازاں نیست و بوسے منتہی می گردد۔ کسی شخص میں اس مقام سے آگے بڑھنے کی اور اوپر جانے کی طاقت نہیں۔ اور ہر کوئی وہاں پہنچ کر رک جاتا ہے۔
(مدارج شریف ص ۱۰۹)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں تشریف لائے۔ تو جبریل امین جو آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ یہاں آ کر رک گئے۔ اور عرض کی۔ بس یا رسول اللہ! مجھے اب اجازت دیجئے۔ میں آگے نہ جاسکوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مِثْلَ هَذَا الْمَقَامِ يَتْرُكُ الْخَلِيلُ خَلِيلَهُ

”کہیں ایسی جگہ بھی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے؟“
جبریل امین نے عرض کی:-

إِنْ تَجَاوَزْتَهُ إِحْتَرَقَتْ بِالشَّوْرِ.

”اگر میں اس مقام سے ذرہ بھی آگے بڑھا۔ تو نور سے جل جاؤں گا۔“

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا! اے جبریل! ہَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ؟

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ جبریل امین سے دریافت فرما رہے ہیں۔ کہ اے جبریل! اگر کوئی تمہاری حاجت ہے۔ تو مجھے بتاؤ۔ میری بارگاہ میں عرض کرو۔ میرے بھائیو! وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو جبریل کی بھی حاجتیں سنے۔ اور سنانے کو فرمائے۔ پھر ماوشما کون ہیں۔ جو ان کے محتاج نہ ہوں گے۔ اور جو محبوب جبریل کی بھی حاجتیں پوری فرما سکتا ہے۔ وہ میری! آپ کی حاجتیں کیوں پوری نہ فرما سکے گا؟ بھائیو! ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

چونکہ ذاتش بود محتاج الیہ!

زین سبب فرمود حق صَلُّوا عَلَیْہِ

یعنی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ساری کائنات کی محتاج الیہ ہے۔ یعنی ایسی بارگاہ ہے۔ جس کے سبب محتاج ہیں۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ صَلُّوا عَلَیْہِ۔ صلوات و سلام بھیجو اس ذات پاک پر جس کے تم سب محتاج ہو۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ کیا عظمت ہے اور کیا عروج ہے۔ بھائیو! اپنا ایمان رکھو۔ کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات کے محتاج الیہ ہیں۔ سب اپنی حاجتیں یہاں عرض کرتے ہیں۔ اور مرادیں پاتے ہیں۔ ہاں تو جبریل امین سے فرمایا۔ کہ اے جبریل! کوئی حاجت ہے۔ تو بیان کرو۔ بھائیو! سنو! جبریل امین نے اپنی حاجت بھی عرض کی۔ تو کیا کی۔ عرض کیا۔

مَلِ اللّٰهُ لِيْ اَنْ اَبْسِطَ عِنْدَ حِيٍّ عَلَی الصِّرَاطِ لِامْتِكِ حَتّٰى اَبْحُوْرُوا

عَلَيْهِ۔ یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لئے یہ کہیے۔ کہ قیامت

کے روز پل صراط پہ میں اپنے پیر بچھا دوں۔ تاکہ آپکی امت
اوپر سے آسانی گزر جائے۔“

مواہب لدنیہ ص ۲۹ جلد ۲۔ مدارج النبوة ص ۹۴

اللہ اکبر!۔ جبریل امین نے عرض بھی کی تو کیا۔ اور حاجت پیش
بھی کی تو کیا؟ یہ کہ یا رسول اللہ! آپ کی امت کا مجھے خیال ہے کہ
قیامت کے روز وہ پریشان نہ ہو۔ اور پل صراط پر سے گذرتے وقت اسے
کوئی تکلیف نہ ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ پل پر میں اپنے پیر بچھا دوں۔
تاکہ آپ کی امت اوپر سے آسانی کے ساتھ گزر جائے۔ بھائیو! کہاں
ہم اور کہاں جبریل امین! ہم کون تھے جن کا وہ خیال فرماتے۔ مگر یہ
سب صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ان کی نسبت سے
حضرت جبریل علیہ السلام بھی ہمارا خیال فرمانے لگے۔ ہ
زاہد ان کا میں گنہ گار ہوں وہ شافع میرے
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے
ہاں تو بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہیٰ کو بھی عبور
فرمایا۔ اور وہاں جا پہنچے جہاں کسی کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور
یہ اللہ ہی جانے یا اللہ کا محبوب۔ کہ آگے آپ کس قدر مقامات طے
فرمانے کے بعد عرش اعظم کے قریب پہنچے۔ بھائیو! یہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے۔ کہ شب معراج آپ سدرۃ المنتہیٰ کو عبور
فرما کر عرش اعظم پر جا پہنچے۔ سدرۃ المنتہیٰ تک تو جبریل امین ساتھ ہے
مگر اس سے آگے۔ ”بیچ ملکہ و النے با وی نماند“ مدارج شریف
کوئی فرشتہ یا آدمی آپ کے ساتھ نہ رہا۔ اور آپ آگے تنہا ہی تشریف
لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میں آگے تنہا تشریف
لے گیا۔ کوئی میرا ساتھی نہ تھا۔ عرش اعظم کے قریب پہنچا۔ تو مجھے کچھ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

اجنبیت اور وحشت سی معلوم ہوئی - تو مجھے ابو بکر کی آواز میں ندا سنائی دی - کہ

قَدْ مَكَانَكَ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيُ -

”اپنی جگہ پر ٹھہرو - کہ تمہارا رب ”صلوٰۃ“ پڑھ رہا ہے۔“

حضور فرماتے ہیں کہ میں پڑا حیران ہوا کہ ابو بکر مجھ سے بھی پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے؟ مگر مجھے پتہ چلا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ندا تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرما کر میری وحشت دور فرمانے کے لئے ابو بکر کی آواز میں میرے کانوں میں پہنچائی تھی۔ تاکہ میں اپنے یارِ غار کی آواز سن کر اپنی وحشت دور کر لوں۔ بھائیو! یہ فطری بات ہے کہ تنہائی میں جب دل متاثر ہو۔ اور کسی کو ساتھ نہ دیکھ کر پریشانی لاحق ہو۔ تو کسی گہرے دوست اور جانی رفیق کی آواز سن کر دل مطمئن ہو جاتا ہے تو حضور شبِ معراج جب ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں کسی کا دم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور تنہائی کے عالم میں آپ نے کچھ اجنبیت اور وحشت محسوس فرمائی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کی یہ پریشانی دور فرمانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آواز پہنچائی۔

حضرات! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان ملاحظہ فرمائیے

انیس سول

کہ خود خدا تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکینِ خاطر

کے لئے ان کے مبارک کانوں میں آوازِ صدیق پہنچا رہا ہے۔ یعنی اب خدا تعالیٰ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔ اے محبوب! تم نے جو اس مقام پر اجنبیت و وحشت محسوس فرمائی۔ تو ہم نے تمہاری وحشت دور کرنے کے لئے تمہارے کانوں میں تمہارے انیس کی آواز پہنچائی۔ جس طرح

موسیٰ (علیہ السلام) جب کوہ طور پر پہنچے تھے۔ تو ان کی وحشت و دُور کرنے کے لئے ہم نے ان سے کلام فرمایا۔ تو ان کی مانوس شے کا ذکر کیا۔ یعنی موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے عصا سے اس تھا۔ چنانچہ ہم نے ان سے اپنے کلام میں ان کے عصا ہی کا دریافت فرمایا۔ کہ مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى قَالَ هِيَ عَصَايَ۔ پس اس طرح وہ اپنے عصا کے ذکر میں مشغول ہو کر وحشت و ہیبت سے محفوظ ہو گئے۔ اسی طرح اسے محبوب بنا دیا۔

أَنْتَ وَهُوَ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ أَوْلَىٰ بِكَ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ خَلَقْنَا مَلَكَ عَلَىٰ سُورَتِهِ يُنَادِي بِأَسْمَاءِ الَّذِينَ يُنَزَّلُ
عَنْكَ الْوَحْيَ حَاشٍ۔ تم اور ابوبکر ایک ہی مہارک مٹی سے پیدا
فرمائے گئے ہو۔ اور وہ تمہارا دنیا و آخرت میں امیں ہے۔ تو ہم نے
ابوبکر کی شکل کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ جس نے ابوبکر کی آواز
میں تمہیں ندا دی۔ تاکہ تمہاری وحشت دور ہو جائے۔

(دواہب لدنیہ سنۃ جلد ۱)

حضرات! اس ارشاد باری سے فیصلہ کر لیجئے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی کیا شان ہے۔ فرمائیے! ایسے رفیق و امیں رسول کا کون قائل نہ ہوگا۔
اور کون ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صدیق اکبر کو جدا کر سکے۔
جائو! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت ایک ایسی ضرب امثل
رفاقت ہے۔ کہ آج بھی کسی گہرے اور جانثار دوست کو جسے یاد کیا جاتا
ہے۔ تو اسے یادِ غار کہا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی بے مثال رفاقت ہے۔
کہ خود اللہ نے بھی شبِ معراج اس کا اعلان فرما دیا۔ الحمد للہ! تم
الحمد للہ! کہ ہم اہل سنت و جماعت اسی رفاقت کے قائل ہیں۔ اور
ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے بہترین رفیق ہیں۔ سفر و حضر کے رفیق۔ اور دنیوی زندگی کے رفیق۔ اور
وصال شریف کے بعد بھی رفیق۔ فرش کے رفیق اور عرش کے بھی رفیق ہیں
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے
جب یہ آواز سنی۔ کہ کٹھنہ تمہارا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔ تو میں حیران
ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ تو نماز سے غنی ہے، پھر اس کا صلوٰۃ
اللہ کی نماز یعنی نماز پڑھنا کیسا؟ حضور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے مجھے جواب دیا۔ کہ

أَنَا الْغَنِيُّ أَنْ أُصَلِّيَ لِأَحِبِّ ذِي إِيمَانٍ أَقُولُ سُبْحَانَ سُبْحَانِي
سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي۔ میں واقعی کسی کی نماز سے غنی
ہوں۔ میری "صلوٰۃ" تو صرف یہ ہے۔ کہ میں یوں فرماتا ہوں۔
سبحانی۔ سبحانی۔ میری رحمت نے میرے غضب پر سبقت
فرمائی۔

اور پھر فرمایا۔ اے میرے محبوب! قرآن کی یہ آیت یاد فرماؤ۔
هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ
الْقُلُومَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا
فَصَلِّتِي رَحْمَتِي لَكَ وَ لِأُمَّتِكَ۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا
ہے۔ تم پر وہ اور اس کے فرشتے۔ کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے
کی طرف نکالے۔ اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ تو میری
نماز یہی ہے۔ کہ میں تم پر اے محبوب رحمت بھیجتا ہوں۔ اور
تمہاری اُمت پر۔

سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کیا شان ہے
ہماری بھی۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کے صدقہ میں ہم پر رحمتیں نازل فرماتا ہے
قرباً اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ کی آواز میں اس ندا کے بعد میں آگے بڑھا۔ تو مجھے پھر یہ مبارک ندا میں آنے لگیں۔

أَدُنُّ يَا خَيْرَ النَّبِيِّ أَدُنُّ يَا أَحْمَدُ أَدُنُّ يَا مُحَمَّدُ

قریب آؤ اے بہترین کائنات! قریب آؤ اے احمد۔

قریب آؤ اے محمد!

سبحان اللہ! کیا عروج اور کیا شان ہے۔ کہ آج وہ محبوبِ حقیقی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ لَنْ تَوَانِي. تو مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ وہی خود ہمارے حضور کو مخاطب فرما کر فرما رہا ہے۔ قریب آؤ اے محبوب قریب آؤ۔ سچ ہے۔

طورِ سینا اور ہے معراجِ مولیٰ اور ہے

اپنا جاننا اور ہے اُن کا بلانا اور ہے

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ

تبارک اللہ شان تیری اتھمبی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَوَانِي کہیں تقاضے وصال کے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ فَاذْنَانِي رَتِي۔

میرے رب نے مجھے قریب کر لیا۔ اور مجھے اپنا قریب

خاص بخشا۔ اور پھر

فَوَضَعَ يَدَاكَ بَيْنَ كَتِفَيْ بِلَا تَكْلِيفٍ وَلَا تَحْدِيدٍ فَوَجَدَاتُ

بُرْدَهَا بَيْنَ شَدَائِي فَأَوْرَشَنِي عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ

اللہ نے اپنا قدرت کا لاکھ بلا کھیف و تحدید

میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ اور میں نے اپنے سینے میں

اس کی ٹھنڈک پائی۔ پس اللہ نے مجھے اولین و آخرین یعنی

انگلوں پھیلوں سب کا علم دیدیا۔ (مواہب لدنیہ ص ۲۹ جلد ۲)

کہا یو! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج سارے علوم دیدے گئے۔ اور آپ سے کوئی بات مخفی نہ رہی۔ خود اللہ ہی کا دیدار حاصل ہو گیا۔ پھر جن مبارک نظروں سے خود اللہ تعالیٰ بھی غائب نہ رہا۔ اس سے اور کوئی بات کیسے غائب رہ سکتی ہے۔

اور کیا غیبِ تم سے بھلا ہو نہاں!

جب نہ خدا ہی کھپکا تم پر لاکھوں سلام

حضرات! کروڑوں بار شکر کرو اس اللہ تعالیٰ کا جس

امت کا خیال

نے ہمیں ایسا رُوح و رحیم رسول عطا فرمایا جو

کسی وقت بھی ہم گنہ گاروں کو نہیں بھولا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہا یو!

آج کوئی شخص ذرا سا بھی اوپر چلا جائے۔ اور معمولی سا بھی عہدہ پالے۔

تو وہ اپنوں، بیگانوں سب کو بھلا دیتا ہے۔ اور کسی کا واقف ہی نہیں

بنتا۔ مگر کروڑوں سلام اور لاکھوں درود اس غمخوار امت رسول پر جو شب

معراج ساری بلند یوں سے بلند مرتبہ پر جا پہنچا۔ اور سارے اونچے عہدوں

سے اونچا عہدہ پا کر بھی اپنی امت کو نہیں بھولا۔ اور شبِ معراج اپنے

اللہ سے اپنی امت کے لئے یوں عرض کیا۔

إِجْعَلْ حِسَابَ أُمَّتِي فِي يَدِي لِئَلَّا يَطْلِعَ عَلَى عَيْبِهِمْ أَحَدٌ

غَيْبِي۔ الہی! میری امت کا حساب میرے ہاتھ دیدے تاکہ

میری امت کے گناہوں کا میرے سوا کسی کو پتہ ہی نہ چلے۔

اللہ اکبر! کتنی مہربانی اور کتنی شفقت ہے۔ خدا کی قسم! اتنی شفقت

ماں باپ کو بھی اپنی اولاد پر نہیں ہوتی۔ جتنی حضور کو اپنے غلاموں پر ہے

صلی اللہ علیہ وسلم۔ کس زبان سے شکر ادا کریں۔ اپنے محسن آقا صلی اللہ

علیہ وسلم کا اور کس زبان سے حمد و شکر بجا لائیں۔ اپنے رب کریم کا کہ

رسول ہے۔ تو ایسا شفیق اور ربا ہے۔ تو ایسا کریم۔ کہ اپنے محبوب

کی اس التجا کے جواب میں رب نے یوں فرمایا۔ کہ اسے محبوب! تم اپنی امت کے عیب دوسروں کو دکھانا نہیں چاہتے۔ تو ہم اپنے بندوں — تمہاری امت کے عیب تم کو بھی دکھانا نہیں چاہتے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عرض کیا۔

إِلٰهِي! وَ سَيِّدِي! لَنْ نَبُؤَنَّ مِنْ أُمَّتِي۔

الہی و سیدی! میری امت میں گنہ گار بھی ہیں۔

خدا نے جواب ارشاد فرمایا :-

يَا أَحْمَدُ إِذَا كُنْتُ أَنَا الرَّحِيمُ وَأَنْتَ الشَّفِيعُ فَأَيْنَ الْمُنْ نَبُؤَنَّ بَيْنَنَا۔ اے احمد! جن کے لئے ایک طرف میں رحیم ہوں۔ اور دوسری طرف تم شفیع ہو۔ تو ہم دونوں کے درمیان گنہ گار رہ ہی کیسے سکتے ہیں؟

دکنز العمال حاشیہ مسند امام احمد ص ۳۳ جلد ۵

نعرۂ رسالت

يَا رَسُولَ اللَّهِ

نعرۂ تکبیر

اللَّهُ أَكْبَرُ

ہزاروں سلام اور کروڑوں درود ایسے رسولِ رحمت اور صاحبِ شفاعت پر۔ کہ جن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ بھی ہم گنہ گاروں پر بیحد مہربان ہے۔ بھائیو! بیشک ہم گنہ گار ہیں۔ مگر خدا صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

ایک اور ایمان افروز اور خوش کن بات بھی سنئے۔ بزرگوں نے

لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ عرض کیا۔ کہ

الہی! میری امت سے حساب نہ لینا۔ تو خدا نے فرمایا۔ محبوب! تم اس وقت میرے ساتھ مکالمہ کے شرف سے مشرف ہو رہے ہو۔ اور تمہارے صدقہ میں ہم تمہاری امت کو بھی اس شرف سے مشرف فرمانا چاہتے ہیں اور

مکالمہ

میں بھی اس نبی رحیم و کریم نے اپنی امت کے گنہ گاروں کو فراموش نہیں فرمایا۔ تو بیک زبان سب بول اُٹھے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِأَشْهَادِ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ — ہم سب فرشتے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور محمد اللہ کے پیچھے بندے و رسول ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ۵

ادھر سے کھیں نذرِ شہ نمازیں اُدھر سے انعامِ خسروی ہیں سلام و رحمت کے ہار گندہ کر گلوئے پُر نور میں پڑے تھے نبی رحمت شفیحِ اُمتِ رِضَا پہ بِلشہ ہو عنایت لیسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاصِ رحمت کے واں بٹے تھے حضرات! اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے واسطے کوئی تحفہ طلب فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت کے لئے کیا تحفہ عطا فرمایا۔ اس کا بیان اگلے جمعہ میں سنئے۔

وَأَخْرَجَ عَوْنًا لِيَحْمَدُوا رَبِّي

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَذَا خُطْبَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّبْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

جَعَلَهَا سَقُوفًا مَحْفُوظَةً - وَرَبَّيْهَا بِالشَّمْسِ
 وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ وَالْبُرُوجِ الْمَشْهُورَةِ فَبِحَاجَتِهِ
 مِنْ إِلَهِ عَجَزَتِ الْأَلْسِنَةُ عَنْ مَدْحِهِ وَتَنَائِهِ
 وَتَحَيَّرَتِ الْبَلَدَاتُ فِي إِدْرَاكِ الْحَقَائِقِ الْأُمُورِ
 الْمَقْدُورَةِ - خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ وَجَعَلَهَا
 فُرُشًا مَبْسُوطَةً - وَقَوَاهَا بِالْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ
 الْبُضْبُوطَةِ - أَحْمَدُهُ حَمْدًا كَثِيرًا وَاشْكُرُهُ
 شُكْرًا جَمِيلًا عَلَى مَنِّهِ وَنِعْمَائِهِ الْبَيِّنَاتِ
 وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
 لَهُ كُلُّ الْأَشْيَاءِ تَحْتَ قُدْرَتِهِ مَقْهُورَاتٌ -
 وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ
 صَاحِبَ الْآيَاتِ وَالْعُجْرَاتِ الْمَرْصُوصَةِ -
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 دَائِمَةً كَامِلَةً مُوقُورَةً

أَمَّا بَعْدُ

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ فَإِنَّ التَّقْوَى
 هِيَ الشَّافِعَةُ الشَّفِيعَةُ. وَاحْذَرُوا مِنْ بَطْشِ
 اللَّهِ فَإِنَّ بَطْشَتَهُ لَشَيْبَانَةٌ مَوْعُودَةٌ. وَاتَّقُوا
 النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ ثَمْرَةٍ مَوْهُوبَةٍ. أَلَا تَعْتَبِرُونَ
 بِسُرْعَةِ انْقِلَابِ الدِّيَارِ وَالْأَيَّامِ الْمَعْهُودَةِ -
 أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى فَنَاءِ الْبَخْلُوقَاتِ الْمَنْشُورَةِ -
 أَلَمْ خُلُودٌ فِي الدُّنْيَا أَمْ لَكُمْ أَمَانٌ مِنْ عَذَابِ
 النَّارِ الْمَعْهُودَةِ - أَمْ تَعْتَرُونَ بِسَعَةِ رَحْمَةِ اللَّهِ
 تَعَالَى وَلَا تَتَفَكَّرُونَ فِي مَا يَبْضِي عَلَيْكُمْ فِي
 الْقُبْرِ وَيَوْمَ الْحَشْرِ مِنَ الْأَهْوَالِ الْمَكْرُوهَةِ
 كَيْفَ يَكُ إِذَا جَمَعَ بِكُمْ أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَجَاءَكُمْ
 رَبُّكُمْ مَعَ عَرْشِهِ الْأَكْبَرِ فَيَجْسِبُكُمْ عَلَى
 الْأَعْمَالِ الْقَبُوحَةِ. وَتَوْضِعَ لَكُمْ مَوَازِينَ
 الْقِسْطِ فَلَا تُظْلَمُونَ شَيْئًا وَتُعْرَضُ عَلَيْكُمْ
 كُتُبُ أَعْمَالِكُمْ وَلَا تَنْقُصُونَ مِنْهَا شَيْئًا

فَتَذَاهَبُ كُلُّ نَفْسٍ مَّنْفُوسَةٍ. تَنْبَهُوا إِلَيْهَا
الْغَافِلُونَ. وَتَذَكَّرُوا إِلَيْهَا الْعَاقِلُونَ. وَتُؤْبَى
إِلَى اللَّهِ بِالتَّوْبَةِ الْمُبْرُورَةِ. وَحَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ
قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا كَى لَا تَصِيرَ مَقُوتَةً وَ
مَبْعُوضَةً. وَعَلَيْكُمْ بِالسَّنَةِ السَّيِّئَةِ - وَ
اجْتِنَابِ الْبِدَعَاتِ الْقَبِيحَةِ الَّتِي هِيَ مُؤَمَّبَةٌ -
فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ لَنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَسْئُولَةٌ. وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً
حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ
وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْمَصَائِبِ
الْمَأْتُورَةِ. فَطُوبَى لِنَفْسٍ تَزَوَّدَتْ مِنْ
دُنْيَاهَا لِأَخْرَجَتْهَا وَمِنْ حَيَاتِهَا لِمَوْتِهَا
وَمِنْ صِحَّتِهَا لِسُقْمِهَا وَمِنْ شَبَابِهَا
لِهَرَمِهَا وَأَدْخَلَتْ فِي الْغُرَفَاتِ الْمَرْقُوعَةِ

جَعَلْنَا اللهُ وَإِنَّا كُمْ مِمَّنْ تَابَ وَأَنَابَ
 وَغَفَرَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ الْأَعْمَالَ الْمَقْبُوحَةَ
 بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَإِنَّا كُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ
 الْحَكِيمِ - إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ مَلِكٌ
 كَرِيمٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے۔

تحفہ معراج

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَرَضَ عَلَيْنَا الصَّلَاةَ - وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ
عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْمُعْجَزَاتِ - وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ
الَّذِينَ فَازُوا بِأَعْلَى الدَّرَجَاتِ -

امّا بعد

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَى الصَّلَاةِ خَمْسِينَ صَلَاةً

كُلَّ يَوْمٍ (مشکوٰۃ شریفین) ۵۲

پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔

حضرات! شبِ معراج ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اللہ
سے عرض کیا۔ الہی! میں جب واپس ہوا۔ تو میری امت نے اگر مجھ سے
پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ! اللہ سے ہمارے لئے آپ کیا لائے؟ تو میں کیا
جواب دوں گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہاری امت کے لئے تحفہ نماز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کیں۔ یہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ سے اپنی امت کے لئے

نماز تحفہ لائے۔ بھائیو! واقعی یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صدقہ میں ہمیں "نماز" کا تحفہ عطا فرما کر

گویا ہمیں بھی اپنے حضور بلا یا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرفِ معراج سے مشرف فرمانے کے بعد حضور کی امت کو "نماز کی معراج" عطا فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں اپنے اللہ سے باتیں کی تھیں۔ تو نماز میں حضور کا امتی بھی خدا سے باتیں ہی کرتا ہے۔ حضور نے شبِ معراج اپنے اللہ کا دیدار پایا تھا۔ تو حضور کا امتی بھی نماز پڑھتے ہوئے گویا دیدارِ حق سے مستفید ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ہے۔

صَلِّ كَمَا نَكَ تَرَاهُ

"نماز اس طرح پڑھ۔ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔"

اور پھر فرمایا:-

فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ

اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ نماز مسلمان کے لئے معراج ہے۔ کیونکہ

اس کے ذریعہ وہ خدا کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے۔ چونکہ بندہ اپنے مولا کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ دو آدمی جب آپس آمنے سامنے گفتگو کر رہے ہوں۔ تو کوئی دوسرا آدمی اگر ان کے بیچ میں سے گزر جائے۔ تو دونوں کو برا معلوم ہوتا ہے۔ بلا تشبیہ نمازی اپنے مولا کے حضور کھڑا ہے۔ ادھر بندہ ہے۔ اور ادھر جلوہ حق۔ اس لئے نمازی کے آگے سے گزرنا گویا اس بات کی خلاف ورزی ہے۔ اور

دوسری روح۔ جس طرح جسم کو غذاؤں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ جسم کی غذا مختلف قسم کا کھانا ہے۔ جس کا مزہ سب سے پہلے زبان کو ملتا ہے۔ اسی طرح روح کی غذا خدا کی عبادت اور خدا کا ذکر ہے۔ اس کی لذت سب سے پہلے دل پاتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **اَلَا يَذِکُرُ اللّٰهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوْبُ** یعنی بیشک خدا کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ نماز سے دل کو آرام ملتا ہے۔ روح کو چین نصیب ہوتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز اسی لئے فرض کی گئی ہے۔ کہ دن رات میں کم از کم پانچ بار لازمی طور پر یہ غذا روح کو پہنچائی جائے۔

پانچ نمازیں حضرات! نمازیں پانچ فرض ہیں۔ میں نے جو حدیث پڑھی ہے۔ اس میں پچاس نمازوں کا ذکر آیا ہے۔ اس کے

متعلق میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ کہ پچاس سے پانچ کیسے رہ گئیں اس وقت مجھے یہ بتانا ہے۔ کہ یہ جو پانچ وقت کی نماز مقرر ہے۔ اس میں بھی کئی حکمتیں ہیں۔ آپ سن چکے۔ کہ جسم کی بھی غذا ہے اور اسی طرح روح کی بھی غذا ہے۔ جسم کی غذا کھانا پینا ہے۔ اور روح کی غذا اللہ کی عبادت ہے۔ بھائیو! اس جسم کی غذا کے لئے صبح کا ناشتہ سب کرتے ہیں۔ اور بڑے اہتمام کے ساتھ صبح کا ناشتہ کیا جاتا ہے اسلام نے جسم کی غذا کے ساتھ ساتھ روح کی غذا کا بھی انتظام فرمایا۔ اور روح کی غذا کے لئے صبح کے وقت فجر کی نماز رکھی۔ پھر اس کے بعد جسم کی غذا دوپہر کے وقت کا کھانا ہے۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کی غذا ظہر کی نماز رکھی۔ پھر جسم کی غذا کے لئے عصر کے وقت کا ناشتہ ہے۔ جسے عصرانہ کہتے ہیں۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کے لئے عصر کی نماز رکھی۔ اور جسم کی غذا کے لئے پھر مغرب کے وقت کھانا

کھایا جاتا ہے۔ اسلام نے اس کی جگہ روح کے لئے نماز مغرب رکھی۔ اور پھر جسم کو تروتازہ رکھنے کے لئے لوگ سونے سے قبل دودھ وغیرہ پیتے ہیں اسلام نے اس کی جگہ روح کی تازگی کے لئے نماز عشاء رکھی۔ آپ کہیں گے کہ آج کل ایک رواج "بیڈ ٹی" کا بھی ہے۔ یعنی صبح کے ناشتہ سے بھی پہلے لوگ بستر پر ہی چائے پیتے ہیں۔ اس کی جگہ روح کے لئے کیا ہے۔ تو میں کہوں گا۔ اس کی جگہ روح کے لئے نماز تہجد ہے۔ اسلام نے روح کو توانا رکھنے کے لئے یہ بہترین غذائیں مقرر کی ہیں۔ جو انہیں استعمال کرتا رہے گا۔ انشاء اللہ اس کی روح تندرست و توانا رہے گی۔ بھائیو! جسم کو اگر ایک وقت کا بھی کھانا نہ ملے۔ تو دیکھ لیجئے۔ ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔ اور اگر لگاتار چند وقت بے کھائے گزر جاتے ہیں۔ تو نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ جسم سے چلنا پھرنا۔ ہلنا جلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یاد رکھیئے۔ کہ نماز چھوڑنے سے اور پھر بار بار چھوڑنے سے روح کو اپنی غذا نہیں ملتی۔ تو روح بھی اس روحانی ناقہ کے سبب اس قدر کمزور ہو جاتی ہے۔ کہ کسی نیک کام کی قوت نہیں معلوم ہوتی۔ وعظ میں دل نہیں لگتا۔ وظیفہ پڑھنے بیٹھتے ہیں۔ تو دل گھبراتا ہے۔ ہاں گانے باجے، کھیل کود، اور فضول کاموں میں دلچسپی ہوتی ہے۔ جس طرح جسم کمزور ہو جائے۔ تو وہ کوئی بیماری کام کرتے ہوئے گھبراتا ہے۔ اسی طرح اپنی غذا نہ پا کر روح بھی جب کمزور ہو جائے۔ تو اس کمزوری کے سبب نیک کام اسے بیماری نظر آنے لگتے ہیں۔

پہلوان | میرے بھائیو! جسم کو موٹا تازہ کرنے والے طرح طرح کی غذائیں کھاتے۔ ڈنڈ پیتے۔ بادام گھوٹ گھوٹ پیتے اور

مرغن غذائیں کھاتے ہیں۔ اور دو ٹائم کے عام کھانے اور ناشتہ وغیرہ کے علاوہ بھی پھل فروٹ۔ بادام۔ پستہ، و مقویات کا استعمال کرتے

رہتے ہیں۔ اور اپنے جسم کو خوب موٹا تازہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عرف عام میں پہلوان کہتے ہیں۔ اور جو لوگ روح کو ترو تازہ اور توانا بنانے کے لئے روحانی غذا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ ورد و وظائف اور نوافل میں بھی مشغول رہتے ہیں اور ذکر حق میں شاعل و محو رہتے ہیں۔ ایسے مقدس لوگوں کو عرف شرع میں "اولیاء کرام" کہتے ہیں۔ پہلوان کا جسم تندرست و توانا ہوتا ہے۔ روح چاہے کمزور ہی ہو۔ اور "ولی" کی روح تندرست و توانا ہوتی ہے جسم چاہے کمزور ہی ہو۔

اور میرے بھائیو! جس طرح جسم کو اگر بھوک نہ لگے۔ اور اس کا کھانا پینا چھوٹ جائے۔ تو کسی ماہر معالج کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اور معالج اس کا علاج کرتا ہے۔ اسی طرح روح کو بھی اگر عبادت کی اشتہا نظر آئے۔ اور اس کی عبادت چھوٹ جائیں۔ تو کسی روحانی معالج کے پاس جانا ضروری ہے۔ جسم کے معالج کا نام طبیب ہے۔ اور روحانی معالج کا نام مرشد۔ اور پھر جس طرح جسمانی معالج کو مریض کا رنگ۔ چہرہ اور اس کی نبض ہی دیکھ کر اس کی اندرونی بیماریوں کا پتہ چل جاتا ہے اسی طرح روحانی معالج کو بھی مرید کا چہرہ ہی دیکھ کر اس کے تمام اسرار اور امور پنہاں کا پتہ چل جاتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

این طبیبان جہاں دانشورند

برسقام تو ز تو واقعت تر اند

پس طبیبان الہی در جہاں!

چوں ندانند از تو اسرار نہاں

یعنی یہ دنیوی طبیب جبکہ تجھ سے بھی زیادہ تیری بیماریوں کو جانتے ہیں۔ تو پھر طبیبان حق یعنی اولیاء کرام تیرے اسرار اور پوشیدہ امور کو

کیوں نہیں جانتے ہیں اور اسی طرح میرے بھائیوں! حیطر کسی طبیب کے پاس جانا غیر اللہ کے پاس جانے کی زد میں نہیں آتا۔ اور شرک نہیں۔ اس حیطر کسی مرشد کامل کی بارگاہ میں بھی حاضر ہونا غیر اللہ کے پاس جانے کی زد میں نہیں آتا۔ اور شرک نہیں ہے۔ آپ طبیب کے پاس جا کر جب یوں کہتے ہیں کہ حکیم صاحب! میں مرچلا ہوں۔ مجھے بچا لیجئے۔ اور جب اس کی دوائی سے آپ اچھے ہو جاتے ہیں۔ تو یوں کہتے ہیں۔ حکیم صاحب۔ آپ نے مجھے بچا لیا۔ تو کوئی بھی تو آپ کو مشرک نہیں کہتا۔ اور یہ فتویٰ نہیں لگاتا۔ کہ تم نے غیر اللہ کو ایسا کیوں کہہ دیا۔ کہ تم مجھے بچا لو۔ اور یہ کہ آپ نے مجھے بچا لیا۔ جبکہ بچانے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔ یونہی کسی ولی کامل سے بھی اگر یوں کہہ دیا جائے۔ کہ حضور! میری مراد پوری کر دیجئے۔ میری حاجت روائی فرمائیے۔ یا یوں عرض کیا جائے۔ کہ آپ نے میری مشکل حل دی۔ تو اس میں بھی کوئی شرک کی بات نہیں۔ کہ حکیم بھی ایک وسیلہ و واسطہ ہے۔ اور "ولی" بھی ایک وسیلہ و واسطہ ہے۔ ایک خوش عقیدہ شخص نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مشک کشا کہہ دیا۔ اس پر ایک صاحب بڑا ترپے۔ اور بولے۔ یہ جملہ شرک ہے۔ خدا کے بسوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ تم نے یہ لفظ حضرت علی کے لئے کیوں کہہ دیا۔ اس خوش عقیدہ شخص نے جواب دیا۔ بھئی شہر کے فلاں مشہور حکیم صاحب نے رفع قبض کے لئے جو گولیاں تیار کی ہیں۔ ان کا نام انہوں نے قبض کشا گولیاں رکھا ہے۔ اور وہ اپنی گولیوں کا اشتہار اسی نام سے دیتے ہیں۔ اور یہ اشتہار خود تمہارے ہم مسلک اخبارات میں بھی چھپتا ہے۔ اور تمہارے ہم مسلک حضرات بھی ان گولیوں کو اسی نام سے خریدتے اور ان کی "قبض کشائی"

کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ قبض بھی ایک مشکل ہی ہے۔ پھر اگر ایک معمولی سی گولی کو "قبض کشا" کہنا جائز ہے، تو ایک عظیم الشان ہستی حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو مشکلتا کہنا جائز کیوں نہیں؟ بھائیو! اس قبض کشا گولی کے جواب سے اس معترض کی قبض بھی دور ہو گئی۔ اور کہنے لگا مسئلہ حل ہو گیا۔

ہاں تو میرے دوستو! میں سنانے لگا تھا کہ ہمارے

پچاس نمازیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شب معراج مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پچاس نمازیں لے کر جب واپس تشریف لائے۔ تو راستے میں آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام گویا آپ کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا۔

يٰمُا اُمِرْتُ - آپ کو کیا حکم ہوا؟
 حضور نے فرمایا:-

اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةٍ كُلِّ يَوْمٍ

مجھے ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے۔
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں لوگوں کو آزما چکا ہوں۔ اور میرا تجربہ ہے۔ اور اپنے تجربہ کے پیش نظر کہتا ہوں کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔

فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلِّهُ التَّخْفِيْمُ

حضور اپنے رب کے پاس واپس جایے اور ان پر اسے نمازیں کم کرائیے۔

سبحان اللہ! کیا شان اور کتنا کرم ہے موسیٰ علیہ السلام کا۔ کہ ہم نالوانوں کا بوجھ ہکا کرانے کے لئے سفارش فرما رہے ہیں۔ ہزاروں

سلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہے کہ ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اتنا خیال فرما رہے ہیں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور جلالتِ آداب رسول کو ہماری کیا پروا تھی بھائیو! یہ سب صدقہ ہے اس نسبت کا جو ہمیں افضل اللہ حضور کی طرف حاصل ہے۔ اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم بھی دیکھئے کہ جب سنا کہ میری امت پر یہ بوجھ زیادہ ہے۔ تو حضور فوراً واپس ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ سے جا کر عرض کی۔ الہی! میری امت پر یہ بوجھ زیادہ ہے۔ کچھ کم فرما۔ بھائیو! ذرا اندازہ کرنا وقارِ مصطفیٰ کا۔ کہ وہ خدا جو پچاس نمازیں فرض فرما چکا تھا۔ جب اس نے ان میں تخفیف کے لئے حضور نے کہا۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب میں یہ نہیں کہا۔ کہ اے محمد! تمہارا کیا اختیار یا وقار ہے۔ کہ میں تمہاری خاطر اب اپنی فرض کردہ پچاس نمازوں میں سے کچھ کم کر دوں۔ میں جو فرما چکا فرما چکا۔ اب تمہارے کہنے سے اس میں تغیر و تبدل نہ کروں گا۔ میرے دوستو! اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشان کچھ اسی قسم کی ہوتی۔ جیسی کہ بعض لوگ سنایا کہتے ہیں۔ کہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اللہ صاحب کی شان کے سامنے وہ ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (معاذ اللہ) تو واقعی خدا تعالیٰ ان کی ہرگز نہ مانتا۔ اور پچاس نمازوں سے ایک نماز بھی کم نہ کرتا۔ مگر حدیث میں ہے کہ حضور کے عرض کرنے پر خدا تعالیٰ نے اس نماز میں کم کر دیں۔ اور باقی چالیس رہنے دیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس نمازیں لے کر لوٹے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ حضور! یہ بھی زیادہ ہیں۔ اب کے پاس پھر جلیٹے اور ان میں سے کچھ اور بھی کم کر لیٹے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس ہوئے۔ اور عرض کیا۔ الہی! پھر حاضر ہوا ہوں کہ چالیس میں سے اور بھی کم فرما ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ محبوب! میری خاطر ہم نے اس اور چھوڑیں

باقی تیس رہ گئیں۔ حضور تیس لے کر آئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں پھرے۔ اور پھر وہی سوال کیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ اللہ نے دس اور چھوڑ دی ہیں۔ اب تیس رہ گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ حضور! میری بات مانئے۔ میں بنی اسرائیل کو دیکھ چکا ہوں۔ یہ تیس بھی زیادہ ہیں۔ امت کا خیال فرمائیے۔ اور پھر جائیے۔ اور تیس میں سے بھی کم کرائیے۔ مسلمانو! سلام بھیجو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ دیکھو! وہ کس طرح تمہارے لئے آسانی پیدا فرمائے۔ اور کروڑوں درود بھیجو اپنے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ دیکھو وہ ہم گنہگاروں اور ناتوانوں کے لئے کتنی کوشش فرماتے ہیں۔ اور بار بار واپس جا رہے ہیں۔ چنانچہ آپ پھر واپس گئے۔ اور خدا سے عرض کرنے لگے۔ الہی! کرم فرما۔ اور ان تیس نمازوں میں سے بھی کچھ کم کر۔ خدا تعالیٰ کا پیار بھی دیکھئے اپنے محبوب سے۔ کہ محبوب جتنی بار آتا ہے۔ خدا اتنی بار ہی کرم فرماتا ہے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا: محبوب! جاؤ! تمہاری خاطر ہم نے دس اور چھوڑیں۔ اب باقی بیس رہ گئیں۔ حضور بیس لے کر پلٹے۔ تو راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ حضور! ایک چکر اور لگائیے۔ لگے ہاتھوں میں سے بھی کم کرانے کی کوشش فرمائیے۔ خدا آپ پر مہربان ہے۔ کام بن جائے گا۔ چنانچہ حضور پھر گئے۔ اور وہی عرض کی خدا نے دس اور چھوڑیں۔ باقی دس رہ گئیں۔ حضور دس لے کر آئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام کا کمال دیکھئے۔ کہ پھر یہی کہا۔ کہ یا رسول اللہ! یہ حقیقت ہے۔ کہ دس بھی زیادہ ہیں۔ آپ کی امت دس بھی ادا نہ کر سکے گی۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے مسلمانو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔ کہ ہماری امت و توفیق ان کے سامنے تھی۔ وہ جاننے لگتے۔ جو کچھ ہم ہیں۔ فرمایا یہ دس نمازیں بھی ان کے لئے زیادہ ہیں۔ حضور! ایک بار اور۔ چنانچہ حضور

پھر واپس تشریف لے گئے۔ اور خدا سے عرض کی۔ الٰہی! میری امت کے لئے
 دس نمازیں بھی زیادہ ہیں۔ کچھ اور کم فرما۔ خدا نے فرمایا: محبوب! ہم نے
 پانچ اور چھوڑیں۔ باقی پانچ رہ گئیں۔ یہ سارا مضمون جو میں سنا رہا ہوں۔ حدیث کا مضمون
 ہے۔ جن کا دل چاہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں دیکھ لے حضور جب
 پانچ نمازیں لے کر گئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت فرمایا
 کہ یا رسول اللہ! اب کتنی رہ گئیں۔ حضور نے فرمایا۔ اب پانچ رہ گئیں
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد سنئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔
 اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ۔

یا رسول اللہ! آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی۔
 پڑھیے درود شریف! اور بھیجئے سلام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ کیا حقیقت بیان فرما گئے کہ آپ
 کی امت پانچ بھی نہ پڑھ سکے گی یہ مسلمانو! ہے نا درست! کہ آج یہ پانچ
 بھی بہت سے افراد کے لئے مشکل ہیں۔
 ہائیو! سنو کہ پھر کیا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا حضور
 جلیتے ایک بار اور جلیتے۔ اور پانچ میں سے بھی کم کرا کے لائیے حضرات
 اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَجِيبْتُ فِيَّ مِنْ اِنِّي رُبَّ سَأَلْتُ
 كَظَمْتُ لِيَا اَبِ بَحْمِ شَرْمِ اَتِي هِيَ رَشْكُوٰةُ شَرِيفِ مَنْهِي
 یعنی لے موسیٰ۔ جتنی بار بھی گیا ہوں۔ اللہ نے اتنی بار ہی تخفیف
 فرمائی ہے۔ اور بار بار گیا ہوں۔ اور اب تو مجھے شرم آتی ہے۔ کہ خدا
 سے جا کر یوں کہوں۔ کہ میری امت پانچ بھی نہ پڑھ سکے گی۔
 کسی لوگ! میرے بزرگو دوستو اور عزیزو! یہ حدیث پاک سن کر

اس موقع پر کئی لوگ دل میں کہتے ہوں گے کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر حضور ایک چکر اور لگا لیتے۔ اگر آپ ایک بار اور چلے جاتے۔ تو ان پانچ سے بھی چھٹی ہو جاتی۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرما کر اپنے محبوب کی شان دکھانے کو ۴۵ معاف فرما دیں۔ محبوب کی شان کا بھی اظہار فرما دیا۔ اور اپنے فرمان کو ہر قرار یوں رکھا۔ کہ اپنے کرم سے یہ ارشاد فرما دیا۔

خدا کا فرمان اور مصطفیٰ کی شان

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا

یعنی جو ایک نیکی کرے گا۔ اسے ثواب میں دس نیکیوں کا دوں گا۔ چنانچہ اس ارشاد کے پیش نظر گویا اللہ نے فرمایا۔ کہ محبوب! میرا فرمان تو پچاس کا تھا۔ مگر تیری شان کی خاطر وہ پانچ رہ گئیں۔ اب ہو گا یوں کہ جو شخص پانچ نمازیں پڑھے گا۔ اسے ایک کے بدلے دس کا ثواب دے کر ثواب میں پچاس نمازوں ہی کا دوں گا۔ اس طرح تیری پانچ ہی رہ گئیں اور میری پچاس بھی ہو گئیں۔

نفع حضرات! یہاں ایک مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ پچاس میں سے ۴۵ نمازوں کا بوجھ ہلکا ہو جانا ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بہت بڑا نفع ہے اور یہ نفع ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اور حضور سے مدتوں پہلے وصال فرما چکے تھے۔ تو یہ نفع ہمیں اس ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا۔ جو اس دنیا سے پردہ فرما کر اپنی قبر تشریف میں تشریف لے جا چکے تھے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے جو خاص بندے ہیں۔ وہ دنیا سے چلے جانے اور قبروں میں

تشریف لے جانے کے بعد بھی اس دنیا کے زندوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اہل قبور سے نفع حاصل ہونے کا اقرار نہیں کرتا۔ تو اس کو چاہیے۔ کہ وہ نمازیں بھی پچاس ہی پڑھا کرے۔ بخدا ایک بار جو مسجد میں چلا جائے۔ تو پھر قیامت تک گھر آنے کا موقع ہی نہ ملے۔ ایک نماز ختم ہوئی تو دوسری کی اذان تیار۔ دوسری پڑھی۔ تو تیسری تیار۔ گھر سے پتہ لیجئے۔ تو جواب ملے۔ مدت ہوئی۔ گھر سے نماز پڑھنے کو گئے تھے۔ ابھی تک لوٹے ہی نہیں۔ مزہ ہی تو آجائے۔ ایسے نمایاں باطل کے علمبردار کا یہ حال دیکھ کر بھائیو! پچاس نمازوں میں سے ۲۵ کا معاف ہو جانا یہ فیض ہے موسیٰ علیہ السلام کا جو سوصال فرما چکے تھے۔ اور کرم ہے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ہم ان مجنوبوں کے وسائل کے قائل اور ان کے محتاج ہیں۔ ورنہ ان سے الگ ہو کر براہ راست خدا سے معاملہ کرنے والوں کے لئے تو پھر پوری پچاس ہی نمازیں ہیں ہمت ہے تو وسیلہ چھوڑ کر مزہ چکھ لو۔

ہاں تو بھائیو! یہ نماز شب معراج کا تختہ ہے۔ جو خدا نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ اس لئے اس کی قدر کرو۔ اور نماز پڑھا کرو۔ یہ نماز حضور کے صدقہ میں ہماری معراج ہے۔ بھائیو! ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لاکھوں نعمتوں سے مالا مال ہو کر اور خدا تعالیٰ سے بے شمار علوم و فیوض پا کر اور اپنی امت کے لئے مغفرت و رحمت کا مژدہ اور نماز کا تختہ لے کر ان کی آن میں گئے بھی اور ان کی آن میں واپس بھی تشریف لے آئے۔ اور پھر جب آپ نے اپنے اس عظیم معجزہ کا ذکر فرمایا۔ تو ابو جہل کی تو الٹی عقل میں نہ آیا۔ اور وہ انکار کر گیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی اعلان فرمادیا کہ میرے محبوب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ سچ ہے حق ہے۔ بیشک۔ بیشک حضور صلی اللہ

علیہ و سلم اُن کی اُن میں فرش سے عرش تک جا پہنچے۔ اور اُن کی اُن میں
عرش سے فرش پر آ پہنچے۔ اس لئے کہ یہ

فرش ہے اُن کا عرش ہے اُن کا
تخت ہے اُن کا تاج ہے اُن کا
فرشی عرشی اُن کی رعایا!
دونوں جہاں پر راج ہے اُن کا

وَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّمِ

اس کے بعد اذان اور پھر

بِهَا تُخْطَبُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَرْسَلَ إِلَيْنَا النَّبِيَّ الْمُخْتَارَ
الْمُصْطَفَىٰ. وَنَزَلَ عَلَيْنَا الْفُرْقَانَ لِنَخْشَىٰ

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ. وَأَوْصَلَهُ إِلَى

الْعَرْشِ الْمَعْلِيِّ. نَحْمَدُكَ عَلَىٰ هَذِهِ النِّعَمِ الَّتِي
لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْطُ. وَنَشْكُرُكَ عَلَىٰ مَا فَضَّلَ

عَبْدًا بِإِسْرَائِيلَ لِبَيْتِ الْمَعْرَاجِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ
 أَوْ أَدْنَىٰ. وَشَهِدْنَا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ
 لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ. وَشَهِدْنَا
 أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ الَّذِي تَشَرَّفَ
 بِرُؤْيُوتِهِ وَقَدَّرَ أَيْ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ
 أَفْأَبَعَثَ

إِخْوَانِي وَخُلَاةِنِي قَدْ شَوَّقْتِكُمْ وَتَوَقَّعْتِكُمْ وَ
 أَنْذَرْتِكُمْ مِنَ الدَّارِ كَابِ السُّفْلِ. وَأَسْمَعْتِكُمْ
 قُرْبَ تَرْحُلِ الشَّهْرِ الْمَرْجَبِ إِلَّا فَقَدَّ دَنَىٰ -
 وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ إِلَّا الْأَدْنَىٰ. فَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ
 يُودِعُهُ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ. وَيَكْبِي عَلَى سَيِّئَاتِ
 الْأَفْعَالِ وَيُنْظُرُ قُرْبَ الْأَجَالِ. وَيَتْرُكُ
 الْهَوَىٰ. وَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ يَجْتَنِبُ الطُّغْيَانَ
 وَيُجِبُّ الْبِرَّ وَالْتِقَىٰ. هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يَسْتَغْفِرُ
 مَخْضَرَةَ رَبِّهِ وَيُنْدِمُ عَلَى مَا كَسَبَ مِنْ ذُنُوبِهِ وَ

يُطِيعُ الْعُلَى الْأَعْلَى هَلْ مِنْكُمْ مَنْ يَتَوَاضَعُ فِي
خِدْمَةِ مَوْلَاةٍ وَيُتْرِكُ مَا قَدْ مَضَى وَهَاسْتُظِلُّ
عَلَيْكُمْ لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ هَذَا الشَّهْرِ
وَهِيَ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ قَدْ عَرَجَ اللَّهُ فِيهَا بَعِيدَهُ
إِلَى السَّمَوَاتِ الْعُلَى وَالْتَقَى بِهِ الْأَنْبِيَاءُ السَّالِفُونَ
وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَأَمَّهُمْ فِي الْمَسْجِدِ
الْأَقْصَى. وَنَزَلَتْ عَلَيْهِ أَحْكَامٌ وَأَحْكَامَاتٌ
وَآيَاتٌ مُبَيِّنَاتٌ. وَحَصَلَتْ لَهُ رُؤْيَا رَبِّهِ
رَأَى الْعَيْنِ لَا كَالرُّؤْيَا. فَيَا لَهَا مِنْ فَضْلِ مَنْ
قَامَ فِيهَا وَصَامَ نَهَارَهَا حُطَّتْ عَنْهُ أَوْزَارُهُ
وَعُفِرَتْ سَيِّئَاتُهُ. وَوَصَلَ إِلَى الدَّرَجَاتِ
الْعُلَى. فَطُوبَى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْ صِحَّتِهِ لِسُقُوبِهِ
وَمِنْ حَيَاتِهِ لِمَوْتِهِ. وَمِنْ شَبَابِهِ لِهَرَمِهِ
وَمِنْ دُنْيَاةٍ لِلْآخِرَةِ. طُوبَى لِمَنْ تَرَكَ
الْكَذِبَ وَالنَّمِيمَةَ وَالغَيْبَةَ وَتَقَى نَفْسَهُ

عَنِ الْبَغْضِ وَسُوءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِينَ وَالْحَسَدِ
 عَلَى مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَخَافَتْ مِنْ
 بَطْشِ رَبِّهِ فَإِنَّهُ شَدِيدُ الْبَطْشِ شَدِيدُ الْقُوَى
 وَوَيْلٌ لِمَنْ وُيِّلُ لِمَنْ مَا بَقِيَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ
 وَفَاتَ قَبْلَ أَنْ يَفُوتَ. وَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ
 وَأَنهَكَ فِي الْكَيْسَابِ الْأَثَامَ وَوَدَّعَهُ رَبُّهُ وَ
 قَلَّ. يَا مَنْ بَعَثَ عَلَيْنَا النَّبِيَّ الْمُصْطَفَى
 وَأَسْرَى بِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى
 الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى. نَسْأَلُكَ أَنْ تَنْصُرَ
 مَنْ نَصَرْنَا وَتَخْذُلَ مَنْ خَدَلْنَا وَأَنْ
 تُغْفِرَ لَنَا جَمِيعَ خَطَايَانَا وَذُنُوبِنَا وَأَنْ
 تُيَسِّرَ لَنَا الْإِقَامَةَ بِبَيْتِكَ إِلَيْهِ أَنْ
 نَمُوتَ فِيهِ. بِجَوَارِ شَفِيعِنَا الْمُجْتَبَى. وَأَنْ
 تُدْخِلَنَا فِي دَارِ النَّعِيمِ وَتُنَجِّنَا
 مِنَ الدَّرَكَاتِ السُّفْلَى

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ مَلِكٌ
كَرِيمٌ بَرُّ شَرِيفٌ رَحِيمٌ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

توبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَنَّارِ وَالْقَلُوتِ وَالْمَسْأَلِ عَلَى
سُؤْلِهِ مُحَمَّدٍ الْبُخْتَارِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَتَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ رِجَاعًا

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو!

حضرات! یہ شعبان المعظم کا مہینہ ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات
آنے والی ہے جس رات اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مغفرت کے دروازے
کھول دیتا ہے۔ اور اپنے گنہگاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ انشاء اللہ اُس
رات کے متعلق میں اگلے جمعہ کو بیان کروں گا۔ اور آج میں توبہ کے
متعلق کچھ سنانا ہوں۔

بھائیو! توبہ نام ہے اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف رجوع
کرنے کا۔ اور سچا عہد کرنے کا کہ آئندہ وہ بُرے کاموں سے کنارہ کش

رہے گا۔ اگر کوئی آدمی زہر کھائے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ پشیمان ہوتا ہے۔ اور ڈرتا ہے۔ کہ میں مرنے جاؤں اور اس پشیمانی کے سبب حلق میں انگلی ڈال کر تھے کرتا ہے۔ اور ہزار جتن کرتا ہے۔ کہ اس زہر کا جو اثر ہے۔ وہ زائل ہو جائے۔ اور میری جان بچ جائے۔ اسی طرح گنہ گار جب دیکھتا ہے کہ میں نے جو گناہ کیا ہے۔ وہ ایک ایسا زہر تھا۔ جو لذت کے شہد میں ملا ہوا تھا۔ اس وقت تو بیٹھا معلوم ہوتا تھا۔ مگر ہے زہرا جو سانپ کی طرح ڈسے گا۔ اور عاقبت خراب کر دے گا۔ تو وہ گذشتہ گناہوں پر پشیمان ہو کر اللہ کی طرف دوڑتا ہے۔ اور سچے دل سے معافی مانگ کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کر لیتا ہے۔ اپنے گناہوں پر اس ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے عہد سے اللہ تعالیٰ بڑا خوش ہوتا ہے۔ اور انسان کے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو گنہگار بندے کی اس آواز سے بڑھ کر کوئی آواز

پیاری آواز

پیاری نہیں۔ جو وہ گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کو پکارنے کے وقت نکالتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے میرے رب! جب وہ اللہ کو پکارتا ہے تو خدا فرماتا ہے۔ ہاں میرے بندے! اور پھر فرشتوں کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے۔ میرے فرشتو! گواہ رہو۔ کہ میں نے اسے بخش دیا۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش مبارک سے بھی پہلے عرش کے اوپر یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی تھی۔

إِنِّي لَفَقَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَآمَلَ صَالِحَاتِهِمُ اهْتَدَى -

یعنی میں اُسے بخشنے والا ہوں۔ جو توبہ کرے۔ اور ایمان لاکر

تکبر

اچھے کام کرے۔ اور پھر ٹھیک راہ چلے۔
 حضرات! خوب یاد رکھیے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی بڑی
 پسند ہے۔ اور اس کا جلال ہمیشہ متکبر و مغرور پر ہی
 جوش میں آتا ہے۔ کوئی شخص ہزاروں گناہ کرے۔ اور پھر ندامت و عاجزی
 کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کر کے اس کے سامنے جھک جائے، اور
 عجز و نیاز سے معافی طلب کرے۔ تو اللہ کی رحمت اس گنہگار کو
 اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ اور جو کوئی اس کے سامنے اکرٹنے لگے تو
 پھر خدا کا غضب و جلال جوش میں آ جاتا ہے۔ دیکھیے! شیطان مردود
 سے گناہ سرزد ہوا۔ اور اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ تو خدا
 نے جب پوچھا کہ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ یعنی تم نے
 میرے حکم پر آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو مردود بولا۔
 اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ۔ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ خدا کو اس کی یہ
 اکرٹ پسند نہ آئی۔ اور حکم فرما دیا۔ ذَاخِرُجِرْ اِنَّكَ مِنَ الصَّاخِرِيْنَ۔
 ”نکل جا تو ذلت والوں میں سے ہے“ دوسری جگہ ارشاد باری ہے
 کہ اِنِّي وَاَسْتَكْبَرُ۔ یعنی شیطان نے انکار کیا۔ اور تکبر اختیار کیا۔ دیکھا
 آپ نے کہ شیطان کی خود پسندی اور انانیت و رعونت نے اُسے ذلیل
 و خوار کر دیا۔ اور وہ مردود و ملعون بن گیا۔

تکبر غزادیل را خوار کرد

بزدان لعنت گرفتار کرد

علامہ صفوری نے حضرت نسفی علیہا الرحمۃ سے ایک
 روایت لکھی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز

اکروار پست

شیطان سے فرمے گا۔ کہ اے ابلیس! میں نے تجھے حضرت آدم کو
 سجدہ نہ کرنے کی بنا پر جہنمی و نامی کیا ہے۔ دیکھ یہ آدم علیہ السلام

ہیں۔ اگر اب ہی انہیں سجدہ کر لو۔ تو میں تمہیں جہنم سے آزاد کر دوں گا۔ وہ مردود جواب دے گا۔ کہ الہی! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جب میں نے اول ہی میں اُسے سجدہ نہیں کیا۔ تو اب آخر میں بھی اس کے سامنے ہرگز نہ جھکوں گا۔ مجھے جلنا منظور ہے۔ مگر اسے سجدہ نہ کرونگا۔ **ذمۃ الہی** نے دیکھا آپ نے اسے کہتے ہیں۔ رسی جل گئی۔ مگر بل نہ گیا۔ مردود کتنا دشمن رسول ہے۔ کہ جو تے کھاتا رہا۔ ذلت و خواری کے ڈھیر اٹھاتا رہا اور لعنتوں پر لعنتیں پاتا رہا۔ مگر بارگاہ رسالت میں جھکنے سے انکار ہی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز جہنم کو سامنے دیکھ کر بھی اپنی اکڑ کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا۔ غور فرما لیجئے۔ کہ تکبر کتنی بڑی چیز ہے بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ معصیت الہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ بندہ شہوت کی بدولت معصیت میں مبتلا ہو جائے۔ اور دوسری یہ کہ کبر و نخوت کی وجہ سے معصیت الہی کا صدور ہو۔ پہلی قسم کی معصیت پر توبہ کی اور قبولیت توبہ کی امید کی جاسکتی ہے۔ مگر دوسری قسم کی معصیت پر توبہ کی امید نہیں ہو سکتی۔ شیطان کی معصیت دوسری قسم کی تھی۔ یعنی اس نے شہوت کی بنا پر گناہ نہیں کیا۔ بلکہ کبر و نخوت کی بنا پر یہ گناہ کیا تھا۔ اسی لئے توبہ کی توفیق سے محروم رہ گیا۔ بھائیو! تکبر و غرور سے بچنا چاہیے۔ یہ بہت بڑی مہلک چیز ہے۔

تواضع ہمارے حضور علی اللہ علیہ وسلم سے ساری کائنات میں کون بڑا ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ ہمارے حضور "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے مصداق ہیں۔ مگر کروڑوں دود اور اربوں سلام اس سید کائنات علیہ الصلوٰۃ کی ذاتِ با برکات پر۔ کہ ہمیشہ تواضع ہی اختیار فرمائی۔ اور اتنی بڑی شان کے باوجود اپنے منعلق فرمایا۔ تو یوں فرمایا۔ **اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**۔ علمائے کرام نے لکھا ہے۔ کہ حضور کا یہ فرمانا تواضع سے تھا۔

چونکہ آپ کے رعب و دبدبہ اور سادگی شریف کے باوجود ہیبت و جلال کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والے پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اس لئے آپ نے ہمیشہ تواضع ہی اختیار فرمائی۔

چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ تو وہ آپ کو دیکھ کر آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی کے لہجہ میں اُسے فرمایا۔ اے شخص! اطمینان سے بیٹھ، اور کسی قسم کا خوف نہ کر۔ میں ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں۔ جو آفتاب کا خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

سبحان اللہ! کیا تواضع ہے۔ اور کتنا حلم ہے۔ بھائیو! یہ سارا سبق ہم گنہگاروں کے لئے ہے۔ اور یہ ساری تعلیم ہمارے لئے ہے۔ کہ خردوار کبھی تکبر و غرور میں نہ آنا۔ آج اگر ذرہ سی بھی بڑائی کسی کو مل جائے۔ تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ مگر حضور کو دیکھئے۔ کائنات میں سب بڑوں سے بڑے ہیں۔ مگر پھر بھی تواضع ہی کو اختیار فرماتے ہیں۔ سچ ہے کہ درخت کی ٹہنی جتنی زیادہ پھل دار ہوگی۔ اتنی ہی زیادہ جھکے گی۔ اور جتنی پھل سے خالی ہوگی۔ اتنی ہی اکرٹے گی۔ حضرات! خدا سے اگر کچھ پانا ہے۔ تو جھک جاؤ۔ اور سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کر لو۔ پھر دیکھو۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کس طرح اپنی آغوش میں لیتی ہے۔

بھائیو! ایک رحمت بھری روایت سنو۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ الہی! جب کوئی تیرا فرمانبردار بندہ تجھے پکارتا ہے۔ تو تو اسے جواب کیسے دیتا ہے؟ خدا نے فرمایا۔ میں جواب میں کہتا ہوں۔ لبیک۔ یعنی میں موجود ہوں۔ بولو کیا مانگتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔

جوشِ رحمت

الہی! اور اگر کوئی تیرا گنہگار بندہ تجھے پکارے۔ تو اُسے جواب میں تو کیا فرماتا ہے؟ فرمایا۔ گنہگار کے جواب میں دو مرتبہ فرماتا ہوں۔ لبتیک لبتیک موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ الہی! گنہگار کو جواب میں لبتیک دو مرتبہ کیوں؟ فرمایا۔ موسیٰ! یہ اس لئے کہ میرے فرمانبردار بندے کو تو اپنے نیک اعمال پر بھی بھروسہ ہوتا ہے۔ اور گنہگار کو تو صرف میری رحمت پر ہی بھروسہ ہوتا ہے۔ پھر جسے صرف میری رحمت ہی پر بھروسہ ہو۔ اس کے لئے میری رحمت کیوں جوش میں نہ آئے۔

(نزہۃ المجالس ص ۶۸ جلد ۲)

خوب کہا ہے کسی شاعر نے کہ

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا

پر تو نے دل آزدہ ہمارا نہ کیا

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تجویز

لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

نکتہ میرے بھائیو! بندہ مومن سے کبھی جو گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور ادھر کسی کافر سے جو کبھی نیک کام بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک پر لطف وجہ علمائے لکھی ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سارے آدمیوں کے چاہے وہ مومن ہوں یا کافر۔ سب کے باپ ہیں۔ اور قبل از پیدائش یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھے۔ تو اس وقت مومن نے اس ہم نشینی اور پڑوس کی وجہ سے جو اُسے پشتِ آدم علیہ السلام میں حاصل ہوئی۔ بوئے کافر پائی۔ تو اس سے گناہ بھی ہونے لگے۔ اور کافر نے وہاں اسی ہم نشینی و پڑوس کے باعث ہوائے مومن پائی۔ تو اس سے کبھی نیک کام بھی ہونے لگے۔ مگر چونکہ نجات کا مدار ایمان پر ہے۔ اس لئے کافر کا کوئی نیک کام اُس کے کام نہ آئیگا

اور مومن کا گناہ اس کی توبہ سے معاف ہو جائے گا۔

صغیرہ و کبیرہ | حضرات! اللہ کی نافرمانی بہر حال بری ہے۔ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ بہر حال گناہ ہے۔ بعض لوگ صغیرہ و

کبیرہ کی گردان میں رہتے ہیں۔ اور بعض گناہوں کو صغیرہ سمجھ کر اس کے ارتکاب کو کچھ زیادہ ہلک نہیں سمجھتے۔ خوب یاد رکھیے کہ گناہ صغیرہ کرتے کرتے پھر کبیرہ گناہ بھی ہونے لگتے ہیں۔ اس لئے ہر گناہ سے بچنا چاہیے۔ گناہ کی مثال تو آگ کی سی ہے۔ ایک چنگاری بھی مکان جلانے

کو لئے کافی ہے اور بڑا انگارہ بھی۔ پس صغیرہ چنگاری ہے۔ اور کبیرہ انگارہ ہے۔ لہذا عمل کرنے کے لئے یہ پوچھنا۔ کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ صغیرہ۔ شبہ میں ڈالتا ہے۔ کہ شاید یہ سمجھتا ہے۔ کہ اگر کبیرہ ہوا۔ تو

اس سے بچ جائیگی۔ اور صغیرہ ہوا۔ تو خیر ہے۔ ایسے شخص سے ہم اجازت لیتے

ہیں۔ کہ لاؤ تمہارے مکان میں ایک چھوٹی سی چنگاری رکھ دیں اور اگر یہ بات ناگوار ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی نافرمانی بھی کیوں گوارا

ہو۔ وہی چنگاری پھیلتے پھیلتے انگارہ بن جائے گی۔ اور یہی صغیرہ بڑھتے

بڑھتے کبیرہ ہو جائے گا۔ بھائیو! خوش قسمت ہے وہ شخص جو گناہ

ہوتے ہی متنبہ ہو جائے۔ اور سچے دل سے توبہ کرنے کے لئے تیار

ہو کر توبہ کر لے۔ اور آئندہ ہر قسم کے گناہ سے بچ جائے۔

توبہ پر کبیرہ | ایک اور بات بھی یاد رکھئے۔ کہ توبہ پر بھروسہ کر

کے گناہ کرتے رہنا یہ بھی بہت بڑی غلطی ہے۔

یعنی گناہ کرنا اور خیال یہ رکھنا۔ کہ توبہ کر لیں گے۔ اس لئے کہ گناہ کی

جسبہ عادی بنا ہو جائے۔ تو پھر توبہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ نئے گناہ

جن کی لذت اعلیٰ رچی نہیں۔ ان سے توبہ کرنا تو آسان ہے اور عادت

والے گناہ سے توبہ بہت مشکل ہے۔ اور اسبطرح جب چھوٹے گناہوں

سے اجتناب نہ کیا جائے۔ تو طبیعت بیدار ہو جاتی ہے۔ اور دل کھل جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بڑے گناہ بھی ہونے لگتے ہیں۔ جیسے صاف کپڑے کو بارش میں کھیڑ وغیرہ سے بچایا جاتا ہے۔ اور جب بہت چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ تو پھر دامن کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور وہ کپڑا بالکل خراب ہو جاتا ہے۔ بھائیو! ان سب قسم کے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اور توبہ کو واقعی توبہ سمجھ کر توبہ کرنی چاہیے۔ یہ نہیں کہ اسے ایک آرٹ بنا لیا جائے۔ اور اس پہلے کہ توبہ کر لیں گے۔ گناہ کا شغل جلدی رکھا جائے۔ ذرا غور تو فرمائیے۔ کہ زخم کو اچھا کر دینے والا مرہم اگر پاس ہو۔ تو اس کا یہ معنی تو نہیں۔ کہ مرہم کے بھروسے پر اب جسم پر خود ہی چاقو مار مار کر زخم کرتے رہیں۔ اور یہ کہیں کہ میں زخم اس لئے کر رہا ہوں۔ کیونکہ مرہم میرے پاس موجود ہے۔ ایسے شخص کو ہر شخص پاگل ہی کہے گا۔ مرہم تو اس لئے ہے۔ کہ اگر کوئی زخم ہو جائے تو اس سے شفا حاصل کی جائے۔ نہ اس لئے کہ اب اس کے بھروسے پر خود ہی زخم پیدا کرنے لگیں۔ اور میرے بھائیو! ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے لازم ہے۔ کہ توبہ ایسی ہو۔ جو دل سے ہو۔ محض زبانی نہ ہو۔ جیسے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ

سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ
معصیت را خندہ مے آید بر استغفار ما

اور ایک اردو شاعر لکھتا ہے۔ کہ

توبہ سو بار کی پر نہ نبھائی توبہ!
ہیں وہ توبہ شکن ہوں کہ الہی توبہ

حضرات! خدا تعالیٰ نے قرآن پاک
میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ. اللَّهُ كِي رَحْمَتٍ سَعَى نَا اَمِيْدَنَ هُوَ " اس کے بعد فرمایا
 إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ
 "اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرما دیگا۔ اور بیشک وہ
 مغفرت فرمانے والا اور بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔"

سبحان اللہ! بندہ عاصی کے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشخبری
 ہوگی۔ کہ وہ اگر سچے دل سے نادم ہو کر توبہ کر لے۔ تو اللہ کی
 رحمت سے نا امید ہرگز نہ ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان
 اور اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ
وسعت رحمت حضور گنہگار کے لئے بھی اللہ کی رحمت سے حصہ

ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو برتن منگوائے۔ ایک ان میں
 سے بڑا خوبصورت تھا۔ اور دوسرا بد نما۔ آپ نے ان دونوں کو بارش میں
 رکھ دیا۔ پانی سے دونوں ہی بھر گئے۔ فرمایا۔ كَذَلِكَ رَحْمَةُ اللَّهِ تُجَدُّ
 الطَّائِعِ وَالْعَاصِي۔ اسی طرح اللہ کی رحمت بھی فرمانبردار اور گنہگاروں
 کے لئے عام ہے۔ یعنی جس طرح بارش کے پانی نے اچھے برتن کو بھی بھر
 دیا ہے۔ اور بُرے کو بھی۔ اسی طرح اللہ کی رحمت اچھوں کے لئے بھی
 ہے۔ اور بُروں کے لئے بھی۔

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ حضور
گنہگار کے آنسو صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ إِنَّ دَمْعَةَ

الْعَاصِي تَطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ گنہگار کے آنسو اللہ کے غضب کی
 آگ کو بجھا دیتے ہیں۔ علامہ موصوفت یہ حدیث لکھ کر پھر فرماتے ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جانور پیدا فرمایا ہے۔ جو سانپ کے بل پر
 جا کر سانپ کو کھا جاتا ہے۔ اور جب اس پر سانپ کا زہر اثر کرتا ہے

اور اُسے تکلیف ہوتی ہے۔ تو وہ فوراً رونا شروع کر دیتا ہے۔ جب دو چار آنسو نکلتے ہیں۔ تو زہر کا اثر جاتا رہتا ہے! بھائیو! اس طرح جو مارِ عصیاں کا ڈسا ہوا گنہگار بندہ ہے۔ وہ بھی اگر بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہو کر سچے دل سے تائب ہو کر اپنی آنکھوں سے دو آنسو بہا دیگا۔ تو اس سے گناہ کا سارا زہر دور ہو جائے گا۔

ہر کجا آبِ رواں غنچہ بود!

ہر کجا اشکِ رواں رحمت بود!

نکتہ حضرات! ایک نکتہ اور سنئے۔ جو مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی توبہ اللہ تعالیٰ نے اعیاناً اور ظاہری رکھی اور فرمایا۔ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ۔ یعنی اپنے خالق کی طرف توبہ کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جبکہ قوم موسیٰ علیہ السلام نے بچپڑے کی پوجا شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس گناہ کی توبہ اس طرح مقرر فرمائی۔ کہ وہ ایک دوسرے کو کفارہ کے طور پر قتل کریں۔ غور فرمائیے۔ یہ کس قدر دشوار توبہ ہے۔ مگر ہم غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ صرف دل سے نادم ہونے اور آنکھوں سے آنسو بہا دینے سے ہی مقبول ہو جاتی ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یوں کہا تھا۔ لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَرَىٰ اللّٰهَ جَهْرَةً۔ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے جب تک خدا کو ہم علانیہ نہ دیکھ لیں۔ ان کی اس گستاخی کے بدلے اللہ نے ان کی توبہ بھی علانیہ رکھی۔ کہ ہم بھی تمہاری توبہ قبول نہ کریں گے جب تک تم علانیہ آپس میں قتل نہ کرو۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی توبہ یہ شان ہے۔ کہ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے

ان کے لئے توبہ بھی مخفی ہو غائب رکھی۔ کہ یہ کسی کو نے ہیں بیٹھ کر اپنے اللہ سے بصدق دل معافی چاہیں۔ تو اللہ معاف فرمادے گا۔ الغرض میرے بھائیو! توبہ بڑی اچھی چیز ہے۔ اور خوب یاد رکھئے۔ کہ توبہ سے شیطان بہت گھبراتا ہے۔ شکاری کے جال میں شکار آ جائے۔ اور پھر نکل جائے۔ تو شکاری پر بہت گراں گذرتا ہے۔ اسی طرح شیطان کے جال میں پھنسا ہوا گنہگار توبہ کر کے جب جال سے نکل جاتا ہے۔ تو شیطان کا بہت برا حال ہوتا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَةُ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ خَالِقِ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ - الْحَلِيمِ
الْغَفُورِ لِأَهْلِ الْعَصِيَانِ - نَحْمَدُهُ حَمْدًا كَثِيرًا
عَلَى أَنْ أَظَلَّ عَلَيْنَا شَهْرَ شَعْبَانَ - وَلَشُكْرُهُ
شُكْرًا جَبِيلًا عَلَى أَنْ بَشَّرَنَا بِقُرْبِ رَمَضَانَ -
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

لَهُ خَلَقَ الْخَلْقَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ - وَأَشْهَدُ
 أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 شَهَادَةٌ نَدْخُلُ بِهَا الْجَنَانَ -
 آمَّا بَعْدُ

إِخْوَانِي وَخُلَايَايَ قَدْ مَضَتْ آيَاتُ الْبَاطِنِ
 وَخَلَّتِ الدَّلِيلُ الْخَالِيَةَ - وَأَنْتُمْ مِنْهُمْ كُونَ
 فِي الْغَفْلَاتِ مُنْدَلِسُونَ بِالْعِصْيَانِ ذِيَالَهُ
 مِنْ حُسْرَةٍ وَنُقْصَانٍ - وَهَاقُ جَاءَكُمْ
 شَهْرٌ مُبَارَكٌ - قَدْ أَحَبَّهُ حَبِيبُ الرَّبِّ
 تَعَالَى وَتَبَارَكَ - يُدْعَى بِشُعْبَانَ - شَهْرٌ تُسْتَغْفَرُ
 فِيهِ الدُّنُوبُ - وَتُسْتَرَفِيهِ الْعِيُوبُ - رَاحَتُهَا
 النَّيْرَانُ - شَهْرٌ عَظِيمٌ فَضْلُهُ بَلِيغٌ مَدْحُهُ
 كَثِيرٌ بِمَجِيءِ رَمَضَانَ - شَهْرُ الصَّدَاقَةِ وَ
 الْمَغْفِرَةِ وَتَكْثِيرِ الْخَيْرَاتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ
 وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ شَهْرُ رَجَبٍ شَهْرُ
 أُمَّتِي فَفَضْلُهُ عَلَى سَائِرِ الشُّهُورِ كَفَضْلِ أُمَّتِي
 عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ وَشَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ
 فَفَضْلُهُ عَلَى سَائِرِ الشُّهُورِ كَفَضْلِي عَلَى مَنْ
 سِوَايَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْبَشَرِ وَالْحَيَّاتِ - فَيَا أَيُّهَا
 الْغُرَبَاءُ الْبَسِيطِينَ الْكَثِيبُ الْحَزِينُ -
 ائْتِنِي هَذَا الشَّهْرَ الشَّرِيفَ وَتُبْ فِيهِ
 عَنِ الْمَعَاصِي فَمَا قُبِلَتْ فِيهِ تَوْبَةُ الْعَامِ
 وَطَيِّبْ نَفْسَكَ لِصَوْمِ رَمَضَانَ - أَمَا تَعْلَمُ
 أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ لَيْسَ لَهَا بَقَاءٌ فَإِنْ كُنْتَ
 تَظُنُّ أَنَّ لَهَا بَقَاءً فَمَا هَذِهِ الْعُقْلَةُ - وَإِنْ
 كُنْتَ تَظُنُّ أَنَّ لَهَا فَنَاءً فَمَا هَذِهِ الْجُرْأَةُ
 أَلَا بَرَاءَةٌ مِنْ النَّيْرَانِ - أَيْنَ مَنْ كَانَ
 مَعَكَ فِي مِثْلِ هَذَا الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ
 الْبَاضِيَةِ - أَيْنَ مَنْ كَانَ مُصَاحِبِكَ وَ

مَجَالِسَكَ فِي السَّنَةِ الْخَالِيَةِ - أَفْنَاهُ دُورُ
 الدَّوَارِ وَمُرُورِ الزَّمَانِ - مَجْبَالِكَ يَا مُسْكِينُ
 تَلَاوِحُ انْقِلَابِ الدُّنْيَا وَلَا تَعْتَبِرُ وَتُعَابِنُ
 زَوَالَ الدُّنْيَا وَلَا تَقْتَصِرُ أَغْشَاوَةَ عَمَلِكَ
 قَلْبِكَ أَمْ عَمِيٌّ فِي عَيْنِكَ أَمْ صَهْرٌ فِي الْأُذَانِ
 فَأَقْصِرِ الْأَمَلَ - وَاسْتَعِدِّ لِلْأَجَلِ - وَأَطِيعِ
 الْعِلَى الْأَجَلَ - وَالنَّبِيَّ الْأَكْمَلَ - وَاعْمَلْ
 بِمَا فِي الْقَوْلِ الْفَيْضِ - وَأَطْلُبِ لِقَايَةَ
 مِنْ عَذَابِ النَّيْرَانِ - فَلَوْلَا حُرْمَةُ سَيِّدِ بَنِي
 عَدْنَانَ - لَفَضَّبَ عَلَيْنَا الرَّحْمَنُ - وَخَسَفَ
 بِنَا الْمَكَانِ - فَشَتَّ فِينَا الْكِبَاءَ رُفْضًا وَعِنِ
 الصَّغَائِرِ كَثْرَتُ شُرْبِ الْخَمْرِ وَالزِّنَا وَأَكْلُ مَالِ
 الْيَتِيمِ وَالرِّبَا - وَاسْتَدَّ الْعُدْوَانَ - اللَّهُمَّ
 يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ نَحْنُ بِعِبَادِكَ الْعُصَاةُ
 الْمَجْرِمُونَ فَارْحَمْنَا بِرَحْمَتِكَ تَغْنِينًا عَمَّا

سِوَاكَ وَنَجِّنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ
 بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ
 الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ مَلِكٌ
 كَرِيمٌ بَرُّ سَرُوفٌ سَرَّ حَيْمٌ

فقہوری دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

والا مہینہ ہے۔ یہ کریم الطرفین مہینہ ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے رجب شریف کا مہینہ ہے۔ اور بعد میں رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ اور یہ دونوں مہینے بڑے مقدس اور برکت والے ہیں۔ شعبان شریف کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مہینوں سے زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ

كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان شریف کا کبھی سارا مہینہ ہی روزہ رکھتے۔ اور کبھی زیادہ دنوں کا روزہ رکھتے۔ اور کچھ روز چھوڑ دیتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اور شعبان میرا مہینہ ہے شعبان کو حضور علیہ السلام نے اپنی طرف اس لئے منسوب فرمایا۔ کہ رمضان شریف کی عبادت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض اور مقرر ہے۔ اور شعبان شریف کی عبادت فرائض میں داخل نہیں۔ بلکہ حضور کی مقرر کردہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ اس مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھتے تھے۔ اور جب اس کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل اس مہینے میں لکھی جاتی ہے۔ سو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ جب میری اجل لکھی جاتی ہو۔ تو میں روزے دار ہوں۔

(ترغیب و ترہیب ص ۱۹)

بھائیو! دیکھ لو۔ کہ یہ مہینہ کس قدر اہم اور فضائل کا حامل ہے۔ یہ مہینہ برکت والے دو مہینوں کے درمیان ہے۔ اور اس مہینے کو ہمارے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت حاصل ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ اس مبارک مہینے کے فضائل بیان فرماتے ہوئے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ لفظ "شعبان" کے پانچ حروف ہیں۔ اور ہر حرف سے ایک معنی نکلتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ماہ شعبان" کا "ش" شرافت لے کر۔ اور "ع" علو لے کر۔ "ب" بڑ یعنی نیکی لے کر۔ "ا" الفت لے کر اور "ن" نور لے کر آتا ہے۔ گویا اس مہینے میں شرافت و بلندی نیکی، الفت اور نور کا سماں بندھ جاتا ہے۔ اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس مہینے کی برکتوں سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

شب قدر حضرات! یہ مختصر سا بیان تو شعبان شریف کے سارے مہینے کے متعلق ہے۔ اب میں اس بزرگ و برتر رات کا بیان کرتا ہوں۔ جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ جو میں نے تلاوت کی اور جسے مسلمان شب قدر کہتے ہیں۔ یہ رات بڑی مبارک ہے اور بڑی اہم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اسی رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال میں ہونے والے جملہ واقعات و حوادث کی فرشتوں میں تفصیل و تقسیم فرما دیتا ہے۔ چنانچہ علامہ حقی صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ کہ روزی و رزق کا پروگرام خدا تعالیٰ حضرت میکائیل کے سپرد فرما دیتا ہے۔ اور لڑائیوں۔ زلزلوں۔ صواعق آسمانی اور عذابائے خسف و مسخ کا پروگرام حضرت جبریل کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اعمال و افعال کا پروگرام پہلے آسمان کے فرشتے اسمعیل علیہ السلام کے سپرد فرما دیتا ہے۔ اور مصائب و پریشانیوں کا پروگرام ملک الموت کے سپرد

فرماتا ہے۔ (روح البیان ص ۵۹۸ جلد ۳) بھائیو! غور کر لو۔ کہ یہ رات کس قدر اہم ہے۔ اس رات لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ اور جو کچھ آئندہ شعبان تک ہونا ہوتا ہے۔ اس کا پروگرام فرشتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کی پندرہویں شب کو

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد

کئی لوگ سفر میں نکلتے ہیں۔ اور ادھر ان کا نام دفترِ حیات سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور کئی لوگ شادی کرتے ہیں۔ مگر ان کا نام دفترِ اموات میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا

فَلَمَّا مِنْ كَفِّنْ مَغْسُولٍ

اس رات کئی کفن دھل گئے

وَكَمْ مِنْ قَبْرِ مَحْفُورٍ

اس رات کئی قبریں کھد گئیں

وَكَمْ مِنْ مَنْزِلٍ كَمَلٍ بِنَاؤُكَ

اس رات کئی مکان بن گئے

وَكَمْ مِنْ عَبْدٍ يَرْجُو الْهَلَاكَ

اس رات کئی آدمی ملک چاہتے ہیں

وَصَاحِبَةٌ فِي السُّوقِ مَشْغُولٍ

اور کفن والا بیخبر بازار میں پھر رہا ہے

وَصَاحِبَةٌ بِالسُّرُورِ مَفْرُودٍ

اور قبر والا اپنے عیش و سرور میں مست ہے

وَصَاحِبَةٌ قَدَّزَتْ فَنَاءُكَ

اور مکان والے کی موت قریب آگئی

وَيَبْدُ لَهُ الْهَلَاكَ

اور تباہی و ہلاکت ان کیلئے ظاہر ہو چکی ہے

وغنیۃ الطالبین ص ۵۲۹

بھائیو! کس قدر اہم اور نازک ہے یہ رات۔ کیسے خبر کہ اس رات اس کی قسمت میں کیا لکھ دیا گیا ہے۔ انسان سارے سال نہیں بلکہ ساری عمر کے لئے سامان مہیا کرتا ہے۔ مگر اس رات کئی ایسے لوگوں کی موت کا اعلان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ سہ آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

سامان سو برس کا کل کی خیر نہیں

اور ایک دوسرا شاعر لکھتا ہے۔ کہ

سیٹھ جی کو فکر تھی اک اک کے دس دس کیجئے

موت آپہنچی کہ حضرت جان واپس کیجئے

یعنی سیٹھ صاحب تو اس فکر میں تھے کہ ایک ایک روپیہ کے دس

دس روپے بن جائیں۔ چاہے بلیک ہی سے بنیں۔ رشوت و خیانت ہی

سے بنیں۔ مگر ادھر ایک دم موت کا پیغام آپہنچا۔ اور یہ عمر بھر کے

لئے پونجی جمع کرنے والے وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اور صبح خبر شائع ہو گئی کہ

سیٹھ صاحب کا ہارٹ فیل ہو گیا ہے۔ بھائیو! کسی قدر عبرتناک ہوتی

ہے ایسی موت۔ خدا محفوظ رکھے۔ آجکل دل عموماً فیل ہونے لگے ہیں۔

اور کیوں نہ ہوں۔ جبکہ عرفان و ذکر جو دل کی خوراک ہے۔ اُسے نہیں مل

رہی۔ جس زمانے میں عرفان حق اور ذکر الہی عام تھا۔ نظر دہٹا کر دیکھ

لیجئے۔ اُس زمانے میں بھی کیا کبھی دل فیل ہوا کرتے تھے، بھائیو! یہ

تو اس دور غفلت کا نتیجہ ہے۔ کہ دل بند ہونے لگے۔ اور اللہ والوں

کی محفل میں جاتیے۔ تو وہاں ذکر الہی کی بدولت دل جاری ہوتے ہیں۔

اس لئے کہ دلوں کو اپنی خوراک ملتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا

ہے۔ کہ **اَلَا يَذِكُرُ اللّٰهَ تَطْعِنُ الْقُلُوْبُ**۔ یعنی دلوں کو اللہ کی یاد

سے چین ملتا ہے۔ ہاں تو بھائیو! شب قدر بڑی اہم رات ہے۔ اس

رات کی قدر کرو۔ اور اس میں عبادت کر کے اپنی عاقبت سنوار لو۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین

میں ایک حدیث شریف درج فرمائی ہے۔ فرماتے

ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شعبان کی پندرہویں رات

کو میرے پاس جبریل امین آئے۔ اور کہنے لگے۔ حضور اپنا سرا نور آسمان

حدیث شریف

کی طرف اٹھائیں۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیسی رات ہے۔ تو جبریل نے بتایا۔ کہ

هَذِهِ لَيْلَةٌ يَفْتَحُ اللَّهُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالَى فِيهَا ثَلَاثَ مِائَةِ بَابٍ مِنْ ابْوَابِ الرَّحْمَةِ يَغْفِرُ لِكُلِّ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ سَاحِرًا أَوْ كَاهِنًا أَوْ مُدْمِنًا مِنْ خَمْرٍ أَوْ مُصِرًّا عَلَى الرَّبْوِ وَالزِّنَا فَإِنَّ هَؤُلَاءِ لَا يَغْفِرُ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتُوبُوا۔ رَغْنِيَةُ الطَّالِبِينَ ص ۵۲۷

یہ وہ رات ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے۔ اور ہر اس شخص کو جو مشرک نہ ہو۔ اس رات میں بخش دیتا ہے۔ مگر جادوگر اور ہمیشہ شراب پینے والے اور سود خوار اور زنا کار کو اس رات بھی نہیں بخشتا۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں۔“

مسلمانو! اس حدیث پاک کے اس ارشاد پر بار بار غور کرو۔ اور ان بری باتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور غور کرو۔ کہ جس جگہ میخواری عام ہو۔ سود خواری شیر مادر کے مترادف ہو۔ اور زنا کاری کی گرم بازاری ہو۔ وہ جگہ خدا کی رحمت سے کس طرح مستفید ہو سکتی ہے؟

حضرات! جس رات اللہ کی رحمت کے تین سو دروازے

کھل جاتیں۔ اس رات بھی اگر شرابی کی مغفرت نہ ہو۔ تو

خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ کہ یہ شراب کس قدر بری چیز ہے۔ افسوس! کہ آجکل کے برائے نام مسلمان اس ناپاک چیز سے پرہیز نہیں کرتے۔ اور شراب پیتے پلاتے۔ اور شرارتوں کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ

اول شر بشر میں ہے پھر شر شراب میں

ممکن نہیں شراب پینے اور "شر" نہ ہو
 یہ حقیقت ہے کہ شراب شر و فتنہ کی جڑ اور تمام خباثتوں کی
 ماں ہے۔ یہ ناپاک چیز دین و ایمان کی دشمن اور عقل کی بھی دشمن
 ہے۔ انسان اپنی اعلیٰ سطح سطح انسانیت سے گر کر حیوانیت اور
 بہمیت کی سطح پر آ جاتا ہے۔ اور اس میں ماں بہن - اور پائی و ناپائی
 کی کوئی تمیز نہیں رہ جاتی۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے
 روح البیان میں ایک شرابی کا قصہ لکھا ہے۔ جو شراب کے نشہ میں
 تھا۔ اور اپنے چقو میں خود ہی پیشاب کر کے اس پیشاب سے اپنا
 منہ دھوتا جاتا تھا۔ اور پٹھتا جاتا تھا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْإِسْلَامَ نُورًا وَالْمَاءَ طَهُورًا۔

گویا و شہور کر رہا ہے۔ استغفر اللہ العظیم

ایک شرابی اور ساقی | ایک پر لطف باعی جو شرابیوں کی حالت
 کی بہترین ترجمان ہے۔ سینے۔ شاعر
 لکھتا ہے۔

ایک میخوار سر راہ پڑا تھا کل رات

ہاتھ پیروں کو لگیں سرد ہوا میں تو پلا

ایک کتے نے جو پیشاب کیا تو بولا

ساقیا! اور پلا اور پلا اور پلا

دیکھا آپ نے؟ کہ شرابی صاحب کتے کو اپنا ساقی سمجھ رہے ہیں
 اور کتے کا پیشاب کس مزے سے پئے جا رہے ہیں۔

شراب و پیشاب | اور میرے بھائیو! شراب و پیشاب میں فرق ہی
 کیا ہے۔ پیشاب بھی ناپاک و حرام۔ اور شراب
 ی ناپاک و حرام۔ پھر جس منہ میں شراب جاتی ہو۔ اس منہ میں اگر

پیشاب بتایا جائے۔ تو کسی شرابی کو غصہ کیوں آئے؟ بات تو ایک ہی ہے۔ جس خدا و رسول نے پیشاب کو نہ پینے والی چیز بتایا ہے۔ اسی خدا و رسول نے شراب کو بھی نہ پینے والی چیز فرمایا ہے۔

ہائو! اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خدا تعالیٰ جل شانہ کے ارشادات سنو! دیکھو خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟ فرمایا

إِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا عَطَشَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَطَشًا شَدِيدًا - (روض القائق مکرّم)

جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا۔ اُسے میں قیامت کے دن سخت پیاس میں مبتلا کروں گا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَا تَزَوَّجُوهُ وَإِنْ مَرَّ مِنْ فَلَا
تَعُوذُ بِهِ - (کتاب مذکور ص ۱۲۶) جو شخص شراب پیئے۔ اُسے

لڑکی نہ دو۔ بیماریا پڑ جائے۔ تو اس کی عیادت نہ کرو۔

اور حضرتنا مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَوْ وَقَعَتْ قَطْرَةٌ فِي بَيْرِ مَبْنِيَّتِي فِي مَكَانِهَا مَنَارَةٌ لَمْ
أُؤَدِّتْ عَلَيْهَا - وَكَوْ وَقَعَتْ فِي بَيْحِرْتِي لَمْ جَفَّ فَنَبَتٌ

فِيهِ الْكَلَاءُ لَمْ أَدْعِهِ - (روح البیان ص ۲۳۱)

اگر کسی کنوئیں میں شراب کا ایک قطرہ پڑ جائے۔ پھر اس

کنوئیں کی جگہ پر ایک منارہ بنایا جائے۔ تو میں اس منارہ

پر اذان نہ کہوں گا۔ اور اگر شراب کا قطرہ دریا میں پڑ جائے

پھر دریا خشک ہو جائے۔ اور اس جگہ گھاس اگ آئے

تو میں اس گھاس سے اپنا جانور نہ چراؤں گا۔

دیکھنا آپ نے؟ یہ ہے سچے مسلمان کی شان۔ ایمان کا تقاضا۔

اور تقویٰ کا مظاہرہ۔ مگر بھائیو! اس دور میں کایا کچھ ایسی پٹی ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ اور کسی شاعر نے بجا طور پر لکھا ہے۔ کہ سہ

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چلند تھا افسوس وہ لے نہ لے

حضرات! اسبطرح سود و زنا اور جادو مگری بھی بہت بری چیزیں ہیں۔ اور شعبان شریف کی پندرہویں شب کو جبکہ رحمت کے تین سو دروازے کھل جاتے ہیں۔ ان بد نصیبوں کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس رات یہ لوگ سچے دل سے توبہ کر لیں۔ تو پھر ان کی مغفرت بھی ہو جاتی ہے۔

مشک میرے بھائیو! حدیث پاک میں مشرک کی بھی مغفرت نہ ہونے کا بیان ہے۔ اور ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حدیث پاک میں جو بیان ہوا ہے۔ حق ہے۔ مگر آجکل بعض لوگوں نے خواہ مخواہ بھی مسلمانوں کو مشرک بتانا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ جو مسلمان ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہے۔ وہ کبھی مشرک نہیں کر سکتا۔ مشرک کو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے۔ اور اسے برا سمجھنا ضروری ہے۔ مگر یہ بات ضروری کب ہے؟ کہ یہ "مشرک گر" افراد جس بات کو مشرک کہہ دیں وہ بات ضرور مشرک ہی ہو۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ مشرک یقیناً برا ہے۔ مگر مشرک کی جو تعریف یہ لوگ کرتے ہیں۔ وہ یقیناً غلط ہے۔ ان کا کیا ہے وہ تو بات بات پر مشرک و بدعت کے فتوے لگانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کسی بنی، ولی یا کسی دوسرے مقرب حق کو مالک و عالم اور مختار کہہ دینے سے یہ لوگ مشرک کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ان پاک افراد کو عاجز و ناکارہ اور ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھا جائے دماغ اللہ حالانکہ یہ تو بڑی ہستیاں ہیں۔ ایک عام

انسان بھی شرافت و عظمت کا حامل ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت
مظہر صفات انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ چنانچہ انسان
 ذرا تعمق کی نظر سے اپنے آپ کو دیکھے۔ تو اُسے
 پتہ چلے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ اسی لئے
 خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، کہ **وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ** - اور
 تمہاری اپنی جانوں میں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔ کیا تم غور سے نہیں
 دیکھتے۔

بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت انسان اپنے خالق حقیقی کی قدرتوں
 اور اس کی صفات کا مظہر ہے۔ دیکھ لیجئے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت
 ”حییٰ“ بھی ہے۔ یعنی وہ زندہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی
 زندگی عطا فرمائی۔ اور اُسے اپنی صفت ”حییٰ“ کا مظہر بنایا۔ اور اس کی
 عطا سے انسان بھی زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ”سَمِيعٌ“
 بھی ہے۔ یعنی وہ سُننے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی سماعت
 عطا فرمائی۔ اور اس کی عطا سے وہ بھی ”سَمِيعٌ“ ہے۔ اللہ کی ایک
 صفت ”بَصِيرٌ“ بھی ہے۔ یعنی وہ دیکھنے والا ہے۔ تو دیکھ لیجئے۔ کہ
 انسان اس صفت کا بھی مظہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُسے بھی
 بصارت دی ہے۔ اور وہ بھی بصیر ہے۔ اللہ کی ایک صفت
 متکلم بھی ہے۔ یعنی وہ کلام فرمانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے
 انسان کو بھی متکلم پیدا فرمایا ہے۔ اسی طرح خدا کی صفات میں
 سے مالک و مختار۔ عالم و دانا۔ حاکم و حکیم بھی اس کی صفات ہیں
 اور اللہ نے انسان کو بھی ان صفات سے موصوف فرمایا ہے اور اسے
 بھی ملک و اختیار۔ حکم و حکمت اور علم و دانش سے نوازا ہے۔ گویا
 اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کی جھلک سے انسان کو منور فرمایا ہے۔

انسانی بے جان پتے پر اللہ تعالیٰ کی صفتِ حییٰ کی جھلک پڑی۔ تو وہ زندہ ہو گیا۔ اس کی صفتِ سمیع کی جھلک پڑی۔ تو وہ سننے والا ہو گیا۔ اور اس کی صفتِ بصیر کی جھلک پڑی۔ تو وہ دیکھنے والا ہو گیا۔ اور اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ انسان سمجھے اور سوچے۔ کہ جب میں مخلوق ہو کر زندہ - سننے والا - دیکھنے والا - کلام کرنے والا - عالم و دانا، اور مالک و مختار ہوں۔ تو میرا خالق بھی ضرور سمیع، بصیر، متکلم، عالم، اور مالک و مختار ہے۔

بے مثل

اس سے آگے بڑھئے۔ تو خدائے وحدہ لا شریک نے انسان پر اپنی وحدت کی جھلک بھی ڈالی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی شکل الگ ہی لے کر آتا ہے۔ کروڑوں اور پدموں انسان پیدا ہوئے۔ اور ہورہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت کا یہ ایک روشن کرشمہ ہے۔ کہ ہر انسان کی شکل دوسرے کی شکل سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور اسی طرح قیامت تک جو آدمی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اپنی نئی ہی شکل لے کر پیدا ہوں گے۔ اور نہ صرف شکل ہی بلکہ آواز بھی ہر شخص کی دوسرے شخص کی آواز سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور اسبطح غور کر لیجئے۔ کہ ہر شخص کے انگوٹھے کے نشان دنیا بھر کے انسانوں کے انگوٹھوں کے نشانوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو دستخط کے بجائے انگوٹھے کے نشان کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ معلوم ہوا۔ کہ ہر آدمی اپنی شکل میں بے مثل۔ آواز میں بے مثل اور اپنے انگوٹھے کے نشان میں بے مثل ہوتا ہے۔ انسان اگر اسی ایک بات پر غور کرے۔ تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ میں جب ایک مخلوق ہو کر اس بے مثلیت کا حامل ہوں۔ تو میرا خالق حقیقی کیوں وحدہ لا شریک نہ ہوگا۔

محبوب خدایہ ﷺ

میرے بزرگوار! اب یہیں سے ایک بات
یہ بھی سمجھ لیجئے کہ عام مخلوق کی

بے مثلیت کا تو یہ عالم ہو۔ کہ زید و عمر، بکر بھی اپنی اپنی جگہ بمثل
ہیں۔ پھر جو ہستی پاک خدا کی خاص محبوب بن کر تشریف لاتی ہو۔ وہی
اللہ علیہ وسلم اور جسے خدا تعالیٰ نے نہ صرف عوام ہی میں سے بلکہ گروہ
انبیاء علیہم السلام میں سے بھی چن لیا ہو۔ ان کی بے مثلیت کا کیا عالم
ہوگا۔ اور کیوں نہ ان کا بال بال تشریف بے مثل ہوگا۔ اور کیوں نہ
ان کا وجود باوجود متمتع النظیر ہوگا۔ سچ کہا ہے۔ مولانا حسن علیہ الرحمۃ
نے کہہ

خدا کی خلق میں سب انبیاء خاص
گروہ انبیاء میں مصطفیٰ خاص
نزالا حسن انداز و ادا خاص
تجھے خاصوں میں حق نے کر لیا خاص
اور مسلمانو! اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر
کے دل سے کہو۔ کہ

غریبوں بے نواؤں بے کسوں کو
خدا نے در تمہارا کر دیا خاص
ملا جو کچھ جسے وہ تم سے پایا!
تمہیں ہو مالک ملک خدا خاص
گدا ہوں خاص رحمت سے ملے بھیک
نہ میں خاص اور نہ میری التجا خاص
تزی نعمت کے سائل خاص تا عام
تزی رحمت کے طالب عام تا خاص

ہاں تو بھائیو! اب اندازہ تو کیجئے۔ ایسے نادان کی نادانی کا جو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل جانتا ہے۔ اور اس امر پر مصر ہے۔ کہ دوسرے بھی اس کی مثل حضور علیہ السلام کو اپنی مثل کہہ کر اس کی مثل احمق و گمراہ ہو جائیں۔

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا۔ کہ ہم جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار اور عالم ماکان و مایکون جانتے، اور مانتے ہیں۔ وہ اسی حیثیت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ کے منظرِ اتم ہیں۔ اللہ ہی کی عطا سے آپ مالک بھی ہیں۔ مختار بھی۔ اور اسی کی عطا سے آپ دو جہان کے حاکم بھی ہیں۔ اور اسی کی عطا سے آپ دانائے غیب بھی ہیں۔ اور اگر کوئی صاحبِ یہی رٹ لگانے لگیں۔ کہ نا صاحبِ نا! مالک تو اللہ ہی ہے۔ مختار تو وہی ہے۔ حاکم و متصرف تو وہی ہے۔ اس لئے کسی نبی یا ولی کو مالک و مختار ماننا شرک ہے۔ تو ہم ایسے شخص سے کہیں گے۔ کہ صاحبِ "حییٰ" تو اللہ ہی ہے۔ "سمیع" تو صرف وہی ہے۔ "بصیر" تو اسی کی ایک ذات ہے۔ "متکلم" تو صرف خدا ہی ہے۔ پھر آپ اپنے آپ کو "زندہ" کیوں کہتے ہیں۔ آپ کو تو فوراً مرجانا چاہیے۔ آپ سمیع کیوں بنتے ہیں۔ کانوں میں سیسہ ڈلوا کر بہرے بن جائیے۔ آپ بصیر کیوں کہلاتے ہیں۔ آنکھیں پھوڑ کر اندھے ہو جائیے۔ آپ کلام کرنے والے کون؟ زبان کٹوا کر گونگے بن جائیے۔ اور پھر ایک سختی پر یہ آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈال لیجئے۔ کہ صم بکم، عمی فہم لا یرجعون۔

بھائیو! جب عوام میں ان صفاتِ حق کا پرتوہ نظر آ رہا ہے۔ تو خواص میں تو خصوصیت کے ساتھ ان صفات کی جلوہ گری ہونی

چاہیے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ اور مقرب بندے صفاتِ حق کے انوار سے بہت زیادہ منور ہوتے ہیں۔ اور ان کی یہ طاقتیں عوام سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ کسی نورانی چیز سے جو چیز زیادہ قریب ہوگی۔ وہ بہ نسبت دور کی چیز کے زیادہ روشن ہوگی یونہی جو حضرات مطابق **يَنْقَرَبُ إِلَى اللَّهِ** کے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان کی زندگی۔ بصارت اور سماعت عوام سے بہت زیادہ قوتوں کی حامل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ **كُنْتُ سَمِعُهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ** کے مطابق ان کی سماعت و بصارت کا یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ فرش پر تشریف فرما ہو کر عرش کی آوازیں بھی سن لیتے ہیں۔ اور دنیا کی ہر شے ان پر منکشف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ سارے مقربین حق کے سردار حضور۔

احمد بن مختار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں بچپن میں چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے کی آواز کو سنتا تھا۔ دیکھئے خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸ اور ساری دنیا کو میں اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنی ہتھیلی کو۔

دیکھئے مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ ج ۲

کیوں صاحب! جن کی سماعت کا یہ عالم ہو۔ کہ عرش کی آواز کو بھی سن لیں۔ کیا ان کے لئے لاہور یا کراچی یا سیالکوٹ میں پڑھے ہوئے درود شریف **الصلوة والسلام عليك يا رسول الله** کی آواز کا سن لینا کچھ مشکل ہے؟ کیا یہ کراچی و لاہور یا سیالکوٹ، عرش سے بھی پرے کے شہر ہیں؟ کہاں عرش کی آواز اور کہاں فرش کی۔ جن مقدس کانوں میں کروڑوں میل دور عرش کی آواز سن لینے کی طاقت ہے۔ لاریب وہ کان چند ہزار میل فرش کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔ وہ دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان علی کرامت پہ لاکھوں سلام

اور کیا جن مقدس نظروں میں ساری دنیا مثل ہتھیلی کے ہے، ان مقدس نظروں سے آپ اوجھل رہ سکتے ہیں؟ کیا آپ دنیا سے خارج ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک سے کوئی چیز غائب نہیں۔ سچ کہا ہے اعلیٰ حضرت نے کہ

میر عرش پر ہے تری گندہ دل فرش پر ہے تری نظر! !

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

بجائیو! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقربین حق کے سردار ہیں

جس قدر قرب حق حضور کو حاصل ہے۔ کسی کو نہیں۔ *لِيُدْعَىٰ مَعَ اللَّهِ وَقْتًا* کا ارشاد اس حقیقت پر شاہد ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی صفات کے مظہر اتم ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت شاہ عبدالحق محدث

دہلوی علیہ الرحمۃ نے آیت *هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ* کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ

آیت کریمہ حمد الہی بھی ہے۔ اور نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔

(دیکھئے مدارج النبوة ص ۱۱)

حضرات! قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق

پھونک

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ *وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي*۔

اور جب میں اس میں اپنی طرف سے روح پھونکوں" مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقدس پتلا تیار کر کے اللہ نے اس میں

روح پھونکی۔ تو خدا کی اس پھونک سے حضرت آدم علیہ السلام زندہ ہو گئے۔ خدا کے اس وصف کی جھلک مقربینِ حق میں بھی دیکھ لیجئے۔ کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے پرندہ کی بے جان صورت بنا کر اس میں

پھونک مارتے۔ تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگتا۔ چنانچہ قرآن میں ہے۔ کہ

لَا تَنفُخُ فِيهِ رُوحًا مِّن رُّوحِي۔

مَآ تَنفُخُ فِيهِ رُوحًا مِّن رُّوحِي

فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
 کہ "میں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی مورت بنانا ہوں۔ اور اس
 میں پھونک مارتا ہوں۔ تو وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگتا ہے۔
 دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک میں اللہ نے یہ تاثیر پیدا فرمادی
 کہ بے جان مورت میں جان پیدا ہو جاتی۔ اور یہ نفع حق کا ہے کہ وہ ہے
 جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑا۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 مقربین حق میں سے ہیں۔ اور پیغمبر و رسول ہیں۔ اس لئے اس صفت
 کی جھلک یہاں نمایاں نظر آرہی ہے۔ اور ہم عوام پر بھی یہ جھلک پڑی
 مگر اپنی حیثیت کے مطابق۔ اور وہ اس طرح کہ ہماری پھونک اگرچہ
 بے جان جسم میں جان پیدا نہیں کر سکتی۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ کہ ہم اگر بھی
 ہوئی آگ میں پھونک دیں۔ تو وہ آگ روشن ہو جاتی ہے۔ گویا جی
 اٹھتی ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا فیض ہے
 اور مقربین حق میں خصوصیت کے ساتھ۔ اور ان سے بھی زیادہ بدرجہ ان
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا
 ظہور ہوتا ہے۔

تو ان پاک ہستیوں میں بے عطار الہی کسی کماں کا ماننا شرک ہرگز نہیں
 شرک تو جب ہو۔ جبکہ استقلالاً اور بالذات ان میں کسی وصفت کو
 تسلیم کیا جائے۔ اور حاشا اللہ ایسا کوئی مسلمان نہیں۔ جو کسی بنی ولی
 کو بغیر عطار الہی کے مالک و مختار یا عالم و متصرف ماننا ہو۔ تو جو
 لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔ یہ
 ان کا اپنا فعل ہے۔ ان کے کہنے سے کوئی مسلمان مشرک نہیں بن
 سکتا۔ ہاں جو لوگ واقعی مشرک ہیں۔ شب قدر کو ان کی واقعی
 مغفرت نہ ہوگی۔

ایک اور حدیث

بھائیو! شبِ قدر کے متعلق ایک اور ارشاد بھی سن لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اس رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا؟ کہ میں اس کو بخش دوں۔ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے؟ جو مجھ سے رزق طلب کرے۔ اور میں دوں۔ کیا کوئی بیمار ہے؟ جو مجھ سے شفا طلب کرے۔ اور میں اُسے شفا دوں۔

میرے عزیزو، بھائیو! اور بزرگو! دیکھو تو سہی۔ یہ کیسی مبارک رات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا دریا کس قدر جوش میں ہے کہ اپنے بندوں کو بلا بلا کر ان کی مرادوں کی کھیتیاں سرسبز کرنا چاہتا ہے۔ اس رات کے متعلق بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص اس رات میں چار رکعات نفل پڑھے۔ اور ہر

اس رات کے نوافل

رکعت میں پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور دن کو روزہ رکھے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے پچاس سالوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور آٹھ رکعات بہ نیت نفل ایک سلام کے ساتھ ہدیہ مجائے روح پر فتوح حضرت خاتونِ جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اسی رات سے مخصوص ہیں۔ ان آٹھ نوافل کی ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور ان نفلوں کا ثواب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ہدیہ پیش کر دے۔ تو خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں جنت میں قدم نہ رکھوں گی۔ جب تک کہ نفل پڑھنے والے کی شفاعت نہ کر لوں۔

پٹاخے

بھائیو! اس مقدس رات میں یہ جو بدعت چل نکلی ہے۔ کہ چھوٹے بڑے اپنے زر کو آگ لگانے لگتے ہیں۔ اور پٹاخے چھوڑتے ہوئے اپنی دولت برباد کرتے لگتے ہیں۔ یہ رسم واقعی بدعت

حَلْوہ

ہے۔ اور اس سے کنارہ کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس رات اگر کوئی شخص ایصالِ ثواب کے لئے حلوہ پکائے یا کھائے کھلائے۔ تو اسے بدعت کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس رات حلوہ پکانا اگر عام ہے۔ تو اس میں کیا ہرج ہے ہاں اسے اگر کوئی دینی طور پر ضروری سمجھے۔ اور نہ پکانے والے کو گنہ گار سمجھے۔ تو بیشک یہ بات ناجائز ہے۔ مگر ایسا سمجھتا کون ہے؟ بھائیو! ابھی آپ سن چکے۔ کہ بعض لوگ خواہ مخواہ ہی مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگایا کرتے ہیں۔ یہ حلوہ پکانا بدعت قرار دینا بھی ایسے ہی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ چنانچہ ان کا ایک مشہور شعر ہے کہ

ہے شبرات کا حلوہ بالکل حرام!
 مسلمان کو کیا اسکے کھانے سے کام
 اس کا جواب یوں دیا گیا ہے۔ کہ
 جو شبرات کا حلوہ بھی ناروا ہے
 بتاؤ تو اس میں بخش چیز کیا ہے
 روا ہے وہ خود جس سے حلوہ بنا ہے
 حقیقت میں منہ ہی تمہارا برا ہے
 یہ گھٹی اور میوے کا عمدہ نوالا
 ملے اس کو جو ہووے تقدیر والا
 اور حاجی حق حق نے لکھا ہے۔ کہ
 اے منکر نہ اس قدر تلخی میں آ تو
 نہ حلوے پر بدعت کا فتویٰ لگا تو
 یہ منہ اپنا حلوے کے لائق بنا تو

محمد کی پڑھ نعت اور حلوہ کھا تو
جو بعض محمد میں ہر دم جٹے ہے
یہ حلوہ بھی بدعت اسی کے لئے ہے

بجائیو! جس منہ سے کبھی نعت مصطفیٰ نہ نکلی ہو۔ اس منہ میں
حلوہ کیسے جلتے؟ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔ کہ ”حلوہ خوردن را روئے
باید“ ان لوگوں کو میٹھے کی اس عداوت کا کڑوا پھل یہ ملا۔ کہ جہاں بھی
گئے۔ پھیکے پڑے۔ اور ان کی تقریروں میں اسی حلوہ دشمنی کے باعث
شیرینی و حلالت نہ رہی۔ اور تلخی ہی تلخی نظر آنے لگی۔ خدا تعالیٰ ہر
قسم کی تلخی سے بچائے۔ اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرے۔ آمین۔

قَالَ خَيْرٌ لِّعَمْرَانٍ لِّمَجْدٍ لِّلرَّبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد اذان اور پھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا سَوَاءٌ السَّبِیْلِ
وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِیْقَ خَیْرًا دَلِیْلًا نَّهْتَدُكَ
حَمْدًا كَثِیْرًا عَلٰی مَا اَنْعَمْتَ عَلَیْنَا بِاَنْزَالِ
التَّنْزِیْلِ۔ اَنْزَلَهُ فِی لَیْلَةٍ مَّبَارَكَةٍ وَفَضَّلَهُ

عَلَى سَائِرِ الْكُتُبِ الْكَبْرِ تَفْضِيلٍ . وَنَشْكُرُهُ
 شُكْرًا عَظِيمًا أَنْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا النَّبِيَّ الْجَلِيلَ
 نَبِيَّ عَظِيمٍ قَدْرُهُ فَخِيمٌ لُطْفُهُ خَصَّهُ
 اللَّهُ بِلُطْفِهِ الْعَبِيدِ وَفَضْلِهِ الْجَلِيلِ .
 وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا
 شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ صَاحِبُ التَّعْظِيمِ وَالتَّبْجِيلِ
 آمِينَ

إِيَّهَا النَّاسُ قَدْ مَضَتْ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ وَ
 أَنْتُمْ مِنْهُمْ كُونُوا فِي الْأَثَامِ وَصِرْتُمْ إِلَى
 الْعَذَابِ الْوَبِيلِ . فَيَا حَسْرَتَنَا عَلَى مَا
 قَرَّطْتُمْ وَوَا وَيْلَاةُ عَلَى مَا ارْتَكَبْتُمْ مَا
 عَلِمْتُمْ أَنَّ التَّنْيَا دَارُ رَحِيلٍ . إِيْنَ مُلُوكُ
 الْأَكَا سِرَّةِ . إِيْنَ سَلَاطِينُ الْجَبَابِرَةِ
 أَفْنَاهُمْ دُونَ الدَّوَارِ وَكَذَلِكَ يَهْلِكُ

كُلُّ كَثِيرٍ وَقَلِيلٍ. مَا نَفَعَتْهُمْ السَّطْوَةُ. وَمَا
 أَبْقَتْهُمْ السَّلْطَنَةُ. فَمَنْ أَنَا وَأَنْتُمْ إِذَا
 جَاءَ نَامَكَ الْمَوْتُ عَزْرَائِيلُ. أَلَا قَدْ
 جَاءَتْكُمْ لَيْلَةٌ مُبَارَكَةٌ فَضَلُّهَا مَشْهُورٌ
 وَقَدَرُهَا مَا تُورُونَ هِيَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ
 شَعْبَانَ فَتَلْقُوهَا بِالْقِيَامِ وَالصِّيَامِ. وَ
 أَكْثَرُهَا فِيهَا زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَالسُّعَاءُ مَعَ
 الْإِسْتِغْفَارِ مِنَ الْأَثَامِ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْحَمُنَا
 وَيُعْطِينَا الثَّوَابَ الْجَزِيلَ. وَقَدْ أَخْرَجَ
 ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقومُوا
 لَيْلَهَا وَصومُوا أَنهَارَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ
 فِيهَا الْغُرُوبِ الشَّيْبِ إِلَى الشَّيْبِ الدُّنْيَا
 فَيَقُولُ الْأَمِينُ مُسْتَغْفِرِي فَأَغْفِرْ لَهُ الْأَمِينُ

مُسْتَرِيقٍ فَارْتَقَهُ الْآمِنُ مِنْكُمْ فَأَعَادِيهِ
 الْآمِنُ سَائِلٍ فَأَعْطِيهِ حَتَّىٰ يَطْلُعَ الْفَجْرُ
 إِخْوَانِي وَخُلَايَا فِي هَذِهِ لَيْلَةٍ يَخْرُجُ فِيهَا اسْمُ
 مَنْ يَمُوتُ فِي هَذِهِ السَّنَةِ - فَمَا أَدْرَاكُمْ
 وَمَا أَدْرَانَا لَعَلَّ أَسَاءَنَا تَخْرُجُ فِي الْبُوتَى
 وَنَحْنُ فِي غَفْلَةٍ عَظِيمَةٍ كَالْفَصِيلِ وَالْعَجَلِ
 فَتَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَكُونُوا كَالْعَابِرِ سَبِيلٍ
 وَأَقْصِرُوا الْأَمَلَ وَانْتَظِرُوا الْأَجَلَ وَ
 اجْتَهِدُوا فِي الْعِبَادَةِ لِتَكُونَ زَادًا لِلْعَمَلِ
 وَتَنَافَسُوا مَا خَالَكُمْ إِذَا تَرَكَكُمْ أَحِبَابَكُمْ
 وَهَجَرَكُمْ أَصْحَابَكُمْ وَدَفَنَكُمْ الْأَعْيَارُ
 الْأَجَانِبُ وَحَضَرَكُمْ الْأَعْرَافُ وَالْأَقْرَابُ
 وَسَرَّكُمْ السَّيْرُ كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ
 وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ وَالْقَوَاعِلُ عَلَيْكُمْ التُّرَابُ
 كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ أُلْفَةٌ فَعِنْدَ

ذَلِكَ تَتَحَسَّرُونَ وَمَا تَنْفَعُكُمْ الْحَسْرَةُ
 وَتَتَذَكَّرُونَ وَمَا تَفِيدُكُمْ الذِّكْرَةُ - فَإِنْ
 كُنْتُمْ قَدْ أَحْسَنْتُمْ فَطُوبَى لَكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ
 قَدْ أَسَأْتُمْ فَوَيْلًا عَلَيْكُمْ مِنْ حَرِّ بَابِ الْعَطَاءِ
 الْجَزِيلِ - اللَّهُمَّ إِنَّا عِبَادُكَ الْمُجْرِمُونَ
 زَادُ طَاعَاتِنَا قَلِيلٌ. فَارْحَمْنَا رَحْمَةً فِي
 الْقَبْرِ وَبَعْدَ الْجَشْرِ وَاصْفَحِ الصَّفْحَ
 الْجَبِيلَ - بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكَ فِي
 الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ - وَنَفَعْنَا وَإِيَّاكُمْ
 يَا أُمِّيَّةَ وَالذِّكْرَ الْحَكِيمَ - إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ
 مَلِكٌ كَرِيمٌ بَرُّ شَرِيفٌ رَحِيمٌ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھئے

ذکر حق کا
 ذکر حق کا
 ذکر حق کا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا

كَثِيرًا أَوْ سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (پس ۳)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ اور صبح و شام
 اس کی پاکی پو پو

حضرات! آج میرے وعظ کا عنوان ہے۔ ذکر حق۔ آج دنیا بھر میں جو
 بے چینی اور بد امنی پائی جا رہی ہے۔ اس کی سب سے بڑھی وجہ ذکر
 حق سے ہماری غفلت ہے۔ بھائیو! اس آیت کریمہ میں اللہ نے
 ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا ہے۔ کہ ایمان والو! اپنے اللہ کی کثرت سے
 یاد کرو۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہو۔

کلام معجز نظام

اس وقت مجھے ایک حدیث پاک یاد آ رہی ہے۔ جو ذکرِ حق ہی سے متعلق ہے۔ اور سبحان اللہ!

کیا ہی پیاری حدیث ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پاک بھی ایک کلام معجز نظام ہے۔ چھوٹے سے مقدس جملہ میں معارف کے دریا بہا دینا یہ حدیث پاک ہی کا خاصہ ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ اور ذرا سلب جو اہر کو دیکھنا۔ کہ کس طرح موتی پروئے گئے ہیں۔ فرمایا۔

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ
حَبِيبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ - "یعنی دو کلمے ایسے ہیں۔ جو
زبان پر تو بڑے ہلکے ہیں۔ مگر میزان پر بڑے بھاری ہیں
اور رحمن کو بڑے پیارے ہیں۔"

سبحان اللہ! کیا ہی ایمان افروز حدیث پاک ہے۔ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ کیسا مبارک تسلسل اور کیسی نورانی روانی ہے۔
کلمتان خفیفتان علی اللسان۔ ثقیلتان فی المیزان۔ حبیبتان الی الرحمن
بھائیو! یہ اس ذاتِ با برکات کا کلام معجز نظام ہے۔ جس کے آگے
عرب کے بڑے بڑے فصحا و بلغا دم بخود رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت فرمانے
ہیں۔

میں شمار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دلے بچے فصحا و عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں۔ نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعجاز ایک ایسا پھول ہیں۔
کہ جس پھول سے ہزاروں پھول جھڑتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے ایک

دوسری نعت میں یہی فرمایا ہے۔ کہ ببل آج تک تو گلاب کے پھول کو گلشن میں دیکھا کرتا تھا۔ مگر اس نے کبھی ایسا نظارہ نہ دیکھا ہوگا۔ کہ گلاب کے اندر سارا گلشن موجود ہو۔ یہ نظارا ہمیں شاید مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک میں نظر آیا۔ فرماتے ہیں۔ وہ گل ہیں لبہائے نازک اُنکے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے یعنی حضور کے لب ہائے مبارک وہ پھول ہیں۔ کہ جس پھول سے ہزاروں پھول جھڑ رہے ہیں۔

گلاب گلشن میں دیکھے ببل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے ببل ہمیشہ گلشن کے اندر گلاب کو دیکھا کرتا تھا۔ مگر یہاں دیکھو کہ گلاب کے اندر گلشن موجود ہے۔

سبحان اللہ! کیا حقیقت بیان فرمادی۔ کہ حضور کے لب پاک کے ایک پھول سے سینکڑوں گلشن بن گئے۔ ہاں تو بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو کلمے ہلکے ہیں زبان پر۔ بھاری ہیں میزان پر۔ اور پیارے ہیں رحمن کو۔ اور وہ کونسے دو کلمے ہیں؟ فرمایا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ - سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۲)

حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق اگر انہیں دو کلموں کا ورد رکھا جائے۔ تو کس قدر برکت و عظمت کی بات ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل تو غفلت کا اندھیرا چھا رہا ہے۔ ہم انسان ہو کر اس کی یاد سے غافل ہیں۔ حالانکہ اس کے ذکر میں کائنات کی ہر چیز مشغول ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

إِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ -

یعنی کوئی شے ایسی نہیں۔ جو ذکر حق میں مشغول نہ ہو۔

پہاڑ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک پہاڑ پر گزرتے تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا۔ یہ پہاڑ ذکر حق کر رہا ہے۔ اور یوں کہہ رہا ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ فِينَا النَّارَ وَ لَمْ نُحْرِقْنَا۔

”پاک ہے وہ خدا جس نے ہم میں آگ پیدا کی۔ اور اس آگ سے ہمیں جلاتا نہیں!“

یعنی ہم میں اُس نے آگ پیدا فرما دی۔ اور وہ آگ نہ تو اپنی سوزش کو نالود کرتی ہے۔ اور نہ ہمیں اپنی تاثیر سے جلاتی ہے۔

اسی طرح ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ تلے تشریف فرما ہوئے۔ تو آپ نے سنا۔ کہ وہ درخت یوں پکار اٹھا۔

سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ فِيّ ظِلِّي نَسِيْنِ الْاَنْبِيَاءِ

پاک ہے وہ خدا جس نے میرے سایہ تلے نبیوں کے سردار کو بٹھایا یہ روایات معنی الواعظین کے صفحہ ۲۶۱ پر موجود ہیں۔ اور ان سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کہ پہاڑ اور درخت اور اسپرطرح سب چیزیں ذکر حق میں مشغول ہیں۔ پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے اگر غفلت اختیار کرے۔ تو ایسا انسان تو برائے نام ہی انسان ہوا اس سے تو پتھر اور لکڑیاں ہی اچھی ہوتیں۔

بہاؤ آبادی کل غفلت کا اندھیر کچھ ایسا چھا چکا ہے۔ کہ

دنیا میں پڑ کر ذکر حق سے بالکل غافل ہو رہے ہیں

اسلام یہ نہیں کہتا۔ کہ تم دنیا کے کام نہ کرو۔ دنیا کا کام بھی کرو۔ مگر ذکر حق جو اصل مقصود ہے۔ اُسے بھی نہ بھلاؤ۔ خدا تعالیٰ نے اسی لئے دوسری جگہ اپنے نیک بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی

ہے۔ کہ

رِجَالٌ لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

یعنی میرے بندے وہ ہیں۔ جن کو تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ حق سے غافل نہیں کرتی۔ وہ کام کاج بھی کرتے ہیں۔ اور ذکرِ حق بھی۔ نہ کہ وہ جب ذرہ سا کام بھی پڑ جائے۔ تو اس میں ایسے مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ وقت پر جماعت کے ساتھ نماز تو کیا سرے سے نماز ہی کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ فرصت ہوتی۔ تو مسجد میں آگئے۔ ورنہ کوئی نہیں۔ حالانکہ مسلمان کے لئے لازم ہے۔ کہ ذکرِ حق کو ہر بات سے مقدم رکھے۔

ایک مثال میرے بھائیو! اگر کسی کا بیٹا سمندر پار گیا ہو۔ اور مدت کے بعد وہ گھر لوٹے۔ تو اگر وہ شخص دکاندار ہو۔ اور دکان پر بیٹھا ہوا سودا تول رہے ہو۔ ترازو اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اسی وقت کوئی آکر کہہ دے۔ کہ تمہارا بیٹا آ گیا ہے۔ تو دیکھ لیجئے! بلا اختیار ترازو اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ اور وہ بیٹے کی خوشی میں سودا دینا بھول جائے گا۔ دکان بند کرنا بھی اُسے یاد نہ رہے گا۔ اور وہ جھٹ گھر کو دوڑے گا۔ مگر کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ یہی دکاندار صاحب سودا دے رہے ہوں۔ ترازو ہاتھ میں ہو۔ اور اذان کی آواز آ جائے۔ تو ہرگز کوئی اثر نہ ہوگا۔ اطمینان سے سودا دینے لگا ہوں کو بھگتائیں گے۔ اور اس بات کی کچھ پروا نہ کریں گے۔ کہ اذان ہو گئی ہے۔ مسجد میں چلنا ہے۔ نماز پڑھنا ہے۔ نہیں بلکہ وہ اگر نمازی بھی ہیں۔ تو سوچیں گے۔ ابھی ٹائم بہت ہے۔ جماعت ہوتی ہے تو ہو جائے۔ اکیلے پڑھ لیں گے۔ اور اگر گاہکوں کی بھرتا ہو گئی۔ تو جماعت رہی ایک طرف۔ نماز بھی گئی۔ کیوں بھائیو!

ہے نا یہی بات ہے حالانکہ ذکر حق کی اہمیت بھی اگر پیش نظر ہوتی۔ تو اذان سنتے ہی مسجد کو دوڑتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
 إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ
 وَذَرُوا الْبَيْعَ - (بیعہ ۱۱)

یعنی جمعہ کے دن اذان کی آواز سنی۔ تو خرید و فروخت فوراً چھوڑ دو۔ اور ذکر حق کی طرف دوڑو۔ بھائیو! ہمارے اسلاف کرام علیہم الرحمۃ ہیں یہی وصف تھا۔ مگر آج تو یہ

اب نظر آتی نہیں ہے مسجدوں کے فرش پر
 قوم نے اتنی ترقی کی کہ پہنچی سوشلس پر

علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت

شیطان کا دوست

درج کی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز شیطان سے پوچھا۔ یہ تو بتا۔ تیرا بھائی کون ہے؟ شیطان نے جواب دیا۔ مست اور لٹے والا۔ حضور نے فرمایا۔ اور تیرا بھائی کون ہے؟ کہنے لگا۔ چور۔ پھر دریافت فرمایا۔ اور تیرا دوست کون ہے؟ شیطان نے کہا۔ بے نمازی۔ دنزہتہ المجالس میں چونکہ شیطان سجدہ نہ کرنے ہی سے شیطان ہوا تھا۔ اس لئے اس نے اپنا دوست بھی بے نمازی ہی کو بنایا۔ بھائیو! شیطان کی دوستی سے بچو۔ اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا۔

غذا کے روح

إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا
 جب تم جنت کے باغوں سے گزرو۔ تو اس میں سے اپنی غذا حاصل کرو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا۔
 ذَمَّ رِيَاضُ الْجَنَّةِ - حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَلَقُ الذِّكْرِ - ذکر حق کے حلقے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ ذکر حق روح کی غذا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر حق کے حلقوں کو جنت کے باغ فرمایا ہے۔ اور اللہ کے ذکر کو غذائے روح ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ تم ان باغوں سے اپنی غذا حاصل کرو۔ یعنی ذکر حق کرو۔ سب جانتے ہیں۔ کہ بھوک اور پیاس سے انسان پریشان خاطر اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے کھانا پینا مل جاتا ہے۔ تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ذکر حق جو غذائے روح ہے۔ جب تک روح کو اپنی غذا نہ ملے۔ وہ پریشان رہتی ہے۔ اور غذا مل جانے پر مطمئن ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ - یعنی ذکر حق سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

ایک سلیم المزاج اور منصف آدمی ان دو قسم کی ظاہری اور باطنی غذا کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ اس کے روزمرہ صدق دل سے اللہ اللہ کرنے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح اللہ اللہ کرنے سے دل کو باطنی غذا پہنچتی ہے۔ یہ بات تو عام طور پر اللہ اللہ کرنے والے بھی معلوم کر لیتے ہیں۔ کہ انسان جس روز حسب معمول اللہ تعالیٰ کے ذکر کا وظیفہ ادا کرتا ہے۔ تو اس روز دل بے وجہ خوش اور بے واسطہ ہشاش بشاش رہتا ہے۔ اور دل میں صبر و سکون اور ایک گوند اطمینان رہتا ہے۔ اگر گھر میں ظاہری طور پر کچھ نقدی اور مال نہ بھی ہو۔ تب بھی دل ایسا مطمئن

ہوتا ہے۔ گویا سب کچھ موجود ہے۔ اور کسی قسم کی پریشانی و بے قراری لاحق نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برخلاف جس روز انسان کے اپنے روزمرہ کے وظیفہ۔ عبادت اور ذکر و فکر کا نائفہ ہو جاتا ہے۔ اس روز طبیعت بے وجہ پریشان، دل پژمردہ اور زندگی بے لطف معلوم ہوتی ہے۔ دل کو ایک قسم کی تنگی اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ یہ بات تو عام ذکر کرنے والوں کو معلوم ہوتی ہے۔ اور جو خواص ہیں۔ جن کے ذکر و فکر اور عبادت میں کمال درجہ کا صدق اور اخلاص ہوتا ہے وہ اس باطنی غذا کو ظاہری غذا کی طرح محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کے بطن باطن کو اس طرح کے ذکر و فکر سے سیری معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح وہ ظاہری غذا سے سیر اور مطمئن ہو جاتے ہیں۔ وہ ذکر حق کو روح کے لئے زندگی قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ
الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ - (مشکوٰۃ شریف ص ۸۸)

یعنی ذکر حق اور غافل کی مثال زندہ و مردہ کی مثال ہے۔
یعنی جو ذکر حق کرتا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور جو غافل ہے
وہ مردہ ہے۔

حکایت شبلی حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے مرنے کے لئے دو اہل دل
دور دراز سے سفر کر کے آ رہے تھے۔ کہ راستے میں
ایک جگہ پہنچ کر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ بڑا
افسوس ہے۔ کہ ہم جس مقصد کے لئے اتنی دور سے چلے آئے۔ وہ پورا
نہ ہوا۔ اور حضرت شبلی کا آج رات کو انتقال ہو گیا۔ دوسرے نے پوچھا
آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ تو وہ بولے۔ کہ میں نے دو بیویوں کو آپس

میں گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھیں۔ کہ افسوس حضرت شبلی جوڑے
عابد و زاہد تھے۔ آج رات کو فوت ہو گئے ہیں۔ پھر انہوں نے آپس میں
مشورہ کیا۔ کہ چلو اتنا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ ان کے جنازہ ہی میں
شرکت ہو جائے۔ تو غنیمت ہے۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے۔ تو حضرت
شبلی کو زندہ پایا۔ حیران رہ گئے۔ اور پوچھا۔ کہ ہم نے تو آپ کے متعلق
یہ سنا تھا۔ کہ آپ کا آج رات کو انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔
بلیوں نے سچ کہا ہے۔ آج رات کو میری نماز تہجد رہ گئی ہے۔ اس واسطے
آسمانوں پر۔ میرے مرنے کی خبر پدی گئی۔ اور وہاں سے زمین کے
جانوروں تک یہ خبر پہنچی۔ جس سے بلیوں نے میرے مرنے کی بات
کی۔ (معنی الواعظین ص ۲۷۵)

پس اے میرے بھائیو! اللہ کا ذکر ہی اصل میں زندگی ہے۔ اسی
لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ ایمان والو! کثرت سے ذکر حق کیا کرو۔ اور
صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہا کرو۔
بھائیو! دنیا میں اتنے مشغول نہ ہو جاؤ۔ کہ خدا کو بھول ہی جاؤ۔
خدا را غفلت کو چھوڑو۔ اور اپنی اس روحانی غذا کی بھی فکر کرو۔
افسوس کہ آج کل دنیا کمانے اور ظاہری غذا حاصل کرنے کے تو سارے
طریقے یاد ہیں۔ مگر جو یاد نہیں۔ تو روحانی غذا کے حاصل کرنے کا طریقہ
یاد نہیں۔ اور آج غفلت و جہالت کا کچھ ایسا دور ہے۔ کہ اول تو ذکر
سے ہی دور۔ اور اگر کبھی اس طرف آئے بھی۔ تو بڑی بے رخی
سے۔ دیکھ لیجئے۔ اکثر حضرات ایسے بھی ہیں۔ جو نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر
نماز صحیح یاد نہیں ہے۔ جس طرح غلط سلط آتی ہے۔ پڑھ کر سمجھ لیتے
ہیں۔ کہ فرض ادا ہو گیا۔ حالانکہ نماز کے مسائل کا جاننا ضروری ہے
تاکہ نماز صحیح ادا ہو۔ اور اس کی فکر کرنی چاہیے۔

لطیفہ

کہتے ہیں - ایک صاحب نماز کے بعد کہہ رہے تھے -

" اوں ہوں سبحان اللہ " اوں ہوں سبحان اللہ " کسی

نے پوچھ لیا۔ حضرت یہ کیا ؟ " اوں ہوں سبحان اللہ " تو بولے

مجھے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا تھا۔ مگر غلطی سے ۳۵ مرتبہ

پڑھ گیا ہوں۔ اب دو بار کی نفی کر رہا ہوں۔

دیکھا آپ نے ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہیں پتہ ہی نہیں کہ ذکر حق

کے کیا طریقے اور کیا قواعد ہیں۔ بجا پڑوا یہ عقلمند اچھی نہیں۔ ذکر

حق کرو۔ اور ذاکرین حق کی غلامی اختیار کر کے صحیح معنوں میں ذاکر

حق بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے ذکر کی توفیق بخشے۔

آمین

وَ اٰخِرُ كَلِمَاتِنَا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بہارِ اخطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ مُسَبِّبِ الْاَسْبَابِ - وَمُقْتَرِنِ

الْاَبْوَابِ خَالِقِ الْاِنْسَانِ مِنَ التُّرَابِ -

وَمُشْرِفِهِ عَلٰی كَثِيْرٍ مِنْ اَوْلِي الْاَلْبَابِ -

اَحْمَدُ اَلْحَمْدُ اَمَّنُوْا اِلَیَّ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلَیْنَا

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْوَهَّابُ - وَاشْكُرُوا شُكْرًا مُنْتَالِيًا
 وَهُوَ الْكَرِيمُ التَّوَّابُ - اَشْهَدُ اَنْهُ لَا اِلَهَ
 اِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا مُعِينَ لَهُ
 وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ - وَاشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ شَيْخِ الْعَصَاةِ
 نَبِيَّهِ الْحَسَابِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى
 اٰلِهِ وَصَحْبِهِ خَيْرِ اٰلٍ وَاَصْحَابٍ -

اَمَّا بَعْدُ

اِيَّهَا الْخَلَائِفُ وَالْاَحْبَابُ - اِعْتَمِدُوا اَرْبَعًا
 قَبْلَ اَرْبَعِ الصِّحَّةِ قَبْلَ الْمَرَضِ وَالْفَرَاغَ
 قَبْلَ الشُّغْلِ وَالْحَيَاةَ قَبْلَ الْمَوْتِ وَ
 قَبْلَ الْمَشِيْبِ الشَّبَابَ - وَاعْتَمِدُوا هَذِهِ
 الْاَشْهُرَ الْمُنَشَّرَةَ - وَالْاَيَّامَ الْمُنْتَبِرَةَ -
 وَلَا تَطْلُبُوْا فِيْهِمْ اَنْفُسَكُمْ اَلْتَفِيْسَةَ
 بِاَرْتِكَابِ الْمَعَاصِيْ وَاَعْمَالِ الْعِقَابِ -

وَاشْكُرُوا لِلَّهِ عَلَىٰ مَنِّهِ وَأَلْطَافِهِ حَيْثُ
 أَبَقَاكُمْ إِلَىٰ هَذِهِ الْأَرْضِ الْأَمِينَةِ وَأَمْهَلَكُمْ
 فِي هَذِهِ الدَّارِ ذَاتِ الْهَلَاكِ وَالْفِتَنِ
 وَالشَّيْبِ - وَاعْتَبِرُوا بِمَنْ مَضَىٰ مِنَ الْأَبَاءِ
 وَالْأَخْدَادِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَحْقَادِ وَالْأَقْرَابِ
 وَالْأَصْحَابِ - كَمْ مِنْ غَافِلٍ كَانَ مَعَكُمْ
 فِي مِثْلِ هَذِهِ الْأَوْقَاتِ - كَمْ مِنْ مُتَنَعِمٍ
 كَانَ يَتَنَعَّمُ مَعَكُمْ فِي اللَّذَائِتِ - فَسَرَّعَ
 بِهِمْ هَارِمَ اللَّذَائِتِ - وَمَقَرَّقَ الْجُمَاعَاتِ
 فَفَرَّقَ شِبَاكُمْ وَمَزَّقَ جَمْعَكُمْ وَأَسْكَنَهُمْ
 دَارَ النَّزَابِ - تَفَرَّقَتْ أَوْصَالُهُمْ وَتَقَطَّعَتْ
 أَعْضَاؤُهُمْ وَتَفَرَّقَتْ شُعُورُهُمْ وَتَعَفَّنَتْ
 بَطُونُهُمْ وَسَالَتِ الدَّمُوعُ مِنْ عُيُونِهِمْ
 وَأَكَلَتِ الْيَدَايَانُ خُدُودَهُمْ وَذَهَبَ
 مَا كَانُوا يَغْتَرُونَ بِهِ مِنْ حُسْنِ الشَّيْبِ

وَنَادَاهُمْ مِّنَ مِّنْ زُوَارِ الْقُبُورِ أَيُّهَا الْمَقِيمُونَ
 يَا لِيَّارِ الْخَرِيَةِ وَالْمُعْتَكِفُونَ بِبُيُوتِ الْغُرَةِ
 كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ وَمَا مَضَىٰ عَلَيْكُمْ أَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا
 أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَتْ نِسَاءُكُمْ وَهَدِيَّتُ دِيَارِكُمْ
 وَقَسِمْتُمْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَ الْأَعْزَةِ وَالْأَحْبَابِ
 فَأَخْبِرُونَا أَيُّهَا الصَّامِتُونَ عَنِ أَخْبَارِ مَا عِنْدَنَا
 مَاذَا مَضَىٰ عَلَيْكُمْ فِي هَذِهِ الشَّجَابِ فَأَجَابُوا
 مِنْ دَاخِلِ الْقُبُورِ يَا حَسْرَتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَطْنَا
 وَوَاوِيَاةَ عَلَىٰ مَا كَسَبْنَا وَوَأَسْفَىٰ عَلَىٰ مَا
 اجْتَرَحْنَا وَوَأَمُصِيبَتَنَا عَلَىٰ مَا اقْتَرَفْنَا
 لَيْتَنَّا نَعُودُ إِلَىٰ دَارِ الدُّنْيَا فَنَعْمَلْ غَيْرَ مَا
 كُنَّا عَمَلًا فَنَقُومَ بِالثَّوَابِ - أَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا
 أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا حَاضِرًا وَنَحْسَرْنَا
 عَلَىٰ مَا فَاتَ مِنَّا نَائِيًا وَبَكِينًا عَلَىٰ الْغَفْلَةِ
 فِي الشَّيْبِ وَالشَّيْبِ - أَحَاطَتْنَا الظُّلْمَةُ

وَأَهْلَكُنَا الضُّغْطَةَ وَأَكَلْنَا التُّرَابَ -
 فَإِنْ رَأَيْتُمُونَا فَرَسًا تَمَرَعْنَا كَمَا تَفِرُّونَ
 عَنِ الْأُسُودِ وَالْكِلاِبِ - أَيُّهَا السَّائِلُونَ
 عَنْ أَحْوَالِنَا وَالْمُتَجَسِّسُونَ عَنْ أَخْبَارِنَا
 نُنْصِرُكُمْ وَالَّذِينَ النَّصِيحَةُ - أَنْ لَا
 تَهْلِكُوا أَعْبَارَكُمْ الشَّرِيفَةَ - وَلَا تُضَيِّعُوا
 أَنْفُسَكُمْ اللَّطِيفَةَ - فِي كَسْبِ الْبَعَائِدِ
 وَسَيِّئَاتِ الْأَرْكَابِ - فَلَيْسَ الْخَيْرُ كَالْمُعَايِنَةِ
 وَعِنْدَ الْمُعَايِنَةِ لَا تَنْفَعُ حُجَّةٌ وَلَا كِتَابٌ
 نِيًّا أَوْ لِ الْأَلْبَابِ - تَوَرُّوا قُبُورَكُمْ
 بِمِثْلِ أَوَمَةِ الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ - وَبِالصَّلَاةِ
 بِاللَّيْلِ وَالنَّاسِ نِيَامٌ - وَبِكَثْرَةِ الذِّكْرِ
 وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى
 مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ تُرْحَمُ الصِّغَارُ وَ
 الْكِبَارُ وَيُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْحِسَابُ جَعَلْنَا

اللَّهُ أَيُّكُمْ مَنَّ تَابَ وَأَنَابَ - وَ
 أَدْخَلَنَا وَإِيَّاكُمْ فِي الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
 الْعَظِيمِ - وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأَيِّتِ
 وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ
 مَلِكٌ كَرِيمٌ بَرُّ رَوْفٌ سَرَّحِيمٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پیر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھئے

قُرْبُكَ حَقٌّ جَمْعُهَا قُرْبٌ وَتَقَرُّبٌ
قُرْبُكَ حَقٌّ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَحَمْدًا وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَتَوَكَّلْتُ بِهِ وَتَوَكَّلْ
 عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا
 مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا مُجِدِّي
 لَهُ. وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ
 مُؤَلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْحَرَبِ بَيْتِ الْقُدْسِ

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى
 أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَ
 بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَّ الَّتِي يَبْطِشُ
 بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا لَنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ

مشكاة شريف مشتمل

میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ تو میں اس سے محبت فرماتے لگتا ہوں۔ اور جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے۔ اور وہ میرا بندہ اگر مجھ سے کچھ مانگے۔ تو اُسے ضرور عطا فرماتا ہوں۔

حضرات! آج میں نے آپ کے سامنے ایک حدیث قدسی پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لئے نوافل ادا کرتا ہے۔ اور نوافل کی کثرت سے وہ میرا قرب پا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو پھر میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھ، اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں۔ وہ اگر سنتا ہے۔ تو مجھ سے۔ دیکھتا ہے۔ تو مجھ سے۔ پکڑتا ہے۔ تو مجھ سے، اور چلتا ہے۔ تو مجھ سے۔ اور پھر وہ میرا اتنا مقرب بن جاتا ہے۔ کہ مجھ سے اگر وہ کچھ طلب کرتا ہے۔ تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں۔ اُسے خالی ہرگز نہیں لوٹاتا۔

بھائیو! اس حدیث قدسی سے قرب حق حاصل کرنے کا طریق

مقربین حق کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھیے

ولی

”ولی“ کا معنی بھی ”قرب“ ہے۔ اور ”ولی اللہ“ کا

معنی ہے۔ وہ جسے اللہ کا قرب حاصل ہو۔ اور اس حدیث قدسی میں

قرب حاصل کرنے کا طریق کثرتِ نوافل بتایا گیا ہے۔ یعنی جو شخص محنت کرے، اور کثرت سے نوافل ادا کرے۔ تو اس کثرتِ نوافل کی برکت سے اسے قربِ حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اللہ کا ولی بن جاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ جس گروہ میں نوافل کا پڑھنا "بدعت" قرار دیا جاتا ہے۔ اس گروہ میں ولی بھی کوئی نظر نہیں آتا۔ (الکفر لیلہ) کہ جتنے ولی گزسے، یا ہیں، وہ سب اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے سوا آپ کو کہیں اور "اولیاء اللہ" نظر نہ آئیں گے۔ اور نظر آئیں بھی کیسے؟ جبکہ کثرتِ نوافل اور ورد و وظائف اہل سنت و جماعت کے سوا اور کہیں ہیں ہی نہیں۔

نفل

حضرات! حدیث پاک میں قربِ حق پانے کے لئے ذریعہ نوافل کو بتایا گیا ہے۔ یعنی جو اس قرب کو پانا چاہے

وہ نفل پڑھے۔ گویا اللہ کا ولی اور مقربِ حق صرف فرضوں سے نہیں بن سکتا۔ بلکہ یہ درجہ نفلوں سے ملتا ہے۔ پہلے نفل کا معنی سمجھ لیجئے۔ نفل کا معنی ہے زیادتی۔ یعنی جو چیز بندے پر واجب نہ ہو۔ بلکہ ایک زائد چیز ہو۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ محبت کا حصول و دوام اسی نفل یعنی زائد چیز سے ہوتا ہے۔ نہ کہ امر غیر زائد سے دیکھئے بیاہ شادیوں میں نیوتا پنجابی زبان میں جسے نیونڈرا کہا جاتا ہے (ڈالا جاتا ہے۔ تو اس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ پہلے اصل رقم جسے پنجابی زبان میں "گھردا گھر" کہتے ہیں۔ دی جاتی ہے۔ اور پھر کچھ زائد رقم دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ "زیادہ" (بزربان پنجابی وادھا) ہے۔ یعنی نفل ہے۔ تو دیکھ لیجئے۔ بیاہ شادیوں میں یہ لین دین کا سلسلہ جو محبت و الفت کا سلسلہ ہے۔ اصل رقم (گھردا گھر) سے ہی قائم نہیں رہتا ہے۔ بلکہ "زیادہ" (وادھا) سے قائم رہتا ہے۔ "یسی وجہ ہے کہ اگر کوئی

شخص اصل رقم ہی دے کر کہے۔ کہ لو میںاں تہاری اصل رقم دگھروا گھرو اور "زیادہ" میں نہیں دوں گا۔ تو لینے والا کہتا ہے۔ اگر تمہیں اصل رقم ہی دینا ہے۔ اور "زیادہ" کچھ نہیں۔ تو ہمارا تہارا یہ سلسلہ لین دین آج سے ختم ہوا۔ اور اگر یہ سلسلہ محبت قائم رکھنا ہے۔ تو کچھ "زیادہ" بھی دے۔

کچھ اسبطرح میرے بزرگو فراتض و نوافل کی بابت بھی ہے۔ کہ فرض تو اصل رقم سمجھئے۔ یہ تو بہر حال ادا کرنا ہی ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ سے اس سلسلہ محبت کو بڑھانا ہے۔ تو فرض کے علاوہ نفل دوا دھا بھی ادا کرو۔ اور اگر صرف فرض ہی ادا کر لئے۔ تو بیشک فرض کی ادائیگی تو ہو گئی۔ مگر حساب ختم ہو گیا۔ اب آگے اگر بڑھنا ہے۔ تو نفل بھی پڑھو۔

اور ٹائم | میرے بھائیو! اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ جو کچھ ہے اس میں نفل ہی ہیں۔ فرض کچھ بھی نہیں۔ تو یہ تو یہ! یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ نفل کا مرتبہ فرض کے بعد ہے۔ فرض پہلے ادا ہو لیں گے۔ پھر نفلوں کی باری آئے گی۔ اصل رقم پہلے ادا ہوگی۔ اور "زیادہ" بعد میں۔ نیوٹا ریوٹڈا دیتے ہوئے کبھی یوں نہیں ہوا۔ کہ لو کبھی یہ زیادہ دوا دھا لے لو۔ اور اصل رقم دگھروا گھرو میں نہیں دوں گا۔ اس طرح تو ہر شخص کہے گا۔ جناب پہلے اصل رقم دگھروا گھرو دو۔ پھر "زیادہ" دوا دھا دینا۔ اسبطرح پہلے فرضوں کی ادائیگی بہر حال ضروری ہے۔ پہلے فرض ادا ہو لیں۔ پھر نفلوں کی باری ہے۔ کارخانوں میں مزدوروں کا ایک اصل ٹائم ہوتا ہے۔ اور ایک اور ٹائم۔ اور ٹائم کا مرتبہ اصل ٹائم سے بعد ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے یہ یہی سنا۔ کہ کوئی مزدور کارخانے میں جا کر کہے۔ کہ اصل

ٹائم کے لئے تو میرے پاس وقت نہیں۔ میں اور ٹائم لگوا لو۔ سب کہیں گے۔ بیوقوف اور ٹائم ان کے لئے ہے۔ جو اصل ٹائم لگا چکے ہوں۔ اگر اصل ہی نہیں۔ تو نفل بھی نہیں۔

اس تقریر سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ فرض بچہ اہم ہیں۔ اور نفلوں کا مرتبہ دوسرا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی۔ کہ قربِ حق پانے کے لئے کثرتِ نوافل کی ضرورت ہے۔

غفلت میرے بھائیو! اب مجھے اس بات پر افسوس کا اظہار کرنا ہے۔ کہ آجکل نوافل تو رہے ایک طرف۔ فرائض ہی

سے بچد غفلت برتی جا رہی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا۔ کہ اللہ کے نیک بندے فرائض کے علاوہ نوافل بھی کثرت سے ادا کیا کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج کل فرائض بھی چھوٹے جا رہے ہیں۔ پہلے زمانہ کے مسلمان میدانِ جہاد میں بھی فرائض و نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی یہ شان تھی۔ کہ دُھَبَاتٌ بِاللَّيْلِ وَ قُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ۔ یعنی دن کو گھوڑوں کی پیٹھوں پر سوار نظر آتے۔ اور رات کو مصلوں پر سر بسجود نظر آتے۔ اور اب تو دن کو کرکٹ میچ میں، اور رات کو کلب اور تھیٹر میں نظر آتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

اندر باہر حضرات! آج کل اگر نماز روزہ اور ذکرِ حق وغیرہ کا بیان کیا جائے۔ تو بعض لوگ یوں کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ

چھوڑو جی! ان ظاہری اعمال و حرکات کو۔ ہمارے اندر سب کچھ ہے۔ بھائیو! اگر آپ کے اندر سب کچھ ہے۔ تو باہر بھی سب کچھ نظر آنا چاہیے۔ اسلام صرف اندر ہی کے لئے نہیں۔ باہر کے لئے بھی ہے۔ خدا کا تو ارشاد ہے۔ کہ ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً۔ یعنی اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ تمہارے اندر بھی اسلام ہو۔ اور باہر بھی۔ اور

معاف کیجئے۔ کہیں وہ بات نہ ہو۔ جو ایک میراثی کے متعلق مشہور ہے
لطیفاً کہ وہ میراثی کسی کے پاس ایک لفافہ لے کر آیا۔ اور کہا
 کہ یہ آپ کے فلاں عزیز نے بھیجا ہے۔ دراصل

اسے بھوک لگ رہی تھی۔ اور اس نے یہ ایک بہانہ بنایا تھا۔ لفافہ
 اس نے دیا۔ تو وہ اوپر سے بالکل سادہ تھا۔ صاحب خانہ نے پوچھا۔ کہ
 یہ تو اوپر سے بالکل سادہ ہے۔ میرا نام و پتہ تو اس پر لکھا نہیں۔ وہ
 کہنے لگا۔ حضور افہوں نے نہایت جلدی میں یہ خط دیا ہے۔ لکھنے کی
 مہلت نہیں ملی۔ صاحب خانہ نے سوچا۔ چلو اوپر نہیں۔ تو اندر تو کچھ
 لکھا ہوگا۔ چنانچہ اس نے لفافہ کھولا۔ تو اندر بھی کچھ نہ تھا۔ ایک سادہ
 ہی کاغذ نکلا۔ پوچھا۔ بھئی! اندر بھی سادہ ہی کاغذ نکلا۔ یہ کیا
 بات؟ میراثی نے کہا۔ جناب میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ وہ بہت جلدی
 میں تھے۔ نہ اوپر کچھ لکھ سکے۔ نہ اندر ہی کچھ لکھ سکے۔ تو بھیا ہو!
 جس لفافہ کے اندر کچھ لکھا ہو۔ تو باہر بھی تو کچھ لکھا ہی جاتا ہے۔
 کہیں ایسا تو نہیں۔ کہ جلدی میں مسلمان بن گئے۔ نہ باہر کچھ اور نہ
 اندر ہی کچھ۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا ہو۔ آپ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کی یہ
 شان ہے۔ کہ وہ اپنے خالق حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں
 اور اس کا قرب فرائن و نوافل کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ
 ان طریقوں کو دیکھتا ہے۔ جو خدا اور رسول نے بتائے۔ یورپ کی طرف
 وہ نہیں دیکھتا۔ یورپ کے طریقے قرب حق کے نہیں۔ بعد حق کے ہیں۔
 مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ایک شخص
حکایت مثنوی ایک عورت کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ عورت نے

پوچھا۔ تو میرے پیچھے کیوں آ رہا ہے۔ وہ بولا! میں تیرا عاشق ہوں۔
 عورت بولی! میرے پیچھے پیچھے میری بہن آ رہی ہے۔ وہ مجھ سے

زیادہ خوبصورت ہے۔ اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو اس عورت نے اُسے ایک تھپڑ مارا۔ اور سہ

گفت اے ابہ اگر تو عاشقی

درمیانِ دعویٰ خود صادقی

پس چرا بر غیر افگندی نظر

ایں بود دعویٰ عشق اے بے خبر

کہا اے بیوقوف! اگر تو سچا عاشق تھا۔ تو میری طرف سے ہٹ کر غیر کو دیکھنے کی تو نے کیوں کوشش کی؟ جا تو جھوٹا عاشق ہے۔ بھائیو! اسبطرح تم نے اگر کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اور تمہارا دعویٰ ہے کہ تم مسلمان ہو۔ تو اب تمہاری نظریں بھی اسلام ہی کی طرف ہیں اگر یورپ کی طرف دیکھو گے۔ تو تم جھوٹے قرار پاؤ گے۔ سچے مسلمان غیر اسلامی تہذیب کو کبھی نہیں اپناتے۔ پس اللہ کا قرب پانا ہے اور اس کا محبوب بننا ہے۔ تو نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ نفل پڑھو اور دیگر فرائض کو بھی ادا کرو۔ اور صدقات و خیراتِ نافلہ پر عامل رہو۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَحَرَّرْتُ فِي إِدْرَائِكَ عَجَائِبِ

قُدْرَتِهِ الْاَفْهَامُ وَعَجَزَتُ عَنِ الْوُصُولِ إِلَى
 حَقَائِقِ سَطَوِيَّتِهِ الْعُقُولُ وَالْاَوْهَامِ اَشْهَدُ
 اَنْهُ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
 شَهَادَةٌ دَائِمَةٌ بِدَاوَامِ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ وَ
 اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ شَفِيعُ الْعَصَاةِ يَوْمَ الْقِيَامِ صَلَّى
 اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ
 تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ وَّاسْلَامٍ
 اَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْحَاضِرِينَ تَنَبَّهُوْا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ
 وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ الْغَافِلِيْنَ النَّيَامُ فَاِنَّ لَكُمْ
 نَوْمًا طَوِيْلًا بَعْدَ الْمَوْتِ مَعَ الْحَسْرَةِ وَ
 الْاَلَامِ وَاعْتَمُوْا هَذَا الشَّهْرَ الَّذِي
 اَظْلَقَ عَلَيْكُمْ وَاجْتَهِدُوْا فِيْهِ بِالصِّيَامِ
 وَالْقِيَامِ. فَاِنَّ شَهْرَ رَجَبٍ شَهْرُ سُرْعِ

الْحُبُوبِ وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرُ إِثْمَامِهَا وَ
 إِكْمَالِهِ وَشَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ الْاِسْتِحْصَادِ
 وَالصَّوْمِ فَهِنَّ زَمَعٌ فِي رَجَبٍ حُبُوبِ الْخَيْرَاتِ
 وَسَقَاهُ فِي شَعْبَانَ بِأَمْطَارِ الْحَسَنَاتِ فَاذْفَى
 رَمَضَانَ بِالذَّنَاتِ الْبَاقِيَةِ عَلَى الدَّوَامِ وَمَنْ
 عَمِلَ فِي رَجَبٍ عَنْ زُرْعِهِ أَوْ زَرَعَ فِيهِ وَلَمْ
 يُسْقِهِ فِي شَعْبَانَ نَقَصَ نَصِيبَهُ فِي رَمَضَانَ
 وَوَقَعَ فِي الظَّلَامِ فَاللَّهُ اللَّهُ عِبَادَ اللَّهِ اتَّقُوا
 اللَّهَ وَتَجَنَّبُوا مِنَ الشُّبُهَاتِ وَوَاضِحَاتِ
 الْحَرَامِ وَلَا تُضَيِّعُوا أَنْفُسَكُمْ اللَّطِيفَةَ
 وَلَا تَنْتَسُوا أَرْوَاحَكُمْ النَّفِيسَةَ بِرُتَابِ
 الْقُبَايِحِ الْجِسَامِ وَتَذَاكُرِ الْيَوْمِ بِجَهَنَّمَ الْأُولُونَ
 وَالْآخِرُونَ وَيُحْضِرُ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ وَيَجَاسِدُ
 عَلَى كُلِّ قَوْلٍ وَفِعْلٍ وَيَبْتَاقُونَ عَلَى كُلِّ
 طَوْلٍ وَحَوْلٍ وَتُعْرَضُ عَلَيْهِمْ عَمَلَاتُ

أَعْمَالِهِمْ مَكَاتِيبُ الْمَلَائِكَةِ الْكَرَامِ. فَإِذَا
 وَقَعَ نَظَرُهُمْ عَلَيْهَا وَقَعُوا فِي حَسْرَةٍ لَا دَافِعَ لَهَا
 وَقَالُوا مَا هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا
 كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَنَدِبُوا عَلَى مَا كَسَبُوا فِي
 اللَّيَالِي وَالْأَعْوَامِ. وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا
 إِلَّا أَن يُرْحَمَهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ الْحَلِيمُ الْعَلِيمُ.
 فَطُوبَى لِمَنْ بُشِّرَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ نَبِيلًا لِسَعَادَةٍ
 وَنَادَى مُنَادٍ إِنَّ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ سَعِدَ سَعَادَةً
 لَا يَشْقَى بَعْدَهَا أَبَدًا. وَوَأَحْسَرْنَا لَهُ لِمَنْ
 خَدَّلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَنَادَى مُنَادٍ إِنَّ فُلَانِ
 ابْنَ فُلَانٍ شَقِيَ شَقَاوَةً لَا يَسْعُدُ بَعْدَهَا أَبَدًا
 وَأَحَاطَتْهُ غَبْرَةٌ وَقَتْرَةٌ وَالظَّلَامُ. إِنْوَانِي
 تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ
 جَمِيعًا بَلُطَمِ الْأَعْتَصِمِ عَسَى أَنْ يَرْحَمَكُمْ
 رَبُّكُمْ وَيُعِيضَ عَلَيْكُمْ مَطَرَ السَّلَامِ. جَعَلْنَا

اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ مِمَّنْ تَابَ مِنَ الْإِثْمِ وَانْتَبَلَ
 وَأَمْرَ الْمَلِكِ الْعَلَامِ وَأَخْلَنَّا اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ
 فِي الْجَنَّةِ دَارِ السَّلَامِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالسِّكْرِ
 الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ
 بَرُّ شَافِعٌ وَكَافٍ حَكِيمٌ

تھوری دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

دوں سے پڑھیے

ایضاً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا إِلَى سَبِيلِ الْهُدَايَةِ وَالْعِرْفَانِ -
نَحْمَدُكَ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى عَلَيْنَا أَنْ أَظَلَّ عَلَيْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ -
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ الَّذِي هُوَ سَيِّدُ الْإِنْسِ
وَالجَانِّ - وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ إِلَى يَوْمِ الْمِيْزَانِ -

امام بعد

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
(پہلے)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔ جیسے کہ
انگلوں پر فرض ہوئے تھے۔ کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

حضرات! یہ رمضان شریف کا مہینہ ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔
کہ روزہ کے متعلق آپ کو وعظ سناؤں۔ بھائیو! یہ مہینہ مبارک بڑا
مقدس اور فضیلت رکھنے والا مہینہ ہے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد

چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ شعبان شریف کے آخری

روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب فرما کر فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک ایسا مہینہ آ رہا ہے جو بڑا مبارک ہے اور جو صبر و محبت کا مہینہ ہے اور جس میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے اور پھر اس مہینہ کے دیگر فضائل بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔

شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ لِقَاءُ

مِنَ النَّارِ۔ دمشق شریف ص ۱۶۶) یعنی ماہ رمضان ایک

ایسا مہینہ ہے جس کا اول (عشرہ) رحمت ہے اور وسط (عشرہ)

بخشش ہے اور آخری (عشرہ) دوزخ سے آزادی ہے۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے ماہ رمضان کی کہ رحمت و مغفرت اور نجات

کا مجموعہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک کی ان سعادتوں سے بہرہ ور ہو کر نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

حضرات! خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں جو میں نے آپ کے

سامنے پڑھی فرمایا ہے کہ یہ روزے جو تم پر فرض کئے گئے ہیں تم سے جو امتیں پہلے گزر چکی ہیں ان پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ یہ

اس لئے فرمایا کہ روزہ رکھنا بظاہر ایک نہایت سخت عبادت معلوم

ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تسلی و تشفی کے لئے ارشاد

فرمایا کہ یہ عبادت ایک تمہارے ہی لئے خاص نہیں کی گئی بلکہ کوئی

امت اس عبادت سے آزاد نہ تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام

پر ہر ماہ کی تیرھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض

تھے۔ جن کو ایام بیض کہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر

عاشورے کے دن کا روزہ اور ہر ہفتہ میں تینپہر کا روزہ اور ان

کے علاوہ سال میں اور روزے بھی فرض تھے۔
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر بھی ماہِ رمضان کے روزے
 فرض تھے۔ الغرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ایمان والو! یہ روزہ
 کی تکلیف کچھ نئے طور پر تمہارے ہی لئے تجویز نہیں کی گئی۔ بلکہ
 آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر لوگوں پر ہوتی آتی ہے۔ تو یہ
 کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اور انبیاء کی امتیں تو اس نعمتِ عظمیٰ سے
 بہرہ مند ہوں۔ اور تم ہمارے سب سے زیادہ پیارے پیغمبر علیہ السلام
 کی امت ہو کر اس نعمت سے محروم رہو۔ اس لئے روزے تم پر بھی
 فرض کئے گئے ہیں۔

میرے بزرگو! دوستو! اور عزیزو! روزہ کی حکمت اور
 پرہیزگاری | اس کا جو عظیم فائدہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے لَعَلَّكُمْ

تَتَّقُونَ میں ظاہر فرما دیا ہے۔ "تا کہ تمہیں پرہیزگاری ملے" یعنی روزہ
 پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔ بھائیو! ظاہر ہے۔ کہ ہر شخص میں قوتِ
 بہیمیت بھی موجود ہے۔ اور نفسِ امارہ اسی قوت کے ساتھ بڑی بڑی
 شرارتوں پر آمادہ رہتا ہے۔ اور روزہ اس قوت کو زائل کرنے کے لئے
 ایک بہترین ہتھیار ہے۔ اس لئے کہ جب پیٹ سیر ہو جائے۔ تو سارے
 اعضاء بھوکے رہتے ہیں۔ دیکھ لیجئے پیٹ پُر ہو جانے کے بعد پاؤں
 کسی غیر شرعی مجلس کی طرف جانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ غیر شرعی
 چیزوں کو گرفت میں لانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں چاہتی
 ہیں۔ کہ کوئی نظارہ سامنے آئے۔ اور کان چاہتے ہیں۔ کوئی گانا وا
 سنا جائے۔ اسبطرح جملہ اعضاء گویا بھوکوں کی طرح اپنے اپنے کام
 کی خواہش کرنے لگتے ہیں۔ مگر جب پیٹ بھوکا ہو۔ تو سارے اعضاء
 سیر نظر آتے ہیں۔ یعنی سب کے سب سست اور ہلنے جلنے سے

معذور نظر آنے لگتے ہیں۔ بھوک کی حالت میں نہ آنکھ کو کسی چیز کے دیکھنے کی رغبت ہوتی ہے۔ نہ کان کو کچھ سننے کی۔ نہ زبان کو بولنے کی۔ اور نہ لاکھ پاؤں کو چلنے کی ہمت ہوتی ہے۔ گویا سب اعضا فضولیات سے باز رہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف ایک روزہ نے سب اعضا کو اپنی اپنی جگہ روک دیا ہے۔ لہذا یہ روزہ تقویٰ کے حصول کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس میں نفس کو کمزور کرنا اور شہوات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانو! اپنے اللہ کا لطف و کرم تو دیکھو۔ کہ اگر اس نے ایک طرف قوتِ بہیمیت کو شکست دینے کے لئے آپ پر روزے فرض کئے ہیں۔ تو دوسری طرف آپ کی امداد کے لئے چند اندرونی اعانتوں کا بھی سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ حدیث پاک کے مطابق رمضان شریف کا ہیبتناک شروع ہوتے ہی بڑے بڑے شیطان قید کر دئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

رمشکوٰۃ شریف ص ۱۶۱

بزرگو! دنیا کے تمام دانا یہ بات مانتے ہیں۔ کہ انسان کو بقائے شخصی کے لئے کھانا پینا اور بقائے خلقت انسانی کے لئے جماع کی سخت ضرورت ہے۔ مگر غور تو کیجئے۔ کہ روزہ میں انہیں باتوں سے اجتناب ضروری ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص اپنے نفس کو ایسی چیزوں سے روک سکے گا۔ جن کی اُسے شدید حاجت بھی ہے اور وہ اس کے واسطے جائز و حلال بھی ہیں۔ تو پھر وہ شخص نہایت ہی آسانی کے ساتھ ان چیزوں سے بھی بچ جائے گا۔ جو اس کے واسطے حرام و ناجائز ہیں۔ اور بھائیو! ان منہیات اور

غیر شرعی حرکات سے بچے رہنے ہی کا نام تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ اور اس تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول جس خوبی و آسانی کے ساتھ روزہ سے ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔

میرے بھائیو! یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لیجئے

تعجب کی بات

کہ روزہ دار جب کہ روزہ رکھ کر جائز و حلال چیزیں چھوڑ دیتا ہے۔ تو پھر جو ناجائز و حرام چیزیں ہیں۔ اگر ان سے وہ اجتناب نہ کرے۔ تو کتنی بڑی تعجب کی بات ہے۔ مثلاً روزہ رکھ کر کھانا تو نہیں کھاتا۔ مگر دوسرے بھائی کی غیبت کر کے مردار کا گوشت کھا لیتا ہے۔ حالانکہ کھانا کھانا تو اس کے لئے قبل از روزہ جائز تھا۔ اور غیبت تو کسی وقت بھی جائز نہ تھی۔ روزہ رکھ کر کھانا پینا تو چھوڑ دیا۔ مگر چھوٹ۔ لہو و لعب اور ذکا فساد بدستور جاری رکھا۔ حالانکہ کھانا پینا تو جائز بھی تھا۔ اور چھوٹ لہو و لعب اور ذکا و فساد تو کبھی بھی جائز نہ تھا۔ پھر کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ جائز چیزیں تو چھوڑ دیں۔ اور ناجائز چیزیں بدستور اپنائے رکھیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَنْ لَدَيْدَاعٍ قَوْلِ الرَّؤْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ بِرَبِّهِ
حَاجَةً فِي أَنْ يَدَاعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ (مشکوٰۃ شریف) ^{مطلبا}
جو شخص چھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے۔ تو
اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا
کھانا پینا چھوڑے رکھے۔

یعنی جو شخص روزہ رکھ کر چھوٹ بولنا اور چھوٹ کو اپنانا۔
اسی طرح کی دوسری ناجائز باتوں کو نہیں چھوڑتا۔ تو پھر اس

یہ کھانا پینا بھی کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ خدا کو اس کی کیا حاجت کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ جب وہ منہیات سے نہیں رکتا۔ تو مشروعات سے بھی کیوں رک رہا ہے۔ بھائیو سمجھے کچھ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا یہی ہے۔ کہ روزہ دار نے جہاں کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔ تو اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ جھوٹ وغیرہ کو بھی چھوڑے۔

حضرات! روزہ رکھ کر اپنے تمام اعضاء کو
اعضاء کے روزے غیر شرعی حرکات سے بچانا ضروری ہے۔۔

بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ کانوں کا روزہ یہ ہے۔ کہ کسی کا کلام بد اور گانے وانے نہ سنے۔ بلکہ قرآن و حدیث اور بزرگوں کا کلام سنے۔ زبان کا روزہ یہ ہے۔ کہ بیہودگی، یادہ گوئی اور گالی گلوچ سے محفوظ رہے۔ اور ذکر الہی میں، اور درود و سلام میں شامل رہے پاؤں کا روزہ یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی خلاف شرع حرکت سرزد نہ ہو۔ اور مسجد میں یا کسی مجلس وعظ میں جائے۔ سینما و کھینچر، اور غیر شرعی مجلسوں میں نہ جائے۔

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو بلکہ وہ غریبوں۔ یتیموں اور بے سہاروں کے لئے سہارا بنیں۔

غرض روزہ رکھ کر سراپا عجز و نیاز بن جائے۔ اور اگر کوئی شخص روزہ دار سے جھگڑا کرنے لگے۔ تو حضور

ایک اور ارشاد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ روزہ دار

اس کا جواب نہ دے۔ بلکہ کہہ دے۔ کہ بھائی میں روزہ سے ہوں۔ مگر میرے بھائیو! آجکل تو ایسا بھی دیکھتے ہیں آتا ہے۔ کہ اگر روزہ دار سے کوئی جھگڑنے لگے۔ تو روزہ دار صاحب جواب دیتے ہیں۔ کہ

خیر چاہتے ہو۔ تو چپ کر جاؤ۔ ورنہ یاد رکھنا روزہ تمہیں سے کھولوں گا۔
حضرات! بزرگانِ دین نے روزہ کی ایک حکمت یہ بھی لکھی

حکمت

ہے۔ کہ خدا کے بندے گناہوں سے آلودہ تھے۔ اور جنت جو مکاناتِ طیبہ میں سے ہے۔ وہ پاک اور صاف سفیرے لوگوں کے لئے ہے۔ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ کے مطابق اس میں صاف اور پاک لوگ ہی جا سکتے ہیں۔ دیکھئے آج مسجد میں اگر کوئی شخص نجاست آلود پیروں سے آگھسے۔ تو سب اُسے باہر نکال دیتے ہیں۔ تو جنت میں گناہوں کی نجاست سے آلود قدم کس طرح جا سکتے ہیں۔ پس ان لوگوں کی تطہیر لازم تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر ان کے گناہوں کو جلا کر انہیں پاک کرنا اس کی شان کے خلاف تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک و پیاس کی آگ میں ڈال کر اسے گناہوں سے پاک کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ جنت میں جانے کے لائق ہو جائیں۔

الغرض مہرے بھائیو! یہ روزہ پرہیزگاری پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اور نفس کی آلائشوں اور اس کی شرارتوں سے بچانے کے لئے ایک زبردست آلہ ہے۔

یہاں میں ایک روحانی نسخہ کا بھی ذکر کر دوں۔ جو

ایک مفید نسخہ

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو ایک مرد درویش نے بتایا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ ایک جگہ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ اور وہاں ایک شخص بیٹھا یہ آواز بلند کر رہا تھا۔ کہ

سارے درووں کی میں رکھتا ہوں دوا

ہے مری دکان یہ دار الشفاء

حضرت بایزید بھی وہاں ٹھہر گئے۔ اور اس طبیب سے کہنے لگے

سے

اے طبیبِ دردِ ہر خورد و کلاں

ہے کوئی دار و گناہ کا بھی یہاں

حضرت بایزید کے اس سوال سے وہ طبیب تو خاموش ہو گیا۔ مگر
ساتھ ہی کوئی صاحبِ حال مردِ درویش بیٹھا تھا۔ اس نے حضرت
بایزید سے کہا۔ کہ اے بایزید سے

میں گناہ کی تیرے رکھتا ہوں دوا

ایک نسخہ پاس ہے میرے لکھا

لیکن اس نسخے میں ہے سب تلخ چیز

پی نہیں سکنے کا تو اس کو عزیز

حضرت بایزید نے فرمایا۔ جناب! تلخ دوا تو زیادہ مفید ہوتی
ہے۔ آپ وہ نسخہ بتائیے۔ میں اسے ضرور استعمال کروں گا۔
چنانچہ وہ مردِ درویش بولا سے

غور سے سنا تو مردِ باعفا!

پہلے جا تو بیچ درویشی کا لا

ساتھ اس کے برگِ عبر اے یارِ کر

اور ہلبہِ حِلْم۔ کا تیار کر

تخم نے پھر اٹھتا کا بایزید!

اور تو وضع ڈال پھر اس میں مزید

کوٹ ان کو دستہ تو فینق سے

رکھ انہیں پھر دیکھے میں فکر کے

بعد ازاں اب محبت اس میں بھر

دے کے آتش شوق کی پھر تیز کر
 جوش جب آنے لگے تو چھان ڈال
 فضیلہ حرم و ہوا اس سے نکال
 ساغر امید میں پھر اس کو بھر
 شہد ذکر اللہ کا و غسل تو کر
 حلق میں پھر تو گناہ کے اس کو ڈال
 تا شفا دیوے خدائے ذوالجلال

جو کہ ہو بیماریاں بائزید
 اس کے حق میں ہے یہ نسخہ ہی مفید
 سبحان اللہ! کیا اچھا نسخہ ہے۔ اور میرے بھائیو! یہ نسخہ
 اس ماہ رمضان میں بڑی آسانی سے تیار ہو سکتا ہے۔
 حضرات! یہ ماہ مبارک ہمیں حضور
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم | صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ

میں ملا ہے۔ اور یہاں مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کو امت سے کچھ ایسا پیار ہے کہ بخدا ماں باپ کو بھی اپنی
 اولاد سے اتنا پیار نہیں ہوتا۔ دیکھئے روزہ نام ہے۔ صبح سے لے کر
 شام تک کھانے پینے وغیرہ سے رک جانے کا۔ ہمارے حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ میری امت پر یہ ایک مشقت کا
 کام فرض ہو گیا ہے۔ اور ہینہ بھر کے دنوں میں میرے غلاموں کو بھوکا
 پیاسا رہنا پڑے گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جوش میں
 آگئی۔ اور غلاموں سے ارشاد فرمایا۔

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَاتٌ - دمشق ۱۶۴

”سحری اٹھا کرو۔ کہ سحری اٹھنے میں برکت ہے“

گویا حکم دیا۔ کہ میرے غلامو! تم سحری اٹھ کر خوب کھا پی لیا کرو۔ تاکہ دن تمہارا آرام سے گزرے۔ سبحان اللہ! کتنا لطف و کرم اور کتنا پیار ہے۔ کہ اپنے غلاموں کی بھوک پیاس کے پیش نظر سحری کا اٹھنا سنت قرار دے دیا۔ تاکہ میرے غلام کچھ کھا پی لیا کریں۔ اور دن کو انہیں تکلیف نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت نے اسی لئے لکھا ہے۔ کہ

رب معطی ہے یہ ہیں قاسم!

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا!

پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں!

اُس کی بخشش ان کا مدد تہ

دیتا وہ ہے ولاتے یہ ہیں

بھائیو! سحری کا اٹھنا اور کھانا پینا سنت ہے۔ اور یہ سب کرم ہے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا۔ پس اس ماہ مبارک میں سحری کے وقت کھاؤ پیو۔ اور دن کو روزہ رکھو۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سحری کو بھی اٹھ کر کھا پی لو۔ اور دن کو بھی کھانا پینا جاری رہے۔ جیسے کہ

لطیفہ ایک شخص سحری اٹھ کر کھا پی لیتا تھا۔ اور روزہ بھی نہیں رکھتا تھا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا! یہ کیا ظلم ہے۔ کہ

روزہ بھی نہیں رکھتے۔ اور سحری بھی کھا لیتے ہو۔ تو بولا۔ اتنی جان! کیا

آپ چاہتی ہیں۔ کہ میں بالکل ہی کافر ہو جاؤں۔ اگر فرض ادا نہیں ہوتا

تو کم از کم سنت تو ادا کر لینے دیا کرو۔ بھائیو! ایسی حرکتوں سے باز

رہو۔ اور رمضان شریف کی قدر کرو۔ اب آئندہ جمعہ روزہ کی کچھ حکمتیں

بیان کروں گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا إِلَى سَبِيلِ الْهُدَايَةِ
وَالْعُرْفَانِ . وَجَعَلَنَا مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَ
الْإِيقَانِ . نَحْمَدُكَ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى عَلَيْكَ أَنْ
أَظْلَمَ عَلَيْنَا شَهْرًا عَظِيمًا وَنَشْكُرُكَ عَلَى أَنَّكَ
بَلَّغْنَا شَهْرًا جَسِيمًا يُدْعَى بِرَمَضَانَ . تَرْمِضُ
فِيهِ الذُّنُوبَ . وَتُكْشِفُ فِيهِ الْكُرُوبَ . وَبِاللَّهِ
فِيهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّيْرَانِ . أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةٌ بِالْقَلْبِ
وَاللِّسَانِ . وَنَشْهَدُ أَنَّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا
وَرَسُولَهُ شَهَادَةٌ تُدْخِلُنَا الْجَنَاتِ .

أَمَّا بَعْدُ

إِيهَا النَّاسُ هَذَا شَهْرٌ مُبَارَكٌ قَدْ آتَاكُمْ

مَنْ صَامَ فِيهِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
 مِنْ ذَنْبِهِ - وَمَنْ قَامَ فِيهِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا عُنُقَتْ
 رَقَبَتُهُ مِنَ النَّيْرَانِ - فَلَا تُضَيِّعُوا بِسَيِّئَاتِ
 الْأَعْمَالِ - وَلَا تَسْتَخْفُوا بِقَبَائِمِ الْأَفْعَالِ - وَ
 لَا تُصْرِفُوا أَيَّامَهُ الْفَاضِلَةَ - وَبِأَيِّهِ الْبَارَكَةُ
 فِي اللَّهْوِ وَالْعِصْيَانِ - وَأَمْسِكُوا ألسِنَتَكُمْ عَنِ
 الْكِذْبِ وَالْغَيْبَةِ - وَتَقُوا قُلُوبَكُمْ عَنِ الْحَسَدِ
 وَالْبَغْضَةِ - وَاتْرَكُوا الْبُهْتَانَ - وَلَا تَظُنُّوا
 أَنَّ الصَّوْمَ هُوَ الْأَمْسَاكُ عَنِ الْفُطْرَاتِ الثَّلَاثَةِ
 فَمَنْ أَمْسَكَ عَنْهَا نَالَ بِالدَّارِجَاتِ الْعُلَى فِي
 الْجَنَانِ - كَلَاهِي لَيْلِنُ صَامٍ عَنِ الشَّهَوَاتِ
 وَتَرَكَ اللَّذَائِتِ - وَسَلِمَ صَوْمُهُ مِنَ الْبُهَائِكَاتِ
 وَدَامَ لِسَانُهُ رَطْبًا بِبَيْدِ كُرِّ الْمَالِكِ الدَّيَّانِ
 وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ تَدَارَعُ عَلَيْكُمْ فِي هَذَا
 الشَّهْرِ صِيَامَهُ - وَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ قِيَامَهُ . فَصُومُوا نَهَارَهُ
 وَتُومُوا لَيْلَهُ . فَطُوبَىٰ لِمَنِ اجْتَهَدَ فِيهِ فِي
 الْعِبَادَةِ . وَاسْتَحَقَّ مَرَاتِبَ الزِّيَادَةِ وَالْإِحْسَانِ
 وَوَيْلٌ لِّمَنْ وَيْلٌ لِمَنِ أَدْرَكَهُ هَذَا الشَّهْرُ
 الْمُبَارَكُ فَأَمَّ يَصُومُ أَوْ صَامَ وَلَمْ يَقُمْ أَوْ قَامَ
 وَكَانَتْهُ لَمْ يَقُمْ فَكُمُ مِنْ صَائِمِينَ لَيْسَ مِنْ
 صُومِهِ إِلَّا الْعَطَشُ وَكُمُ مِنْ قَائِمِينَ لَيْسَ
 مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا الشَّهْرُ وَالطُّغْيَانُ . وَتَذَكَّرُوا
 يَوْمَ انشَقَّتْ فِيهِ السَّمَاءُ فَصَارَتْ وَرْدَةً
 كَاللِّيَّهَانِ . وَحُشِرَ كُلُّ مَنْ عَلَى الْأَرْضِ وَ
 الثَّقَلَاتِ . وَجَاءَ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهُ شَاهِدَانِ
 وَنُشِرَ دَفْنُ الْأَعْمَالِ وَالذِّيُورَانِ . وَغَضِبَ
 الرَّبُّ تَعَالَى غَضَبًا تَرَجُّفُ مِنْهُ الْفُؤَادُ وَ
 تَضَرَّبَ بِهِ إِلَّا كِبَادًا لَمْ يُغَضِبْ مِثْلَهُ فِي
 حَيَاتِهِ مِنَ الْأَعْيَانِ . وَحَاسَبَ عَلَى كُلِّ

صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً وَبَسَطَ بَيْنَ أَيِّدِكُمْ كِتَابَكُمْ
لَا يُعَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَنَاقَشَكُمْ
بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ. فَعِنْدَ ذَلِكَ يَخْرُجُ
الْعَاصِي وَيُنَادِي عَلَى الْعَاصِي وَيَتَحَسَّرُ
عَلَى مَا كُتِبَ مِنْ الضَّلَالِ وَالطُّغْيَانِ
فَكَرِهَ مِنْ شَيْبِ بِنَادِي وَاشْبَابَاءَهُ. وَكَرِهَ
مِنْ امْرَأَةٍ تُنَادِي وَافْضِيحَتَاهُ. وَكَرِهَ مِنْ
شَيْخٍ بِنَادِي وَامَشِيخَتَاهُ. وَكَرِهَ مِنْ قَائِلٍ
وَإِيلَاهُ عَلَى مَا فَرَطَتْ فِي طَائِفَةِ الْحَلِيدِ
الْمَثَانِ. اللَّهُ اللَّهُ عِبَادَ اللَّهِ اتَّقُوا اللَّهَ
تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَ
اتْرَكُوا اتِّبَاعَ الْهَوَى. فَمَنْ كَفَرَ وَاتْرَكَ حَيَاةَ
الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى. وَمَنْ تَمَادَى
مَقَامَ رَبِّهِ وَتَمَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ
الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ذَاتَ الْخَيْرَاتِ الْجِسَانِ

اللَّهُمَّ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى
 أَنْ أَظَلَلْتَ عَلَيْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ. وَقَوَّيْتَنَا
 عَلَى الصَّيَامِ وَالْقِيَامِ فَصَمْنَا نَهَارَهُ وَقُمْنَا لَيْلَهُ
 وَنَحْنُ عِبَادُكَ الْعَصَاةُ الْمُجْرِمُونَ إِنْ لَمْ
 تَرْحَمْنَا فَمَنْ يَرْحَمُنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا فَمَنْ
 يَغْفِرُ لَنَا فَأَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا
 مِنَ النَّيِّرَانِ. وَأَخْصِصْنَا بِمَزِيدِ فَضْلِكَ وَ
 لَطِيفِ نِعْمَتِكَ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مِنَ الرَّيَّانِ
 بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعْنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأُورِثَةِ وَالذِّكْرِ
 الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ

بِرَسُولِهِ مُحَمَّدٍ
 تَقْوِي دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھیے

ایضاً شیخ زین الدین نے فرمایا ہے کہ روزہ کی حکمتیں

روزہ کی حکمتیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ

الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

حضرات! آپ پچھلے جمعہ میں روزہ کے متعلق وعظ سن چکے۔ آج بھی یہی روزہ ہی کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ اور اس کی کچھ حکمتیں بیان کروں گا۔ بیٹھیو! خدا تعالیٰ نے روزے فرض فرما کر فرمایا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ روزہ کی بدولت تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ تقویٰ کا معنی خدا سے

ڈرنے اور پرہیزگار بننے کے ہیں۔ یعنی کبھی کسی حال میں بھی خدا کا خوف
دل سے دور نہ ہو۔ اور ہر گھڑی یہ خیال رہے کہ میں جو کچھ بھی کر رہا
ہوں۔ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ روزہ میں ریاکاری کا دخل نہیں۔ دیگر عبادتوں
تقویٰ میں مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ میں اس کا دخل ہو سکتا ہے

اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص نماز کسی کو دکھانے کے لئے پڑھے۔
زکوٰۃ کی ادائیگی کسی کو دکھانے کی غرض سے کرے۔ مگر روزہ تو ہر حال

اللہ ہی کے لئے ہوگا۔ روزہ دار اندر چھپ کر کھا پی سکتا ہے۔ مگر نہیں
کھانا پیتا۔ وہ تنہا کسی ایسے مقام پر ہو۔ جہاں اُسے کوئی نہ دیکھتا ہو۔ مگر

وہ جو وہاں بھی کھانا پیتا نہیں۔ آخر کس کے ڈر سے؟ مخلوق تو دیکھ نہیں
رہی۔ پھر یہ کھانے پینے سے کیوں رکھا ہوا ہے؟ یقیناً اللہ کے ڈر سے۔

اور یہی تقویٰ ہے۔ جو روزہ کی بدولت حاصل ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْرِيْ بِهٖ (حدیث قدسی) یعنی روزہ خاص میرے

لئے ہوتا ہے۔ اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

صابر رمضان میں جو مزہ ملتا ہے!

ہر نعمت دنیا سے سوا ملتا ہے!

صائم کو مبارک یہ نوید رحمت!

اللہ سے روزہ کا صلہ ملتا ہے!

الغرض روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ جو ایک بلند ترین مقام

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

یعنی تم میں سے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ وہ اللہ کے

نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہے۔

بھوک

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیمیا سے سعادت میں لکھا ہے کہ بدن میں معدہ گویا ایک حوض ہے۔ اور رگیں جو اس سے نکل کر ہفت اندام کو لگتی ہیں۔ وہ نہروں کی مثل ہیں۔ اور معدہ سب شہوتوں کا منبع ہے۔ جہاں یہ بھرا۔ تو نکاح کی شہوت سر اٹھاتی ہے۔ اور نکاح کے لئے مال کی ضرورت ہے۔ تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔ اور مال کا لالچ پھر سو طرح کے جیلے بہانوں کی طرف راغب کر دیتا ہے۔ اور جیلوں بہانوں سے خلق سے خصومت پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور پھر عداوت، کینہ، بغض اور ریا وغیرہ مذموم صفتیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ پس معدہ کو زیر دست کرنا اور اسے بھوکا رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اور یہ کام روزہ کر کے دکھانا ہے۔

یہ بات اطباء نے بھی تسلیم کی ہے۔ کہ بسیار خوری اور معدہ کی خرابی کے باعث زیادہ تر بیماریوں کا وجود ہے۔ بعض بیماریوں میں ڈاکٹر بھی نااق کر اتے ہیں۔ تو اس روزہ سے معدہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اور انسان کئی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مالک دو جہاں ہیں۔ اکثر روزہ رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان چالیس دنوں میں، جن میں حق تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔ کچھ نہیں کھایا۔

حضرت سہل تستری فرماتے ہیں۔ کہ بزرگوں اور عقلمندوں نے غور کیا۔ تو دین و دنیا میں بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا۔ اور آخرت کے بارے میں سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا۔ روزہ سے ان پاک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام باوجود اس کے کہ آپ مصر کے بادشاہ

تھے۔ مگر آپ نے بھوک کو اختیار فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ بھوکے کیوں رہتے ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ سیر ہوں گا۔ تو بھوکے فقیروں کو بھول جاؤں گا۔

بھائیو! اسی ایک بات سے اندازہ کر لو۔ آجکل کی روش کا۔ کہ اس نئے دور نے ہمیں صرف پیٹ بھرنے ہی سکھایا ہے۔ رات دن کے اکثر ٹائم کھانے پینے ہی کے لئے وقف ہیں۔ یہ ٹی ٹائم ہے۔ یہ لنچ ٹائم ہے۔ یہ فروٹ ٹائم اور یہ ڈنر ٹائم ہے۔ دیکھ لیجئے۔ کوئی بھی تو "نار ٹائم" نہیں۔ خوب لکھا ہے حاجی حق حق نے کہ

نارِ عصر کی فرصت نہیں ہے

کہ ہیں مہر و وہ ٹی پارٹی میں

پڑھیں وہ "قل، ھو اللہ احد" کیوں

کہ ان کا دل تو ہے وں تو بقری میں

میرے بزرگو! چونکہ ہم بغیر کھانے پینے کے رہ نہ سکتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر

سحری کا فلسفہ

میں ہم بھی تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کا اٹھنا۔ اور اس وقت کا کھانا پینا سنت قرار دے دیا۔ تاکہ میرے یہ غلام کھاپی بھی لیا کریں۔ اور کھاپی کر آسانی سے روزہ رکھ لیا کریں۔ جس طرح بچہ اگر کڑوی دوائی نہ کھائے۔ تو ماں کو نین کی ٹکیہ کو کسی میٹھی چیز میں رکھ کر بچے کو دیتی ہے۔ تاکہ بچہ میٹھے کے شوق میں اُسے کھالے۔ اور کڑوی گولی بھی ساتھ ہی نکل لے۔ مگر آجکل ہمارا حال تو کچھ اس چالاک بچے کا سا ہے۔ جس کو ماں نے کونین کی ٹکیہ سیب کے مربہ میں رکھ کر دی۔ اور اس سے کہا۔ لو بٹا یہ مربہ کھا لو۔ اُسے مربہ دے کر خود

لطیفہ

کسی کام کے لئے باہر گئی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پٹی۔ تو بچے

سے پوچھا۔ کیوں بیٹا! کھا دیا مرثیہ؟ وہ بولا۔ ہاں امی! مرثیہ کھا لیا۔ اور اس کے اندر جو گٹھلی تھی پھینک دی۔ ماں سٹپٹا کر رہ گئی اور بولی! کبخت اسی گٹھلی کے کھانے کے لئے تو تمہیں مرثیہ ملا تھا۔ مگر تم نے اسی کو پھینک دیا۔

کچھ اسی طرح ہمارے حضور علی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی اس حکمت کو سحری کے مرثیہ میں لپیٹ کر ہمیں دیا تھا۔ تاکہ ہم اسی بہانے روزہ رکھیں۔ مگر واہ سے آجکل کے روزہ خورو! تم نے مرثیہ تو کھا لیا اور گٹھلی پھینک دی۔

ہاں تو بھائیو! بھوک اور فاقہ کے بڑے فوائد ہیں۔ اور آپ دیکھیں گے۔ کہ بزرگوں نے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اسی کو پسند فرمایا اور بقدر ضرورت کھایا پیا۔ اور ان پاک لوگوں کا یہ عالم تھا۔ کہ دنیا **حرص و دنیا** کی انہیں حرص بالکل نہ تھی۔ اہل دنیا کا تو یہ عالم ہے۔ کہ جو کچھ ملے کھوڑا ہے۔ ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں کے ہوتے ہوئے بھی حرص باقی ہے۔

کوزہ چشمِ حریصاں پر نہ شد
تاعدت تافع نہ شد پر و در نہ شد
اور اللہ والوں کا یہ حال ہے۔ کہ

آفریں تجھ پہ ہمدست کوتاہ!
طالب جاہ ہوں نہ طالب مال
مال اتنا کہ اس سے ہو خورد و نوش
جاہ اتنی کہ میں نہ ہوں پامال!

ہاں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے اس لئے بھوک کو اختیار فرمایا ہے۔ تاکہ میں نیتروں کو بھول نہ جاؤں۔ تو بھائیو!

روزہ سے ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ بھوکوں، محتاجوں کی تکلیف و کلفت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

الغرض "لَحَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" میں سمجھی کچھ آ جاتا ہے۔ روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اور دل میں ہر وقت خدا کا خوف پیدا

ہوتا ہے۔ بھائیو! ہمارے روزہ سے اگر یہ چیز پیدا ہو جائے۔ تو سمجھو کہ روزہ واقعی روزہ تھا۔ اور روزہ ہمیں اس طرح رکھنا چاہیے کہ اس کا فائدہ حاصل ہو۔ اگر مقصد ہی حاصل نہ ہوا۔ تو پھر روزہ

فاقہ میں کوئی فرق نہیں۔ آجکل لوگ روزہ رکھتے تو ہیں

آجکل

مگر روزہ کے آداب کا لحاظ نہیں کرتے۔ روزہ منہ میں ہے۔ اور جھوٹ بولتے ہیں۔ گالیاں بکتے ہیں۔ اور بات بات میں لوگوں

سے جھگڑا مول لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک محاورہ ہو گیا ہے۔ کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے۔ یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ

رکھا ہے۔ اس لئے وہ لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ روزہ کا معنی تو یہ ہے۔ کہ روزہ رکھ کر نہ جھوٹ بولے۔ نہ غیبت کرے۔ نہ کسی کو گالی

دے۔ نہ جھوٹی قسمیں کھائے۔ نہ کسی سے لڑے جھگڑے۔ بلکہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے

اور کوئی شخص یوں نہ کہہ سکے۔ کہ ان صاحب کو غصہ اس لئے آ رہا ہے۔ کہ آج یہ روزہ رکھے ہیں۔

بھائیو! اس قسم کا روزہ رکھو۔ جس سے واقعی تقویٰ حاصل ہو۔

میرے بزرگوں۔ دوستو اور عزیزو! اب میں لیلۃ القدر

لیلۃ القدر

کے متعلق بھی کچھ بیان کر دوں۔ اس مہینہ مبارک کے آخری عشرہ میں یہ رات آنے والی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

یعنی یہ رات ہزار ہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اس شب میں شام سے صبح تک رب تعالیٰ بندوں کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے۔ اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ احادیث سے اتنا ثابت ہے۔ کہ وہ رمضان کی آخری دس راتوں میں ہے، اور ان میں بھی طاق راتوں میں۔ یعنی ۲۱ - ۲۳۔ ۲۴ - ۲۵ - ۲۹ میں۔ اور ان میں سے ۲۷ دس شب کے متعلق تزییح آئی ہے۔ اور صاحب نزہتہ المجالس نے ایک یہ قول نقل فرمایا ہے کہ سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي "لَيْلَةِ الْقَدْرِ" کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے اور "لَيْلَةِ الْقَدْرِ" کے حرف نو ہیں۔ اور ہم تین کو جب نو میں ضرب دیں۔ تو حاصل ضرب ستائیس ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے گویا اشارۃً فرما دیا۔ کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔

بہر حال مسلمانوں کو رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں تو بالخصوص اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرنا چاہیے۔ اور نہیں تو کم از کم ستائیسویں شب کو تو ضرور شب بیداری اختیار کریں۔ نوافل پڑھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ درود شریف اور ذکر خیر میں مشغول رہیں۔

نوافل بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص اس رات کو چار رکعات اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور اَلْهُكْمُ التَّكْوِيْنُ اور تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ پڑھے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ موت کی سختیاں اس سے دور رکھیں گے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

یا پھر آٹھ رکعت اس طرح پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک ایک مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي "لَيْلَةِ الْقَدْرِ" اور تین تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ پڑھے۔ اور اگر خدا خواستہ ان اَنْزَلْنَاهُ ياد نہ ہو۔ تو صرف

قُلْ هُوَ اللَّهُ هِيَ تَيْن تَيْن مرتبہ پڑھ لے۔ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا ولولا هدانا لهذا لولنا لعالمين

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهِ الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ وَجَعَلَهُ

سَبِيحًا بَصِيرًا - وَهَدَانَا هَذَا الطَّرِيقَ إِنَّمَا شَاكَرًا

وَإِنَّمَا كَفُورًا - نَحْمَدُكَ عَلَى أَنْ جَعَلَنَا

مِمَّنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَشْرَبُ كَأْسًا

كَانَ مِزَاجُهَا كَأَفُورًا - وَنَشْكُرُكَ عَلَى أَنَّ

أَظْلَمَ عَلَيْنَا شَهْرًا هُوَ سَيِّدُ الشُّهُورِ لِمَا

يُوجَدُ لَهُ نِظِيرٌ فِي مَهْرٍ الدُّهُورِ وَكَانَ شَهْرًا

كَبِيرًا - وَلَشُهْدَانُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ

لَا شَرِيكَ لَهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَقَدَّرَ تَقْدِيرًا

وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا -

أَمَّا بَعْدُ

إِخْوَانِي قَدْ ضَيَعْتُمْ عُمْرَكُمْ وَصَرَفْتُمْ الْأَنْفَاسَ
الْمَعْدُودَةَ فِي اللَّغْوِ وَمَا خِفْتُمْ يَوْمًا كَانَ شَهْرُهُ
مُسْتَطِيرًا - وَقَدْ جَاءَكُمْ ظَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرِ
الْمَغْفِرَةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ - شَهْرِ الصَّادِقَةِ
وَالْخَيْرَاتِ - وَالصَّبْرِ عَنِ اللَّذَاتِ - شَهْرِ التَّوْبَةِ
عَنِ الْعُصْيَانِ - أَفَأَنْتُمْ مُضَيِّعُونَ فِيهِ أَوْقَاتَكُمْ
أَفَأَنْتُمْ لَا تَعْبُونَ فِيهِ بِأَنْفُسِكُمْ لَوْلَا تَتُوبُونَ
عَنِ الذُّنُوبِ - وَهَلَّا تَخَافُونَ يَوْمًا عَابِدُونَ سَاءَ
تَهْتَكِرُونَ بِهَا - فَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَ
اعْتَمُوا أَنْ لَا تَعُودُوا إِلَى مَا رَتَبْتُمْ لَعَلَّ
رَبُّكُمْ يُلْقِيَكُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا - وَأَعْلَمُوا
أَنَّ النَّبِيَّ إِذَا رَأَى كُدَارًا وَمِحْنًا دَارَ الْبِلْيَاءِ

وَالْفِتْنِ - لَمْ يَخْلُدْ فِيهِ خَالِدٌ - وَلَمْ يَبْقَ وَلَدٌ
 وَلَا وَالِدٌ - وَكَانَ ذَلِكَ قَدْرًا مَقْدُورًا - أَلَا
 تَنْظُرُونَ كَيْفَ يَرْحَلُ الرَّاحِلُونَ - وَ
 يُسَافِرُ الْمَسَافِرُونَ - كَمْ مِنْ غَافِلٍ يَنْتَعِمُ
 عَلَى فِرَاشِهِ وَيُظَنُّ بِقَاءِهَا إِلَى الْأَبَدِ فَادْرَكَهُ
 الْمَوْتُ وَجَعَلَهُ هَبَاءً مَنْثُورًا - أَتُظَنُّونَ أَنَّ
 الدُّنْيَا دَارُ الْخُلُودِ - أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ
 عَذَابِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ - أَوْ يَرْسِلُ الْمَوْتُ
 إِلَيْكُمْ خَيْرًا وَتَذِيرًا - كَلَّا وَاللَّهِ إِنَّ
 الْمَوْتَ لَيُفَاجِئُكُمْ فَيُفَرِّقُ بَيْنَكُمْ وَ
 بَيْنَتِ شَيْئِكُمْ فَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ أَهْلِ
 السَّعَادَةِ فَطُوبَى لَكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ أَهْلِ
 الشَّقَاوَةِ فَعَسَى أَنْ يَرْحَمَكُمُ رَبُّكُمْ وَكَانَ
 حَلِيمًا غَفُورًا - تَذَكَّرُوا مَنْ كَانَ مَعَكُمْ
 فِي رَمَضَانَ الْمَاضِي مُجْتَهِدًا فِي الْعِبَادَةِ

مُجْتَنِبًا عَنِ الْبِعَاصِ فَفَاجَبَتْهُ هَامُ اللَّذَاتِ
 وَمُقَرَّرًا الْجَبَاعَاتِ - فَحَبَسَ فِي سَكْرٍ سِلِ
 الْهُومِ - وَقَيَّدَ فِي أَطْوَاقِ الْغُومِ - وَجَعَلَهُ
 لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يُخْبِرُ خَيْرًا - فَاشْكُرُوا عَلَى
 النِّعَمِ الْمُتَنَالِيَةِ - وَالْأَرْوَاقِ الْمُتَوَالِيَةِ جَيْتُ
 أَبْقَاكُمْ اللَّهُ إِلَى هَذِهِ السَّنَةِ - وَأَظَلَّ
 عَلَيْكُمْ شَهْرَ الْفَضْلِ وَالْقَدْرِ وَالْعِزَّةِ - وَ
 قَوَّكُمْ عَلَى حَيَاةِ أَيَّامِهِ - وَقِيَامِ لَيْلِيهِ
 وَحَطَّ عَنْكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ
 خَطِيئَاتِكُمْ وَكَانَ رَبُّكُمْ رَحِيمًا غَفُورًا -
 فَأَعْرِفُوا قَدْرَ هَذَا الشَّهْرِ وَتَعَزَّزْتَهُ وَاجْتَهِدُوا
 فِي الْعِبَادَةِ وَالذُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ
 وَأَطْعِبُوا أَفْقِيرًا وَأَسِيرًا - وَزَيِّدُوا فِي الْحَسَنَاتِ
 وَاتْرُكُوا السَّيِّئَاتِ - وَأَتَّقُوا عَذَابًا وَسَعِيرًا
 إِذَا رَأَيْتُمُ النَّارَ فَكَانَ شَهِيقًا وَزَفِيرًا -

وَإِذَا لَقِيتُمْ فِيهِ دَعْوَتَهُ هُنَاكَ تَبَوُّرًا -
فَأَذِيكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وَعَدَ
الْمُتَّقُونَ كَأَنْتُمْ لَهُمْ جَزَاءٌ وَمَصِيرًا - وَ
قَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَعِدَ يَوْمًا
الذَّرَجَةَ الْأُولَىٰ مِنْ دَرَجَاتٍ مُنْبَرَةً فَقَالَ
أَمِينَ ثُمَّ صَعِدَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّلَاثَةَ فَقَالَ
كَذَلِكَ فَسَأَلَهُ أَصْحَابُهُ مَا هَذَا فَقَالَ
إِنَّ جِبْرَائِيلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ بَعْدَ مَنْ
أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ أَمِينَ
فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ ذَكَرْتَ
عِنْدَ لَا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ أَمِينَ
فَرَقِيتُ الثَّلَاثَةَ قَالَ بَعْدَ مَنْ أَدْرَكَ كِبَرَ
أَبِيهِ أَوْ أَحَدٍ مِنْهَا فَلَمْ يُبْخَلْهُ الْجَنَّةُ
فَقُلْتُ أَمِينَ - اللَّهُمَّ يَا مَنْ يُلَطِّطُ

بِالْمُذْنِبِينَ. وَيُجِيبُ دَعَاءَ الدَّاعِينَ. وَ
 يَأْمَنُ يُعْتِقُ رِقَابَ النَّارِيِّينَ. وَهُوَ غَفْرُ
 الْغَافِرِينَ. نَحْنُ عِبَادُكَ الْعَاصُونَ فَاعْتِقْ
 رِقَابَنَا مِنْ عَذَابِكَ وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا حَصَدْنَا
 مِنْ طَاعَتِكَ وَكُنْتَ أَنْتَ لِلْعِبَادِ شَكُورًا.
 بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعْنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ
 الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 تقویٰ دیر کے لئے بیچہ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

نکاح

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ. وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

امَّا بَعْدُ

نَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ الْعَظِيمِ

بے شک نماز منع کرتی ہے۔ بھیاٹی اور بُری بات سے

حضرات! اسلام کے اہم ارکان میں سے ایک رکن نماز بھی ہے، روزہ کے متعلق تو آپ سن چکے۔ آج نماز کا بیان سنئے۔ میرے بھائیو! خدا کی عبادت ہر دین و مذہب میں ضروری ہے۔ مگر اس کی نوعیت الگ الگ ہے۔ کسی دین میں سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جانا۔ اور دیوی دیوتاؤں کی تعریف میں منتر پڑھنا عبادت ہے۔ دھوئی رہا کر اور بھوت مل کر بیٹھ جانا بھی عبادت سمجھا جاتا ہے۔ کہیں تارک الدنیا ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جلنے کا نام عبادت رکھ لیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر ادیان میں مختلف صورتوں میں عبادت کی جاتی ہے۔ مگر اسلام نے

جو طریقہ عبادت بتایا ہے۔ اس کی نشان و نوعیت ہی جداگانہ ہے۔ اسلام فرماتا ہے۔ کہ عبادت وہی ہے۔ جس میں ہمارا دل۔ آنکھ۔ کان وغیرہ ہر ایک عضو اپنے اپنے اللہ کے سامنے جھکے۔ اور اللہ کے احکام کے مطابق اپنے فرائض بجالائے۔ اور عابد اپنا تمام جسم اور روح بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ گویا ایک عابد مسلمان عبادت کی حالت میں اس دنیا میں نہیں رہتا۔ بلکہ عالم قدس میں جا پہنچتا ہے۔ اسلامی عبادت میں سے ایک عظیم الشان عبادت یہ نماز بھی ہے۔ اور یہ بڑی جامع عبادت ہے۔ اور نمازی جب اللہ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ واقعی اس دنیا میں نہیں رہتا۔ بلکہ وہ کسی دوسری دنیا میں ہوتا ہے۔

دیکھئے کوئی شخص جب کہیں چلا جاتا ہے اور پھر واپس آتا ہے۔ تو واپسی پر حاضرین سے کہتا

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

ہے۔ السلام علیکم! — اس طرح نمازی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو گویا وہ اس دنیا سے اس عالم میں چلا جاتا ہے اور جب التحیات میں بیٹھنے کے بعد نماز ختم کرتا ہے۔ یعنی واپس اس دنیا میں آتا ہے۔ تو دائیں بائیں کے حاضرین سے وہ انسان ہوں یا فرشتے۔ یوں کہتا ہے۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ گویا وہ اس عالم سے پلٹ آیا ہے۔ اور واپسی پر حاضرین سے السلام علیکم کہہ رہا ہے۔

بھائیو! نمازی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو

تَكْبِيرٌ وَتَحْرِیْکٌ

دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہتا ہے اللہ اکبر!

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے اللہ تو سب سے بڑا ہے۔ اور میں دنیا سے ہاتھ اٹھا کر تیری بارگاہ کبریا میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور اللہ اکبر!

کی چھری سے اپنے نفس سرکش کو ذبح کر کے بارگاہِ قدس میں حاضری کی اجازت چاہتا ہوں۔ اس تکبیر کا نام تکبیر تحریمیہ ہے۔ تحریم کہتے ہیں حرام کر لینے کو۔ گویا اس تکبیر سے نمازی اپنے اوپر جب تک وہ نماز میں ہے۔ کھانا پینا اور جماع وغیرہ جملہ لذاتِ دنیا اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور جب تک نماز میں رہتا ہے۔ مثل فرشتوں کے خدا کی تسبیح و تقدیس اور اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہتا ہے۔ گویا ایک بہت بڑے مقام پر جا پہنچتا ہے۔ اور اتنے بلند مقام پر۔ کہ جہاں دنیوی لذات و تعلقات کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ نماز بیچھائی اور بری باتوں سے روک دیتی ہے۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ اور اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کہ نماز بری باتوں سے روک دیتی ہے۔

اور اگر کوئی صاحب یہ شبہ پیدا کریں۔ کہ ہم ایک شبہ کا ازالہ | نے کئی نمازی ایسے بھی دیکھے ہیں۔ جو نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور بری باتوں کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ تو بھائیو! اس کا جواب سنئے۔ ایک حکیم صاحب کے پاس ایک مریض آیا۔ کہ حکیم صاحب میری نظر کمزور ہے۔ اور میری مگر میں بھی دروہے۔ اور ہاتھوں میں رعشہ بھی ہے۔ سر میں بھی دروہے۔ اور بھی کئی شکایتیں ہیں۔ تو حکیم صاحب نے کہا۔ کہ جاؤ۔ ہر روز صبح دس بادام کھا لیا کرو۔ تمہاری ساری شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ مریض بازار گیا۔ اور دو سیر بادام خرید کر گھر لے آیا۔ اور ہر روز دس عدد بادام ثابت کے ثابت یعنی چھلکوں سمیت ہی نکلنے شروع کر دئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چھلکوں نے آنتیں پھاڑ دیں۔ اور انہیں لہو کے دست

آنے لگے۔ گھبرا کر حکیم صاحب کے پاس پہنچے۔ اور لگے شکایت کرنے۔ کہ واہ صاحب واہ! اچھا نسخہ بتایا۔ کہ ایک مرض اور لاحق ہو گیا حکیم صاحب نے پوچھا۔ کہ دس بادام کس طرح کھاتے رہے؟ تو بولے ثابت کے ثابت ہی۔ حکیم صاحب سن کر سٹپٹا گئے۔ اور فرمانے لگے بھئی یہ میرے نسخے کا قصور نہیں۔ تمہاری ترکیب استعمال غلط ہے تم نے چھلکے اتار کر مغز کھایا ہوتا۔ پھر دیکھتے فائدہ کیسے نہ ہوتا؟ بھائیو! کچھ اسی قسم کا قصہ ہماری نماز کا بھی ہے۔ کہ لوگ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں۔ اس کی حقیقت اور مغز تک نہیں پہنچتے۔ بس رٹے ہوئے الفاظ پڑھ لیتے ہیں۔ اور ان کی تہ تک نہیں پہنچتے۔ مثلاً ہم نماز وتر میں پڑھتے ہیں۔

وَنَخْلَعُ وَنَشْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ

یہ جملہ تو پڑھ لیا۔ مگر یہ نہ سمجھے۔ کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ اور ہم اللہ سے کیا وعدہ کر رہے ہیں؟ بھائیو! اس کا مطلب سنئے۔ اس کا معنی ہے۔ ”الہی! جو تیرے نافرمان ہیں۔ ہم نے انہیں چھوڑا“ یعنی تیرے نافرمان بندوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم تو تیرے فرمانبردار بندوں کے دوست ہیں۔ کیوں جناب! ہم نے یہ وعدہ تو ہر روز اللہ سے کر لیا۔ مگر کیا اس پر عمل بھی کیا؟ کیا ہم نے راشیوں۔ خاتموں۔ بے نمازیوں۔ ذخیرہ اندوزوں۔ زانیوں۔ بد معاشوں اور بد مذہبوں کا پارانہ چھوڑا؟ اللہ کے دشمنوں سے ناٹھ توڑا؟ غور تو کیجئے۔ کہ نَخْلَعُ وَنَشْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ بھی کہہ رہے ہیں۔ اور دشمنانِ دین و ملت اور باغیانِ خدا و رسول سے محبت کی پینگیں بھی بڑھانی جا رہی ہیں۔ گویا یہ قصہ بھی وہی بادام کھانے والا قصہ ہے۔ کہ مغز تک پہنچے ہی نہیں۔ اور معہ چھلکے کے کھانے لگے۔ نَخْلَعُ وَنَشْرُكُ کے لفظوں تک ہی رہے۔ اور

اس کا معنی کبھی سمجھا ہی نہیں۔ تو اس صورت میں اگر نماز کے ثمرات کا ظہور نہ ہو۔ تو یہ نماز کا قصور نہیں۔ اپنی ترکیب استعمال ہی غلط ہے باوجود اس کے نماز پر حال نماز ہے۔ اس طرح بھی نماز ادا تو ضرور ہو جائے گی۔ اور فرض سے سبکدوشی تو حاصل ہو جائے گی۔ مگر ثمرات کا ظہور نہ ہونے کا باعث ہماری اپنی غفلت ہوگی۔ بادام کی مثال محض ایک مثال ہے۔ نماز پر حال مفید ہے۔ اور نہیں تو اتنا تو ہے ہی۔ دیکھ لیجئے۔ نماز کے لئے مسجد میں آنے والا جب مسجد میں آتا ہے تو مسجد میں آنے کے وقت سے لے کر نماز سے فراغت تک تو وہ یقیناً حیاتی اور بری باتوں سے بچا رہتا ہے۔ اور اگر نماز کو کامل نشوع و خضوع اور غور و تدبر سے ادا کیا جائے۔ تو ایسا شخص یقیناً متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔ اور بے حیاتی و بری باتوں سے بچا رہتا ہے۔

حضرات! نمازیں پانچ ہیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک بڑے عجیب رنگ میں اس

رحمت کی نہر

اہم مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر

ادا بے مثل اور نرالی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ اس پیارے انداز میں

امت کو سمجھایا ہے۔ کہ سبحان اللہ!

اب اپنی پانچ نمازوں کا سنئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

مرتبہ فرمایا:-

أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَبِّكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلُّ

يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَنْتَفِعُ مِنْ دَرْنِهِ شَيْءٌ. قَالُوا لَا يَنْتَفِعُ مِنْ

دَرْنِهِ شَيْءٌ. قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الْمَسْكَوَاتِ الْخَمْسِ يَجُوعُوا

اللَّهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱)

”یعنی بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو۔ اور وہ ہر روز اس نہر میں پانچ مرتبہ نہائے۔ تو کیا اس کے بدن پر کوئی نیل رہ جائے گی! صحابہ نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی مثال ہے پانچ نمازوں کی۔ کہ یہ ایک ایسی رحمت کی نہر ہے۔ جو پانچ مرتبہ اس میں نہائے گا۔ یعنی پانچوں نمازیں پڑھے گا۔ تو اس کے سارے گناہوں کی میں دور ہو جائے گی۔“

سبحان اللہ! کیا رحمت بھری مثال ہے۔ اور امت کے لئے کتنا کرم ہے۔ کہ ایک ایسی نہر رحمت جاری فرمادی۔ جس سے ہم اپنے گناہوں کی میں دور کر سکتے ہیں۔

شیطان کی پریشانی

علامہ صفوری علیہ الرحمۃ نے نزہۃ المجالس میں سمرقندی سے ایک حکایت درج کی ہے۔ کہ جب نماز کا حکم ہوا۔ تو شیطان نے ایک دروناک بیخ ماری۔ اس کی بیخ سے اس کا سارا شکر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ شیطان نے پریشانی کے عالم میں ان سے نماز کے فرض ہونے کا ذکر کیا۔ شیاطین نے پوچھا۔ تو بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ شیطان نے کہا۔ جہاں تک تم سے ہو سکے۔ لوگوں کو تم نماز کے اوقات سے روکو۔ اور کسی ایسے دھندے میں انہیں مشغول رکھو۔ جس سے انہیں نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ شیاطین بولے۔ اور اگر تم سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر شیطان نے کہا۔ تو پھر یوں کرو۔ کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو۔ تو تم میں سے چار شیطان اسکے ارد گرد کھڑے ہو جائیں۔ دائیں جانب کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ کہ ذرا اپنی دائیں جانب دیکھ۔ بائیں طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ ذرا اپنی بائیں جانب دیکھ۔ اوپر کی طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے۔ ذرا اوپر آسمان

کی طرف تو دیکھ۔ اور نیچے کی طرف بکھڑا ہونے والا اُسے نیچے دیکھنے کی رغبت دلائے۔ اور جلدی جلدی نماز پڑھنے کا وسوسہ دل میں ڈالو۔ اور خوب یاد رکھو۔ اگر اتنی کوشش کے باوجود وہ برابر نماز پڑھنے میں مشغول رہا۔ تو ہمارا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۲۲ جلد ۱)

واقعی شیطان یونہی کہتا ہے۔ نمازی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو۔ تو دیکھ لیجئے۔ اُسے کئی وسوسے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان ہزار جتن کرتے ہیں۔ کہ کہیں اس کی نماز برباد ہو۔ مگر نماز واقعی ایک ایسا بہترین ذریعہ ہے شیطان کو نامراد لوٹانے کا۔ کہ نمازی اپنی نماز پوری ہی کر کے اطمینان پاتا ہے۔

بھائیو! نماز میں نمازی اپنے خالق حقیقی کے آگے بجز و نماز سر بلندی کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ اور اپنا سر سجدہ میں ڈال دیتا

ہے۔ تو یہ ادا اللہ تعالیٰ کو کچھ ایسی پسند آتی ہے۔ کہ نمازی سجدہ میں کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ۔ تو خدا تعالیٰ اس کے لئے حکم فرما دیتا ہے۔ وَ أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ۔ یہ سجدہ ہی کی برکتیں ہیں۔ کہ مسلمان کو سر بلندی حاصل ہوتی۔ یہ خدا کے آگے جھکا۔ تو خدا نے ساری کائنات پر اسے شرف و سر بلندی عطا فرمادی۔ معلوم ہوا۔ کہ نماز سر بلندی کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے مسلمان کی یہ شان رہی ہے۔ کہ بے

آگیا عین لطافتی میں اگر وقت نماز

قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوتی قوم حجاز

مگر افسوس آجکل کچھ ایسا رنگ بدلا ہے۔ کہ اگر کسی سے نماز کا

پوچھا جائے۔ تو کہہ دیا جاتا ہے۔ اجی ہم غازی ہیں غازی۔ گویا نماز کا

بے نمازی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ نماز میدان جہاد میں

معاف نہیں ہوتی۔ اور پڑھنے والے پڑھتے ہی ہیں۔ نماز کے سجدے کی شرافت و عظمت اس ایک روایت سے بھی ظاہر ہے۔ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ سے کسی نے سجدہ کی فضیلت کا پوچھا۔ تو فرمایا۔ جس طرح بت کے آگے سجدہ کرنے سے دوزخ کا نذاب سہنا پڑے گا۔ اسی طرح یہ سجدہ خدا کے آگے کرنے سے جنت میں جگہ حاصل ہوگی۔ اور بھائیو! جس طرح ایک سجدہ کے نہ کرنے سے اور وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کے آگے شیطان مردود ہو گیا تھا۔ اسی طرح نماز کے کئی سجدے چھوڑ دینے سے اور وہ بھی اللہ کے آگے بے نمازی بہت ہی بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

شیطان ہزار مرتبہ بہتر زبجے نماز ادا
کاں سجدہ پیش آدم و این پیش حق نہ کروا۔

پانچ نمازیں | حضرات نمازیں پانچ فرض ہیں۔ اور پچھلے کسی وعظ میں آپ سن چکے۔ کہ یہ شب معراج کا تحفہ حق ہے خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے یہ تحفہ دیا تھا اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ یہ تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ کہ پچاس کی پانچ رہ گئی۔ اب اگر کوئی شخص یہ پانچ بھی ادا نہ کرے۔ تو اس سے بڑا بد قسمت اور کون ہوگا۔

اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | حضرات! شب معراج میں اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ انہ پر وقار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آئیے! آپ کو اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایک جھلک دکھاؤں۔ وہاں عرش پر پچاس میں سے

۴۵ کم کرائی گئیں۔ اور یہاں فرش پر ایک شخص کو ان پانچوں میں سے بھی کچھ کم کر دی گئیں۔ سنئے! ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہتے لگا، کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ نمازیں صرف دو پڑھوں گا۔ پانچ نہیں پڑھوں گا۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ بھئی! نمازیں تو پانچ ہی ہیں۔ میرا کیا اختیار۔ جو پانچ ہیں سے تین چھوڑ دوں۔ نہیں بلکہ حدیث کے لفظ ہیں۔ کہ

فَأَسْلَمَ عَلَيَّ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاةً تَيْنِ فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ

مسند امام احمد ۲۵ جلد ۵

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔

اور وہ دو ہی نمازوں کی شرط پر مسلمان ہو گیا۔

کیوں جناب! دنیا بھر میں ہے کوئی جو ان پانچ نمازوں میں سے کوئی نماز کسی کو معاف کر دے۔ توبہ! توبہ! ایسا کون ہو سکتا ہے؟ ساری دنیا کے مسلمان مل کر بھی کوشش کریں۔ تو ایک پوری نماز تو برطرف۔ ایک رکعت بھی کم نہیں کر سکتے۔ مگر سبحان اللہ! کیا شان ہے اختیارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ پوری تین نمازیں معاف فرمادیں۔ پڑھئے درود شریف۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

اس موقع پر بے نمازوں کی بیباکی ماننا پڑتی ہے۔ کہ انہوں نے

پانچوں کی پانچ ہی اپنے لئے معاف کر رکھی ہیں۔ مگر بھائیو!

یہ بیباکی بڑی بڑی چیز ہے۔ کل قیامت کے روز جہنمیوں سے جنتی جب پوچھیں گے۔

ما سَلَكُمُ فِي سَقَرٍ
 "تمہیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا!"
 تو وہ ایک جواب یہ بھی دیں گے کہ
 لَمَّا نَكَرْنَا مِنَ الْمُصَلِّينَ
 "ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔"

ہاں تو میرے بھائیوں! نماز بڑی برکت والی۔ اور برے کاموں سے
 روکنے والی چیز ہے۔ اسے اپناؤ۔ اور نمازی بنو۔ اور نمازی بنو۔ مجاہد
 بنو۔ عابد بنو۔ نیک بنو۔ اور ایک بنو۔

وَأَنْذِرْ عِبَادًا لِلَّهِ الْغَافِلِينَ
 الَّذِينَ هُمْ يَكْفُرُونَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَقَّى قُلُوبَ الصَّائِغِينَ وَ
 رَوْحَ أَرْوَاحِ الْقَائِمِينَ. وَهَدَانَا إِلَى سَوَاءِ
 السَّبِيلِ. نَحْمَدُكَ عَلَى نِعْمَائِكَ الْمُتَكَثِرَةِ.
 وَالْآيَةِ الْمُتَوَافِرَةِ. فِي هَذَا الشَّهْرِ الْجَلِيلِ
 وَنَشْكُرُكَ عَلَى أَنْ جَعَلْنَا أَوْلَاهُ مَغْفِرَةً وَ

أَوْسَطُهُ رَحْمَةً وَأَخْرَجَهُ عِتْقًا مِنَ الْعَذَابِ
 الْوَبِيلِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ
 لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ الْجَدِيلُ. وَأَشْهَدُ
 أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 اللَّهُ يُقِي بِالْعَظِيمِ وَالْتَّجِيلِ

أَمَّا بَعْدُ

أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا عَمَّرَكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي
 خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ وَسَوَّاكَ بِكَ سَوَاءً السَّبِيلِ
 مَا هَذِهِ الْعَفْلَةُ - وَمَا هَذِهِ الْجُرْأَةُ - أَمَا
 تَعْلَمُ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ رَجِيلٍ. كُنْ فِي الدُّنْيَا
 كَمَا نَأَى غَرِيبٍ أَوْ كَعَابِرِ سَبِيلٍ - وَعَلَيْكَ
 بِهَذَا الشَّهْرِ الْبَارِكِ شَهْرِ الْحَيَّامِ وَالْقِيَامِ
 شَهْرِ التَّوْبَةِ مِنَ الْأَثَامِ - شَهْرِ التَّرَاوِيحِ وَ
 التَّرْتِيلِ - فَاغْتَنِمُهُ وَلَا تُضَيِّعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ
 انْتَصَفَ وَطَلَبَ مِنْكُمْ الرَّجِيلَ - قَدْ ذَهَبَ

أَكْثَرُهَا وَمَا بَقِيَ مِنْهُ إِلَّا قَلِيلٌ. وَهَذَا سُنْظِلُ عَلَيْكُمْ
 لَيْلَةُ مُبَارَكَةٍ. لَيْلَةُ الشَّرِيفِ وَالْعِزَّةِ. لَيْلَةُ الْقَدْرِ
 هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ وَ
 الرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ وَيُصَافِحُونَ مَنْ هُوَ
 مَشْغُولٌ بِالْعِبَادَةِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ. قَالَ اللَّهُ
 أَنَّهُ لَا تَنَامُوا فِيهَا فَإِنَّ نَوْمَكُمْ بَعْدَ الْهَوْتِ
 طَوِيلٌ. وَأَكْثَرُوا فِيهَا ذِكْرَ اللَّهِ وَتِلَاوَةَ
 الْقُرْآنِ بِالتَّرْتِيلِ. وَأَطْلُبُوا فِي الْعَشْرِ
 الْأَوَّلِ مِنْ هَذَا الشَّهْرِ فَحَسْبُ أَنْ تَجِدُوا وَهَذَا
 وَيُرْحَمُكُمْ رَبُّكُمْ فِيهَا وَيَغْفِرَ لَكُمْ كُلَّ
 كَثِيرٍ وَقَلِيلٍ. وَقَدْ وَرَدَ فِي الْخَبَرِ الصَّحِيحِ
 عَنْ صَاحِبِ اللِّسَانِ الْقَصِيحِ عَلَيْهِ اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ
 إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
 وَوَرَدَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ
 الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَأَخْرَجْتَ مِيزْرَاةَ - وَأَيُّظَ أَهْلَهُ - وَ
 أَحْيَى اللَّيْلَ كُلَّهُ - إِخْوَانِي هَذِهِ اللَّيْلَةُ قَدْ
 تَكَرَّرَتْ عَلَيْكُمْ وَأَظَلَّتْ فِي كُلِّ سَنَةٍ
 عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ ضَيِّعْتُمْوهَا وَفَاعَلَيْتُمْ قَدْرَهَا
 وَفَضَّلْتُمْوهَا وَهَذِهِ سَنَةٌ قَدْ تَفَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
 فَأَبْقَاكُمْ فَاسْتَقْبِلُوهَا بِالْخُلُوصِ وَالْفِعْلِ
 الْجَبِيلِ - كَمَنْ قَاتِلٌ كَانَ مَعَكُمْ فِي السَّنَةِ
 الْمَاضِيَةِ - وَكَمَنْ صَائِلٌ كَانَ مُصَاحِبَكُمْ
 فِي اللَّيْلَةِ الْخَالِيَةِ - فَجَاءَهُ الْهُوتُ - وَنُودِيَ
 عَلَيْهِ نِدَاءُ الْهُوتِ - فَلَمْ يَجِدْ إِلَّا الْحَسْرَةَ
 وَالنَّدَامَةَ عَلَى تَرْكِ التَّعْبِيلِ - فَلَا تَكُونُوا
 مِنْهُمْ وَلَا تَخْفَلُوا كَخَفَلْتَهُمْ وَلَا تَنَامُوا
 كَنَوْمَتِهِمْ كَيْلَا تَتَحَسَّرُوا الْحَسْرَةَ وَتَخْشَوْا
 يَوْمَ مَا عَبُوسًا وَهُوَ عَلَى الْجُرْمِينَ ثَقِيلٌ - فَأَمَّا

مَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَاجْتَهَدَ فِي عُمُرِهِ دَخَلَ
 فِي دَارِ النَّعِيمِ وَوَجَدَ الثَّوَابَ الْجَبِيلَ. وَأَمَّا
 مَن طَغَى وَأَثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَصَرَفَ عُمُرَهُ
 فِي الْخَطِيئَاتِ وَأَنْهَكَ فِي اللَّذَائِتِ. أُخِذَ
 بِالْأُخْذِ الْوَبِيلِ. اللَّهُمَّ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
 أَنْتَ رَبُّنَا وَرَاحِمُنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ الْعَاصُونَ
 الْمُجْرِمُونَ فَارْحَمْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَتَجَاوَزْ عَن
 خَطِيئَاتِنَا وَلَا تَبْطِشْنَا فَإِنَّ بَطْشَكَ لَشَدِيدٌ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَتَفَعَّلْنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأُيْتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ
 تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ رَوْفٌ رَّحِيمٌ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ پر ۹ درج ہے
 وہاں سے پڑھئے

جماعت

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اگر جمعاً

وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضِلُ صَلَاةَ الْفَرْدِ

بِسَبْعِ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

(متفق علیہ مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جماعت کے ساتھ
نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے سترائیس درجہ زیادہ ثواب
رکھتی ہے۔

حضرات! نماز کا بیان آپ سن چکے۔ اب میں آپ کو نماز باجماعت
کے فضائل اور اس کی اہمیت سنانا چاہتا ہوں۔ میرے بھائیو! نماز
باجماعت ادا کرنا بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اور جو حدیث پاک میں نے پڑھی

ہے۔ اس میں اسی حقیقت کا اظہار فرمایا گیا ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے نماز باجماعت ادا کرنا ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

حضرات! نماز باجماعت ادا کرنا سنتِ موکدہ ہے۔ یعنی

سنتِ موکدہ

بڑی ضروری۔ حتیٰ الامکان اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا آیا۔ اللہ عرض کی۔ یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لے آیا کرے۔ اس لئے آپ مجھے گھر ہی نماز پڑھ لینے کی اجازت دیدیں۔ حضور علیہ السلام نے پہلے تو اسے اجازت دیدی۔ پھر اس سے پوچھا کہ اذان کی آواز تم سنتے ہو یا نہیں؟ اس نے عرض کی۔ سنتا ہوں یا رسول اللہ! فرمایا تو پھر جماعت میں آیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

دیکھ لیجئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو بھی جماعت میں شریک ہونے کی تاکید فرمائی۔ اسی لئے یہ سنتِ موکدہ ہے۔

میرے بزرگو! آجکل رواج ہے کہ لوگ اپنی کوٹھیاں شہر سے باہر بنواتے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض لوگ اذان

کوٹھیاں

کی آواز سے بچنا چاہتے ہوں۔ مگر وہ کہتے ہیں نا! کہ "بھونٹے کے گھرتک پہنچو" خدا تعالیٰ نے بھی لاؤڈ سپیکر تیار کروا دیئے۔ تاکہ اذان کی آواز لاؤڈ سپیکر سے کوٹھیوں تک بھی جا پہنچے۔ اور انہیں یہ عذر پیش کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ کہ ہمیں اذان کی آواز نہیں آتی تھی۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ سبھی یکساں ہیں۔ بعض امیر حضرات بھی اللہ کی یاد میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں مگر افسوس کہ ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مسجدوں میں زیادہ تر رونق غریبوں ہی کے دم سے ہے۔

غریب

میرے بھائیو! اگر تم میں سے کوئی غریب ہے۔ تو اس بات پر
رجحیدہ نہ ہونا۔ بلکہ مبارک ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے کہ

يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِمِائَةِ عَامٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۹) یعنی امیروں سے پانچ سو سال پہلے

فقرار جنت جائیں گے۔

مجھے کچھ آپ؟ مطلب یہ کہ امیر اپنے حساب و کتاب میں مصروف
ہوں گے۔ اور غریب لوگوں کو قلت مال کی وجہ سے حساب بھی بہت
تھوڑا دینا پڑے گا۔ اور وہ امیروں سے پہلے جنت میں چلے جائیں گے
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ

قَلَّةٌ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۹)

یعنی تھوڑے مال سے حساب بھی تھوڑا ہوگا۔

چنانچہ آپ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے۔ کہ جس قدر زیادہ دولت ہوگی
اسی قدر زیادہ حساب و کتاب بھی رکھنا پڑتا ہے۔ اور آدمی سوچے
تو مال کی کثرت بعض اوقات جان لیوا بھی بن جاتی ہے۔ غریب آدمی
اپنی نیند سوتا ہے۔ اپنی نیند اٹھاتا ہے۔ مگر امیر آدمی کو نیند بھی
نہیں آتی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ انگریزوں کے زمانہ میں ہزار ہزار
روپے کا بھی نوٹ تھا۔ انگریزوں نے یہ نوٹ اچانک

لطیفہ

بند کر دیا۔ میں اس زمانہ میں راولپنڈی رہتا تھا۔ وہاں سننے میں
آیا۔ کہ ایک رئیس آدمی نے ریڈیو میں یہ خبر سنی۔ تو خبر سنتے ہی بچکے
کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ اور سڑیبا لوگ خوش تھے۔ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ
خدا کرے۔ سو سو کا نوٹ بھی بند ہو۔ جن کے پاس نوٹ ہیں۔ فکر

انہیں۔ ہمیں کیا۔

علمی لطیفہ | ایک رئیس آدمی نے بڑے فخر سے ایک غریب آدمی سے کہا۔ تم ہماری شان کو کیا سمجھو۔ ہم وہ ہیں

جن سے خدا تعالیٰ خود قرض طلب فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

مَنْ يُقْرِضَ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا -

غریب نے جواب دیا۔ اور یہ بھی معلوم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ قرض طلب فرما کن لوگوں کے لئے رہا ہے؟ یہ ہم غریبوں کے لئے ہی طلب فرما رہا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ قرض دوست یا دشمن ہر کسی سے لے لیا جاتا ہے۔ مگر لیا ہمیشہ دوستوں ہی کے لئے جاتا ہے۔

رِضَا حِ الْغَارِثِينَ حَسَنًا

ایک روایت | اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ایک اور روایت بھی درج ہے۔ فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ امیروں سے فرمائے گا۔

كَيْفَ أَنْفَقْتُمْ أَمْوَالَكُمْ - تم نے اپنا مال کیسے خرچ کیا؟

اور غریبوں سے یوں ارشاد فرمائے گا؟

كَيْفَ أَمْضَيْتُمْ أَمْوَالَكُمْ - تم نے اپنا مال کیسے گزارا۔

گویا امیروں سے مال کا پوچھے گا۔ اور غریبوں سے حال کا دریافت فرمائے گا۔ اور ان دونوں سوالوں سے فضیلت غریبوں کی ظاہر ہے۔

اے تو بھائیو! نماز باجماعت ادا کرنا بہت بڑی فضیلت کی بات ہے۔ ادا تو تنہا بھی ہو جاتی ہے۔ مگر جو بات جماعت میں ہے۔ وہ تنہائی میں کہاں۔

ایک مسئلہ | دیکھئے! آپ کو پہلے ایک فقہی مسئلہ سناؤں۔ اس کے

بعد پھر جماعت کا ایک عظیم فائدہ بتاؤں۔ ایک شخص منڈی میں جاتا ہے۔ اور مثلاً سیبوں کی ایک پوری ٹوکری خرید کر گھر لے آتا ہے۔ گھر آکر اس نے ٹوکری کو جو الٹا۔ تو اس نے دیکھا، کہ ٹوکری کے اوپر اوپر تو سیب اچھے ہیں۔ مگر نیچے کے سب سیب گندے اور سڑے ہوئے ہیں۔ اب اس موقع پر شریعت کا یہ ارشاد ہے۔ کہ چونکہ سودا ساری ٹوکری کا ہوا ہے۔ اس لئے اگر وہ شخص سیب رکھنا چاہے تو سب کے سب اچھے برے سبھی رکھے۔ اور اگر واپس کرنا چاہے تو سب کے سب اچھے برے سبھی واپس کرے۔ اس بات کی اجازت نہیں۔ کہ جن کراچھے اچھے تو رکھ لے۔ اور سڑے ہوئے واپس کر دے۔ نہیں ایسا رکھے یا سب واپس کر دے۔ میرے بھائیو! یہی صورت نماز باجماعت میں بھی ہے۔ کہ ہم گنہگار جب جماعت میں شریک ہوئے تو اس جماعت میں کئی اللہ کے نیک اور مقبول بندے بھی شریک ہونگے اب یہ ساری جماعت کی نماز اللہ کے حضور جو پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت یا تو ساری جماعت کی نماز قبول فرمائے گی۔ یا پھر ساری جماعت کی نماز ٹوٹا دے گی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی نماز تو لوٹائے گا نہیں۔ قبول ہی فرمائے گا۔ تو جہاں وہ اپنے نیک بندوں کی نمازیں قبول فرمائے گا۔ وہاں ہم گنہ گاروں کی بھی قبول فرمائے گا۔

حضرات! نماز کی بے شمار برکتوں میں سے ایک برکت نماز کی برکتیں اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ پانچ دفعہ اہل محلہ کے ساتھ مل کر بیٹھو۔ ان کے دکھ درد میں شرکت کرو۔ امام کی اطاعت کرو۔ اپنے ہمسایوں کے ساتھ ایک منظم جماعت بن کر زندگی بسر کرو آج کے نئی روشنی والے نماز کو کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ حالانکہ نماز میں دین و دنیا کی برکتیں ہیں۔ ذرا اس نماز کے اجزار کو اور بھی زیادہ تحلیل

کر کے تو دیکھئے۔ کہ اس کے کیا کیا فوائد ہیں۔ بنظر انصاف دیکھئے۔ اور بتائیے کہ نماز کے اندر مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ کیا یہ تقاضے بھی نہیں ہیں۔ کہ تمہارا جسم پاک ہو۔ تمہارے کپڑے پاک ہوں۔ تم علی الصبح بیدار ہو۔ تم دن میں پانچ مرتبہ اپنے دست و بازو۔ چہرہ و گردن۔ ہاتھ اور منہ کو صاف و پاک کرو۔ پھر دل کی یکسوئی کے ساتھ خدا کی قدرت و رحمت اور اپنے فرائض پر غور کرو۔ خدا کی یاد سے اپنے دل و دماغ کو زندگی بخشو۔ پاکبازی سیکھو۔ اپنے اعضاء کو حرکت دیتے رہو مسادات اور اشتراکِ عمل کی صفیں آراستہ کرتے رہو۔ کیوں میرے بھائیو! نماز کے اندر کیا یہ سب فوائد موجود نہیں ہیں؟ اور یقیناً ہیں! پھر ایسی برکتوں والی چیز کو چھوڑ دینا کیا دین و دنیا سے محرومی کے مترادف نہیں؟ یقیناً ہے۔ بھائیو! نماز بڑی اہم اور جسمانی و روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر تم اپنے جملہ اعضاء کے ساتھ سجدہ میں گر پڑو گے۔ تو کیا ہوگا؟

گرے سر کے بل تم جو راہِ خدا میں

قدم چوم لے گی ہم سالہ کی چوٹی

اں تو میں نماز باجماعت کا ذکر کر رہا تھا۔ کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہت زیادہ افضل ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ

نَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَائِمَةَ رَشْوَةً

یعنی جماعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو بکری ریلوے سے دور رہے۔ اُسے بھیڑیا کھا جاتا ہے۔

بھیڑیا کون ہے؟ شیطان۔ یعنی جماعت سے الگ رہنا شیطان

کے قابو میں آ جانے کے مترادف ہے۔ بھائیو! ساری دنیا کی طرف نظر دوڑاؤ۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت ائمہ اربعہ کے مقلدین کی ہے۔ اور مقلدین ائمہ اربعہ سوا و اعظم اور جماعت حقہ ہے۔ پس اس جماعت سے الگ رہنا بہت بُری بات ہے۔ اور ہدایت کے منافی ہے۔ پس ہمیں ارشادِ حدیث کے مطابق کہ **فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ** اہل سنت و جماعت ہی میں رہنا چاہیے۔

حضرات! قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ذکر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے

فرشتوں کی ساری جماعت سے فرمایا کہ

اَسْحَبُوا اِلَیَّ اَدَمَ۔ آدم کو سجدہ کرو۔

فَسَجَدُوا اِلَّا اِبْلِیْسَ۔ سارے فرشتے سجدہ میں جھک گئے

مگر شیطان تنہا الگ کھڑا رہا۔

میرے بھائیو! جانتے ہو۔ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے؟ بھائیو! اس

کا حقیقی علم اللہ ہی کو ہے۔ ہاں ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر النور پر ہر روز ستر

قَبْرِ النُّورِ

ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو نازل ہوتے

ہیں۔ اور قیامت تک اس طرح نازل ہوتے رہیں گے۔ اور ہر روز

نیا گروپ ہی نازل ہوتا ہے۔ جو فرشتے آج نازل ہوئے ہیں۔

قیامت تک پھر ان کی باری نہیں آتی۔ یہ مضمون ایک حدیث کا

ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف باب الکرامات ص ۵۳۸ پر موجود ہے۔ اسی

سے اندازہ کر لیجئے کہ اللہ کے فرشتوں کی کتنی تعداد ہے؟ بھائیو!

اس حدیث پاک کے یہ لفظ بھی سن لو۔

حَتَّىٰ يَحْفُوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يُضْرَبُونَ بِأَجْنَهِتِهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 "فرشتے نازل ہو کر قبر النور کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے پروں
 کو قبر النور سے ملتے ہیں۔ اور حضور پر درود شریف پڑھتے ہیں۔
 خدا نہ کرے۔ کوئی شخص یہاں بھی بول اٹھے۔ اور کہہ دے کہ فرشتے
 یہ کیسا کام کرتے ہیں؟ کہ آسمان سے سیدھے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں؟
 اور وہ بھی مسجد شریف کی نیت سے نہیں۔ بلکہ قبر النور کی نیت سے
 اور قبر النور کے چاروں طرف کھڑے ہو کر پھر قبر النور پر اپنے پڑ ملنے
 لگتے ہیں۔ اور درود شریف بھی پڑھتے ہیں۔ ان کو تو کعبہ شریف
 جانا چاہیے تھا۔ کعبہ کا طواف کرنا چاہیے تھا۔ وہاں اپنے پڑ ملنے
 چاہئیں تھے۔ ہم ان بریلویوں سے جھگڑا کرتے تھے۔ کہ یہ یوں کہا
 کرتے ہیں۔

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا!!

پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ ہفت کدھر کی ہے

گمزیہ ہزاروں لاکھوں فرشتے بھی اسی شعر کے مصداق نکلے۔ کہ
 آسمان سے سیدھے مدینہ شریف ہی پہنچتے ہیں۔ اور قیامت تک
 پہنچتے ہی رہیں گے۔ اور اس طرح کہ

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام!!

یوں بندگی زلف و رخ آکھوں پر کی ہے!

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے

بخت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

اور بھائیو! یہی وہ مقدس بارگاہ ہے۔ کہ فرشتے

ہی کیا۔ جن و بشر، شمس و قمر، شجر و حجر اور

بحر و بر بھی جہاں سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

سلام

کیا خوب لکھا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کہ یہ
 جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
 یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے
 شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
 خوبی انہی کی جوت سے شمس و قمر کی ہے
 سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
 تملیک انہی کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
 سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
 کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے
 عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
 ملجاء یہ بارگاہ دعا و اثر کی ہے!
 شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
 راحت انہی کے قدموں سے شوریدہ سر کی ہے
 خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام!
 مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
 سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
 یہ جلوہ گاہ مالک بر خشک و تر کی ہے
 سب کرو فر سلام کو حاضر ہیں السلام
 ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرو و فر کی ہے
 اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام
 یہ گرد ہی تو سرمہ اہل نظر کی ہے

ہاں تو یہ ہر روز ستر ستر ہزار فرشتے جو قبر انور پر سلام کے لئے
 حاضر ہوتے ہیں۔ قیامت تک ہر روز نئے فرشتے ہی اترتے رہیں گے

اب کون ہے۔ جو ان کی تعداد کا اندازہ لگا سکے۔ پہلا تو یہ اتنی بڑی جماعت فرشتوں کی سب کی سب حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جھک گئی۔ اِلَّا اِبْلِیْسَ مگر ایک ابلیس تھا ایک طرف ان سب کو بڑی نظر سے دیکھتا رہا۔ اور ان سب کو غیر اللہ کے آگے جھکا ہوا سمجھ کر صرف اپنے آپ ہی کو اچھا اور سب فرشتوں کو مشرک سمجھتا رہا۔

سبحان اللہ! اللہ کے خلیفہ و پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کی بھی کیا شان ہے۔ کہ اتنی بڑی فرشتوں کی جماعت آپ کے آگے جھک گئی اور دوستو! صرف ایک شیطان تھا۔ جو اس جماعت سے الگ رہا اسبطرح اب بھی جماعت سے جو الگ رہنے والا ہو۔ شیطان کو وہ اچھا لگتا ہے۔ اور اُسے وہ اپنا شکار بنا لیتا ہے۔ کیونکہ اس میں اُسے اپنی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فَعَلَيْكَ يَا الْجَمَاعَةَ

یعنی خبردار! جماعت کا ساتھ نہ چھوٹے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرات! نماز باجماعت پڑھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس قدر

مرغوب تھا۔ کہ وہ نفوس قدسیہ جماعت کو کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور اس کے ترک کو ایک نقصان عظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک روز صبح نماز کے وقت آپ کو کسی نے آواز دی۔ اور کہا ہے معاویہ! اٹھ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کر۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ اور آپ نے دیکھا۔ کہ آواز دینے والا نظر نہیں آ رہا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ مجھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تبلیغ کرنے والے تو کون ہے؟ جواب آیا۔ کہ حضرت! میں شیطان ہوں۔

حضرات! دیکھا آپ نے کہ شیطان ہو کر کیسی اچھی تبلیغ کر رہا ہے نماز باجماعت ادا کرنے کی تبلیغ واقعی بڑی اچھی بات ہے مگر تعجب کی بات ہے کہ شیطان اور اچھے کام کی تبلیغ؟ میرے بھائیو! یہیں سے یہ بات بھی سمجھ لو۔ کہ یہ شیطان مردود بڑے بڑے سوائنگ بھرتا ہے۔ اور بعض اوقات تبلیغی بن کر بھی آ جاتا ہے۔ قرآن بھی پڑھتا ہے۔ حدیث بھی سناتا ہے۔ مگر اس مردود کی اچھی باتوں میں بھی کوئی خیانت ضرور پنہاں ہوتی ہے۔ اور یہ اپنی بد عقیدگی پھیلانے کی خاطر بعض اوقات بظاہر اچھی باتوں کی تبلیغ کرنے لگتا ہے۔ اور بڑا نیک و پارسا بن کر سامنے آ جاتا ہے۔

میرے ایک دوست نے بتایا کہ سیالکوٹ کی ایک مسجد میں نماز ظہر پڑھنے گیا۔ تو وہاں بعض بستری بند

لطیفہ

مبلغ نظر آئے۔ ان میں سے ایک صاحب اٹھے۔ اور کہنے لگے صاحبان ہم یہاں تبلیغ کی خاطر آئے ہیں۔ اور ہم آپ سے چندہ نہیں مانگتے۔ بندہ مانگتے ہیں۔ میرے دوست کا بیان ہے کہ میں فوراً اٹھا اور کہا۔ صاحب! آپ بڑے فنکار ہیں۔ چندہ نہیں مانگتے بندہ مانگتے ہیں۔ حالانکہ بندہ میں ہی چندہ ہے۔ بندہ لے لیا۔ تو سب کچھ لے لیا۔ فرمائیے! آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ تبلیغ کرنا ہے۔ تو امریکہ جاؤ۔ جاپان جاؤ۔ عیسائیوں اور یہودیوں، سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کرو۔ یہ کیا کہ مسلمانوں ہی میں تبلیغ کرنے آگئے۔ اور پھر تبلیغ کرنے۔ تو اصلاح معاشرہ کرو۔ اور موجودہ الحاد و مادر پدر آزادی کے خلاصہ کچھ کہو۔ یہ کیا کہ جو یا رسول اللہ کہے۔ وہ مشرک جلیس نکالے وہ بدعتی۔ جو گیارہویں پکائے وہ مشرک اور جو محفل کا انعقاد کرے۔ وہ بدعتی۔ گویا انہوں سے جنگ اور پراپوں سے

صلح۔ بھائیو! مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک کے یہ لفظ سننے کے قابل ہیں۔ جو ان جیسے لٹے مبلتوں کے لئے وارد ہوتے ہیں۔ کہ
 یَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَدْيَانِ -
 یعنی یہ لوگ مسلمانوں سے لڑیں گے۔ اور بت پرستوں
 کو چھوڑ دیں گے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۷

ہاں تو بھائیو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس مبلغ کے داڑھی میں نہیں آئے۔ اور فرمایا۔ کہ ملعون! نماز باجماعت پڑھنا مجھے خود مرغوب ہے۔ اور میں نماز باجماعت ہی پڑھوں گا۔ مگر تیرے کہنے سے نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ تیری اس تبلیغ میں تیری اپنی کوئی خباثت ضرور پنہاں ہے۔ پہلے مجھے بتا۔ کہ تو مجھے کیوں جماعت میں شریک کرا رہا ہے؟ شیطان نے جواب دیا۔ حضرت! سچی بات تو یہ ہے کہ پچھلے ہفتہ آپ کی اتفاقاً جماعت رہ گئی تھی۔ اور آپ جماعت کے رہ جانے سے اس قدر پشیمان ہوئے تھے۔ اور روٹے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کو آپ کی یہ پشیمانی اتنی پسند آئی۔ کہ اس نے حکم دیدیا۔ کہ معاویہ کا رونا ہمیں پسند ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں ستر جماعتوں کا ثواب لکھ دیا جائے۔ قبلہ! میں نے سوچا کہ اگر آج بھی آپ کی جماعت رہ گئی۔ تو آپ پھر روئیں گے۔ اور خدا تعالیٰ آپ کو پھر ستر جماعتوں کا ثواب دیدے گا۔ اس لئے میں نے آپ کو جگا کر جماعت کے ساتھ ملنے کو کہا ہے۔ تاکہ آپ کو ایک ہی جماعت کا ثواب ملے۔

دیکھا آپ نے! بے ایمان نے حلوہ میں کس طرح اپنا زہر ملا کر دینا چاہا۔ بھائیو! یہ شیطان بڑا ہی مکار ہے۔ اس کی چالوں سے بچو۔ بے ایمان بڑے بڑے روپ بدل کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں۔

لے بسا ابلیس آدم روئے است

پس نہ باید داد در ہر دست دست

میرے بھائیو! جماعت کی فضیلت معلوم کر لینے کے بعد اب
یہ بات بھی سمجھ لیجئے۔ کہ امام جماعت کیسا ہونا چاہیے۔

امامت

یہ نہیں کہ صاحب ہمیں امام سے کیا۔ ہم تو قرآن کے پیچھے نماز پڑھتے
ہیں۔ بھائیو! قرآن پڑھنے والا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اگر محض قرآن
ہی کو دیکھنا ہے۔ تو پھر امام کی جگہ گراموفون ریکارڈ جس میں قرآن بھرا
ہوا ہو۔ رکھ دیا جائے۔ تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ
قرآن تو یہاں بھی ہے۔ اور آپ نے تو نماز قرآن کے پیچھے پڑھنی ہے
کیوں صاحب! کیا یہ بات منظور ہے؟ اگر نہیں تو معلوم ہو گیا۔
کہ سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے۔ کہ قرآن پڑھنے والا کون، اور
کیا ہے؟

لیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا :-

اجْعَلُوا أَيْمَنَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ

وَبَيْنَ رَبِّكُمْ دَنْتَقَى مِنْهُ اِپنے امام برگزیدہ لوگوں کو بناؤ

کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے

نمائندہ ہیں۔

اس ارشاد میں امام کا برگزیدہ ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی امام نیک

عقیدہ اور نیک اعمال ہو۔ بد عقیدہ نہ ہو۔ برگزیدہ ہو۔ بدکار نہ ہو۔ خدا

و رسول کا فرمانبردار ہو۔ میرے بھائیو! دیکھ لو آپ سب جانتے ہیں

کہ اگر امام کے کپڑے پلید ہوں۔ تو چاہے وہ عالم و اعلم اور بہت

بڑا مدرس بھی کیوں نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز بھارت نہیں۔ کیوں؟ مرد

اس لئے کہ اس کے کپڑے پلید ہیں۔ تو بھائیو! جس کا دل ہی بد عقیدگی کی نجاست سے ملوث ہو۔ اس کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے؟ بھائیو! یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ شریعت ہی کا یہ ارشاد ہے۔ نماز اور باجماعت نماز کوئی معمولی چیز نہیں، کہ آگے کوئی بھی کھڑا ہو جائے، ٹھیک ہے۔ خوب یاد رکھئے۔ امام کا خوش عقیدہ اور متبع سنت ہونا ضروری ہے۔ بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک واقعہ سنو۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک شخص نے جماعت کراتے ہوئے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے ہتھوک دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ آپ نے اس کے مقتدیوں سے فرمایا۔

لَا يَصَلِّيْ لَكُمْ

آئندہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ یعنی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔ اس کے بعد جب وہ امام پھر نماز پڑھانے لگا۔ تو لوگوں نے اُسے امامت سے منع کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اُسے سنا دیا۔ وہ شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا۔ تو پوچھنے لگا۔ کہ حضور! آپ نے کیا میرے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں!

إِنَّكَ قَدْ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۱

تو نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔

بھائیو! قبلہ کی طرف صرف ہتھوکنے والے کے پیچھے حضور نے نماز پڑھنے سے روک دیا۔ تو پھر غور کر لیجئے۔ کہ اگر ایک شخص سرپا بے ادب ہو۔ اور قبلہ و اہل قبلہ پر شرک و بدعت کی ہتھوک، تھوکنے کا عادی ہو۔ اس کے پیچھے نماز کیسے درست ہو

سکتی ہے ؟

پس اے میرے بھائیو! نماز باجماعت پڑھو۔ اور اپنا امام وہ بناؤ جو واقعی اپنا ہو۔ ورنہ ثواب جماعت تو ہر طرف نماز ہی کی غیر نہیں۔

وَإِذْ نَادَىٰ نَارًا اِجْعَلِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ذَبْحًا

اس کے بعد دوسری اذان اور

پہلا خطبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ بِغَيْرِ عَمَدٍ
تَرَوْنَهَا وَزَيَّنَّهَا بِالنُّجُومِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
بِحُسْبَانٍ. وَبَسَطَ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَمِهَادًا
وَزَيَّنَّهَا بِالزَّرْعِ وَالزَّيْتُونِ وَالْأَعْنَابِ
وَالرَّيْحَانِ. نَحْمَدُكَ عَلَىٰ أَنْ خَلَقْنَا فَحَسِّنْ
صُورَنَا وَجَهْلَ سَيْرِنَا وَجَعَلْنَا مِنْ أَهْلِ
الْإِيمَانِ. وَنَشْكُرُكَ عَلَىٰ أَنْ أَظَلَّ عَلَيْنَا

شَهْرَ رَمَضَانَ . وَمَا أَدْرَاكَ مَا شَهْرُ رَمَضَانَ
 شَهْرٌ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ لِلصَّائِبِينَ
 وَتُغْلَقُ أَبْوَابَ النَّارِ عَلَى أَهْلِ الْعِصْيَانِ .
 نَشْهَدُ أَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
 شَرِيكَ لَهُ وَلَا ضِدَّ لَهُ وَلَا يَدَّ لَهُ فِي
 السُّلْطَانِ . وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
 عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ . شَفِيعَ الْعَصَاةِ يَوْمَ الْحُسْرَى
 سَيِّدُ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ
 آمَّا بَعْدُ

فِيهَا أَيُّهَا الثَّقَلَانِ . وَيَا أَيُّهَا الْإِخْوَانُ وَ
 الْخُلَّانُ . هَذَا شَهْرٌ عَظِيمٌ قَدَارُهُ فَخِيمٌ
 فَخْرُهُ . قَدْ أَظَلَّ عَلَيْكُمْ ثُمَّ أَذْنَكُمْ
 بِقُرْبِ الرَّحِيلِ . وَمَا بَقِيَ مِنْهُ إِلَّا قَلِيلٌ
 مِنَ الزَّمَانِ . وَقَدْ ذَهَبَ مِنْكُمْ أَوَّلُهُ
 وَأَوْسَطُهُ . وَجَاءَ كُمْ آخِرُهُ . أَوَّلُهُ مَغْفِرَةٌ

وَأَوْسَطُهُ رَحْمَةٌ. وَأَخْرَجَهُ عِتْقٌ مِنَ النَّيْرَانِ
 فِيهِ لَيْلَةُ الشَّرَفِ وَالْقَدَرِ. وَاللَّهُ لَهِيَ خَيْرٌ
 مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ. مَنْ قَامَهَا إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا
 غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ الْعِصْيَانِ فِيهِ يَوْمَئِذٍ
 الصَّالِحُونَ أَجْرُهُمْ وَيُغْفَرُ الْقَائِلُونَ
 ذُنُوبُهُمْ وَتُكْتَبُ لَهُمْ بَرَائَةٌ مِنَ النَّيْرَانِ
 فَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ صَامَ عَنِ الْحَرَامِ وَأَفْطَرَ
 عَلَى الْحَالِ وَهَلَكَ مِنْكُمْ مَنْ جَاهَدَ فِي
 الْحَسَنَاتِ وَاحْتَرَمَ عَنِ الْمَعَاصِي وَالطُّغْيَانِ
 وَهَلَكَ مِنْكُمْ مَنْ طَهَّرَ قَلْبَهُ عَنِ الْحَسَدِ
 وَالْبَغْضِ وَالْعَدَاوَةِ. وَنَقَّى صَدْرَهُ مِنَ
 الْعُجْبِ وَالرِّيَاءِ وَالْكِبْرِ وَالْقَسَاوَةِ. وَ
 هَلْ مِنْكُمْ مَنْ أَمْسَكَ فِي صَوْمِهِ عَنِ
 الْكِذْبِ وَالْغَيْبَةِ وَالنَّمِيمَةِ. وَغَضَّ
 بَصَرَهُ عَنِ مَحَارِمِ اللَّهِ الْعَظِيمَةِ. وَهَلَكَ

مِنْكُمْ مِنْ اسْتَغْفَرَ بِالْأَسْحَارِ - وَاجْتَهَدَ فِي
 تِلَاوَةِ كِتَابِ اللَّهِ أَمَّا اللَّيْلُ وَأَطْرَافُ
 النَّهَارِ - وَهَلْ مِنْكُمْ مَنْ قَامَ فِي لَيْلِي
 رَمَضَانَ هَيِّئَ لِي غُفْرَتُ ذُنُوبِي - وَ
 سِرَّتُ عَيْبِي - وَقَضَيْتُ حَاجَاتِي - وَ
 أَحْيَيْتُ دَعْوَاتِي - وَكُتِبَ لِي لِقَاءُ الرَّحْمَنِ
 وَطُوبَى لِمَنْ طُوبَى لِمَنْ صَرَفَ الْأَيَّامَ الْخَالِيَةَ
 وَاللَّيَالِي الْمَاضِيَةَ فِي الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ - وَ
 اجْتَهَدَ فِي تَرْكِ الْأَثَامِ وَجَاهَدَ فِي ارْتِضَائِ
 رَبِّهِ الْمَنَانِ - قُولُوا رَافِعِينَ أَلْفَ السُّؤَالِ
 إِلَى حَضْرَةِ الرَّبِّ الْمُتَعَالَى - اللَّهُمَّ يَا حَنَّانُ
 يَا رَحِيمُ - يَا دَيَّانُ يَا مَنَّانُ - إِنَّا قَدِ
 امْتَلَأْنَا أَمْرَكَ وَتَجَنَّبْنَا نَهْيَكَ وَصَمْنَا
 الْأَيَّامَ وَقُنَّا لَيْلِي رَمَضَانَ - وَزَجَّحْنَا
 عِبَادَتَكَ الْعَصَاةَ الْهَجْرِيَّةَ قَدْ قَارَتْ

ذُنُوبِنَا عَلَيَّ احْسِنَا تِنَا وَعَدَّتْ سَيِّئَاتِنَا عَلَيَّ طَاعَاتِنَا
 وَاَنْتَ رَبُّنَا وَغَافِرُنَا وَرَاحِمُنَا فَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا
 فَهَنْ يَغْفِرْنَا وَاِنْ لَمْ تَرْحَمْنَا فَهَنْ يَرْحَمْنَا
 وَاِنْ لَمْ تُطْرِدْنَا فَهَنْ يَقْرِبْنَا وَاِنْ تَبَعِدْنَا
 فَهَنْ يُؤْوِيْنَا فَاَلَا تَهْلِكُنَا بِذُنُوبِنَا وَ
 اغْفِرْ لَنَا مَا قَدْ مَنَّا وَمَا اَخْرَجْنَا وَمَا اسْرَرْنَا
 وَمَا اَعْلَنَّا وَمَا اَظْهَرْنَا وَمَا اَخْفَيْنَا وَ
 اِكْتُبْ لَنَا بَرَاءَةً مِّنَ الشِّرْكِ
 بَارِكْ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَتَفَعَّلْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ
 اِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرُّوْهُ رَحِيْمٌ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

عید الفطر

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَمَنْ يُؤْتِي
وَعَلَى أَصْحَابِهِ نَجْوَمِ الْهُدَى.

امّا بعد

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِ هِمِّي يَوْمَ فِطْرِهِمْ
بَاهِي بِهِمْ مَلَائِكَةٌ

مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۷

تصور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ اپنے ذاکر بندوں کے ساتھ فرشتوں میں مشاخر فرماتا ہے۔

حضرات! خدا کا ہزار بار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں رمضان شریف کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آج ہم اللہ تعالیٰ کی اسی نعمت کا شکر ادا کرنے کو یہ روز عید منا رہے ہیں۔
بیجا ہو! یہ دن بڑا ہی مبارک اور اہم ہے۔ ہم اس روز اپنے

اللہ سے بہت کچھ حاصل کریں گے۔ اور مہینہ بھر روزے رکھنے کے بعد اپنے مالک حقیقی سے لازوال انعام پائیں گے۔ میرے دوستو! میں نے جو حدیث پاک پڑھی ہے۔ یہ ایک بڑی طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ رمضان شریف گزر جانے کے بعد جب عید کا دن آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ فرشتوں میں مفاخرت فرماتا ہے۔ اور فرشتوں سے فرماتا ہے۔

يَا مَلَائِكَتِي مَا جَزَاءُ أَحِبِّرٍ وَفِي عَمَلِهِ

”اے میرے فرشتو! اس مزدور کا بدلہ کیا ہے۔ جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ الہی! اس کا تو بدلہ ہی ہے کہ اس کے کام کی پوری پوری مزدوری دی جائے۔ یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! میرے بندوں نے وہ کام پورا کر دیا۔ جو میں نے ان پر فرض کیا تھا۔ اب یہ دعا کے لئے نکلے ہیں اور اپنی آوازیں اور لہجہ بلند کر کے مجھ سے مغفرت طلب کر رہے ہیں۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں ان کی دعائیں ضرور سنوں گا پھر فرماتا ہے۔ جاؤ میرے بندو! میں نے تمہارے گناہ معاف فرما دیئے۔ اور تمہاری خطائیں نیکیوں سے بدل ڈالیں“

بھائیو! یہ مفصل حدیث مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۷۴ پر موجود ہے۔ اندازہ کیجئے کہ یہ روز سعید کتنا مبارک روز ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ یہ دن صرف اچھے کھانوں، نئے لباس، اور عطر و گلاب لگانے، خوشبو سونگھنے، ظاہری زیب و زینت دکھانے ہی کا دن نہیں۔ اور صرف اپنی باتوں کا نام عید نہیں۔ بلکہ باطنی خشوع و خضوع اور روحانی تطہیر۔ گناہ کی آلاشوں سے صفائی، ترک معاصی، مزیار و مساکین اور یتیموں، یتیموں کی اعانت

اور اللہ کی رضا جوئی یہ باتیں بھی پیش نظر ہونی چاہئیں۔ بغیر ان باتوں کے عید برائے نام عید ہوگی۔ بلکہ سچ پوچھتے۔ تو ان باتوں کے بغیر روزِ عید روزِ عید نہیں بلکہ روزِ وعید بن جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ

لَيْسَ الْعِيدُ لِمَنْ لَيْسَ الْجَدِيدُ
إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيدَ

یعنی عید اس کی نہیں۔ جس نے نئے کپڑے پہن لئے۔ عید اس کی ہے۔ جو خدا کے عذاب سے ڈرا۔

لَيْسَ الْعِيدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا
إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا

عید اس کی نہیں۔ جو مختلف سواریوں پر سوار ہوا۔ عید اس کی ہے۔ جس نے گناہوں کو چھوڑا۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے چند بچوں نے عید

قطعہ عید

سے ایک روز قبل درخواست کی۔ کہ ہمیں کوئی قطعہ عید لکھ دیجئے۔ تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حسب ذیل رباعی لکھ کر دی ہے

خلق گوید کہ فرما روزِ عید است
خوشی در روح ہر مومن پدید است
دراں روز سے کہ با ایمان بمسیرم
مرا در ملک خود آن روز عید است

یعنی لوگ کہہ رہے ہیں۔ کہ کل عید کا روز ہے۔ مگر میں تو جس روز ایمان سلامت لے کر جہان سے اٹھوں گا۔ میرے لئے وہ روز روزِ عید ہوگا۔

سبحان اللہ! کیا بات ارشاد فرمائی۔ کہ اگر ایمان ہی سلامت

نہیں۔ تو کیسی عید؟ میرے بزرگو! عید کا روز اپنے گناہوں کی معافی کا روز ہے۔ اس روز فضول خرچیوں اور دیگر منہیاتِ شرعیہ کا ارتکاب کر کے اس روز کو اپنے لئے عید کا روز نہ بنا لو۔

بظاہر اچھے اور اُچلے کپڑے پہن لئے مگر دل اگر برا اور گناہوں کی میل سے گندہ ہو۔ تو یہ اُچلے کپڑے بالکل ایسے ہی سمجھئے۔ جیسے کسی نجاست پر چاندی کا ورق چپکا دیا جائے۔ مزہ تو جب ہے۔ کہ ظاہر کی طرح باطن بھی صاف ستھرا ہو۔

میرے نبھاؤ! ہماری عید دوسرے لوگوں کی دنیوی **اسلامی عید** عیدوں کی طرح کی عید نہیں ہے۔ اسلامی عید ایک

نہایت بلند تخیل پر مبنی ہے۔ اسلام کی دیگر خوبیوں کے علاوہ یہ موقع بھی دین کی عظمت و برتری کے اظہار کا موقع ہوتا ہے۔ اس جشنِ مسرت کو مسلمان دیگر اقوام کی طرح لہو و لعب اور لغویات و خرافات میں نہیں گزارتے۔ بلکہ احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے شکر یہ میں سارے شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر ایک امام کے چھپے اپنے معبودِ حقیقی کے سامنے سرِ نیاز جھکا دیتے ہیں۔ اور سب ایک ہی جذبہ اور ایک ہی سرور میں مست ہوتے ہیں۔ اور صرف اپنے اپنے اللہ کی خوشنودی و رضا جوئی پیشِ نظر ہوتی ہے۔ ہماری عید کو لہو و لعب اور خرافات و لغویات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عید اپنے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور سچ پوچھئے۔ تو یہ عید کا روز دراصل روزہ داروں کے لئے عید کا روز ہے۔ روزہ دار ہینہ بھر اللہ کی اطاعت میں مشغول رہ کر اس روز اپنے اللہ سے اجر پاتے ہیں۔ چنانچہ شاعر لکھتا ہے۔

عیدِ خدا کے پیاروں کی ہے یعنی روزہ داروں کی ہے

سب محنت منظور ہوتی ہے ہر کوشش منظور ہوتی ہے

قرض اترا بندوں کے سر سے

داد ملی اللہ کے گھر سے

روح کی صفائی

میرے بھائیو! مہینہ بھر کے روزوں سے روح کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کپڑے کو

گرم پانی اور صابن سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بھوک پیاس کی آگ اور تقویٰ و پرہیزگاری کے صابن سے مہینہ بھر میں یہ روح چمک اٹھتی ہے۔ اور روزہ دار کا باطن صاف اور اچھا ہو جاتا ہے اور چونکہ اسلام ظاہر و باطن دونوں کی صفائی پر زور دیتا ہے۔ اس لئے عید کے روز حکم ہے۔ کہ تمہارا باطن صاف اور سچھا رہے۔ تو آج ظاہر بھی خوب صاف اور سچھا رکھو۔ نہاؤ۔ نئے کپڑے پہنو۔ خوشبو لگاؤ۔ اور عید گاہ میں اپنے ظاہر و باطن کی یکسانیت کا مظاہرہ کرو۔ اور ظاہر خوشنما بنا کر عید گاہ کی طرف چلو۔ تو اپنے باطن کی نورانیت کا بھی اعلان کرتے چلو۔ اور یوں کہتے ہوئے نکلو۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَبِئْسَ الْخَبْرُ

میرے بھائیو! اس روز مسلمان جب اس شان سے نکلتے ہیں تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی یہ ظاہر و باطن کی نورانیت دیکھ کر فرشتوں میں مفاخرت فرماتا ہے۔ کہ اے میرے فرشتو! دیکھ لو یہی وہ میرے بندے ہیں۔ جن کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کے وقت تم نے کہا تھا کہ اَنْجَعِلْ فِيْهَا مِنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا دَالِيْمٌ اور میں نے فرمایا بِنَاءِ اِنَّا اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ میرے علم میں یہی نظر سے، اور میرے بندوں کی یہی ظاہر و باطن کی نورانیت تھی۔

صدقہ فطر

حضرات! اسلام میں امیروں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ غریبوں کا خیال رکھیں۔ عید کے روز جہاں امیر لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے طرح طرح کے نئے کپڑے سلواتے اور قسم قسم کی غذائیں کھاتے ہیں۔ وہاں غریبوں کے دل بھی اپنے اور اپنے بچوں کے لئے بیقرار رہتے ہیں۔ اور وہ بھی عید کی خوشیاں منانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عید کے روز ان لوگوں پر جن پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسلام نے صدقہ فطر واجب کر دیا ہے۔ اور اس روز ہر صاحبِ نصاب پر اس کے گھر کے ہر فرد کی طرف سے سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت غریبوں کو دینا لازم ہے۔ اس کا اس قدر تاکید حکم ہے۔ کہ حضور صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صدقہ فطر ادا نہ کیا۔ اس کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے رہتے ہیں۔ بھائیو! صدقہ فطر سے ایک تو اپنے روزے مقبول ہو جاتے ہیں۔ اور روزے میں جو کوئی لغزشیں ہو چکی ہیں۔ وہ معاف ہو جاتی ہیں۔ دوسرے غریبوں کے لئے بھی عید کی خوشیوں میں شرکت کرنے کا سامان مہیا ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! حقیقتاً صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد میں دین و دنیا کی حکمتیں مضمر ہوتی ہیں۔

میرے بھائیو! عید کے روز مسلمان ایک دوسرے سے گلے ملنا

معانقہ کرنے اور گلے بھی ملتے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ مگر آپ سن چکے۔ کہ اس روز مسلمان کا باطن بھی صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اور جسم بھی۔ اور اگر اندر سے گندہ ہو۔ تو باہر کی صفائی کا کیا فائدہ۔ بالکل اسبطرح گلے ملنے کا فائدہ اسی صورت میں ہے جبکہ دل بھی مل جائیں۔ اگر دل نہ ملے۔ تو سینے سے سینہ ملا لینے

کا کیا فائدہ ہے؟

بڑھ پڑھ کے دوگانہ عید کا جب آپس میں مسلمان ملتے ہیں
الفتا کی ہوا میں چلتی ہیں اخلاق کے ننھے کھلتے ہیں
خو عید ہماری ظاہر ہے وہ عید ہماری باطن ہو
اس شان سے یارب دل بھی ملیں جس شان سے سینے ملتے ہیں

لطفیم | بھائیو! اگر گلے سے گلا اور سینے سے سینہ ملا لیا مگر دل
میں وہی بغض و کینہ باقی رہا۔ تو اس گلے ملنے کا کیا

فائدہ؟ یہ تو پھر وہی بات ہو جائے گی۔ جو کسی گاؤں میں واقع
ہوئی تھی۔ کسی گاؤں کے کنوئیں میں کتا گر گیا۔ اور مر گیا۔ لوگوں
نے مولوی صاحب سے فتویٰ پوچھا۔ کہ کیا کیا جائے۔

تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ

سارا پانی نکالو۔ چنانچہ لوگوں نے سارا پانی نکال دیا۔ اور پھر فتویٰ
دیر کے بعد کنوئیں سے پانی نکال کر مولوی صاحب کے پاس گئے۔ اور
کہا۔ کہ حضور! اب تو کنوئیں پاک ہو گیا۔ پہلے آپ یہ پانی پییں
مولوی صاحب نے دیکھا۔ کہ پانی میں بال تھے۔ پوچھا۔ یہ بال
کس چیز کے ہیں؟ وہ بولے۔ اسی کتے کے۔ مولوی صاحب نے کہا۔
تو کتا کہاں ہے؟ بولے اسی کنوئیں میں۔ مولوی صاحب نے کہا۔
کبختو! کتا نہیں نکالا؟ وہ بولے۔ مولوی صاحب! آپ نے کتے
کا کب کہا تھا۔ آپ نے تو صرف پانی کا کہا تھا۔ کہ پانی نکال دو۔
ہم نے پانی نکال دیا ہے۔ اور کتا تو اندر ہی ہے۔ مولوی صاحب
نے کہا۔ ہو تو غوا کتا اگر اندر ہی ہے تو پانی چاہے ہزار بار نکالو۔
کنوئیں پاک نہ ہوگا۔ بھائیو! اسی طرح بغض و کینہ کا کتا اگر سینہ
کے اندر ہی رہا۔ تو گلے سے گلا ہزار بار ملا لو۔ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

کنواں پاک کرنا ہے۔ تو کتا پہلے نکالو۔ پھر پانی نکالو۔ یونہی دل صاف کرنا ہے۔ تو بغض و عناد کا کتا پہلے نکالو۔ پھر گلے ملو۔ خوب یاد رکھو۔ کہ

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا !!

جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا

ایک فارسی شاعر لکھتا ہے۔

خواہی کہ شود دل تو جو آئینہ

نہ چیز بروں کن درون سینہ

حرص و امل و دروغ و غیبت

مخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

یعنی اپنا دل اگر آئینہ کی مانند صاف رکھنا چاہو۔ تو اس میں

سے نو چیزیں نکال دو۔ حرص۔ خواہش بد۔ جھوٹ۔ چغلی۔ مخل۔

حسد۔ ریا۔ تکبر۔ اور کینہ۔

میرے بھائیو! اس روز آجکل کے مسلمان فضول

خرچی بہت کرنے لگتے ہیں۔ یہ بات بہت بری

فضول خرچی

ہے۔ فضول خرچ آدمی کو خدا تعالیٰ نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے

افسوس کہ آجکل عید کا روز ہو و لعب کا دن سمجھ لیا گیا ہے۔ اور

ناعاقبت اندیش افراد اس روز پیسے خوب اڑاتے ہیں۔ اور یہی

وجہ ہے۔ کہ سینما والے بھی یہ روش دیکھ کر عید کے روز دو دو شو

اور بڑھا دیتے ہیں۔ اور اشتہاروں میں لکھتے ہیں۔ عید کی خوشی

میں چار شو۔ افسوس! عید افسوس! شریعت تو فرماتے کہ ہر روز

پانچ نمازیں۔ اور عید کی خوشی میں چھ نمازیں۔ مگر نئی تہذیب بکاری

کہ ہر روز دو شو۔ اور عید کی خوشی میں چار شو،

ہیں خوشی میں عید کی کیوں چلے شو
خوابِ غفلت تا بہ کے بسیدار شو
ہاں تو بھائیو! فضول خرچی سے بچو۔ اور اپنے اللہ کو جس نے یہ
دن عطا فرمایا ہے۔ نہ بھولو۔

بے ازبر کھلوا بھی مجھے و اشرب لبا بھی
کبھی یاد آیا ہے لا تسرفوا بھی
خدا اپنے بندوں سے غافل نہیں ہے
نہ بھولا جو تجھ کو نہ بھول اس کو تو بھی

سوئیاں میرے بزرگو! اس روز اگر نماز نے توفیق دے رکھی ہو۔ تو

سوئیاں پکانے میں کوئی حرج نہیں۔ پکاؤ اور کھاؤ کھلاؤ
ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ بالعموم لوگ سوئیاں پکاتے۔ خود کھاتے اور
دوست احباب کو کھلاتے ہیں۔ اس میں ہرگز کوئی بری بات نہیں۔
اور اگر اسے بدعت کہا جائے۔ تو پھر کیا اس روز کوئی چیز پکانے کی
اجازت بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو پھر عید کیسی ۳۱ واں روزہ
ہی ہوا۔ جو بدعت کہنے والے ہی کے لئے ہوگا۔ اور اگر ہے۔ تو
جس طرح وہ چیز پکانا بدعت نہ ہوگی۔ اسی طرح سوئیاں پکانا بھی بدعت
نہیں۔

آجکل کچھ عجیب سے خیالات نکل آتے ہیں۔ نماز عید کے
بعد معاف کرنا بھی بڑی اچھی بات ہے۔ اگر کسی کے خیال میں یہ
بات بھی بدعت ہو۔ تو پھر ہمارے خیال میں اس کا خیال یہ ہوگا
کہ عید کے بعد گلے تو نہ ملا جائے۔ ہاں یہ اُسے ایک چپت رسید
کرے۔ اور وہ اسے دو گھونٹے لگائے۔ نماز پڑھنے کے بعد بس ہر
طرف عداوت ہی عداوت نظر آنے لگے۔ معاف نہ مانجے تو محبت

کی علامت ہیں۔ اور یہ باتیں تو ہو گئیں بدعت۔ پھر بدعت سے بچنے کے لئے سوائے عداوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے خیالوں سے محفوظ رکھے۔ اور اس روز ہر طرف محبت ہی محبت نظر آئے۔ اور آپس میں یہ محبت مسلمانوں کے دلوں میں مستقل ہو جائے۔ آمین :-

وَاخِرُ كَلِمَاتِي الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس کے بعد نماز عید اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ أَكْبَرُ

اللَّهُ أَكْبَرُ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - وَاللَّهُ أَكْبَرُ - اللَّهُ

أَكْبَرُ - وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْأَكْبَرُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْمَجِيدِ - الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ

ذِي الْأُطْفِ وَالْجُودِ فِي الْقَدِيمِ وَالْمَجِيدِ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

لَهُ وَهُوَ أَقْرَبُ مِنِّي حَبْلِ الْوَرِيدِ - اللَّهُ أَكْبَرُ

اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَ
 لِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْتَّحْمِيدُ - سُبْحَانَ الَّذِي
 أَعَزَّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرِ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ
 شَهْرِ فِيهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ
 مَنْ صَامَ وَقَامَ فِي أَيَّامِهِ وَلِيَالِهِ اسْتَحَقَّ
 الثَّوَابَ الْكَرِيمَ - اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ
 وَالْتَّحْمِيدُ - سُبْحَانَ مَا عَظُمُ شَانُهُ وَعَدَّ
 لِلصَّالِحِينَ وَالْقَائِمِينَ النَّجَاةَ مِنْ مَهَالِكِ
 يَوْمِ الْوَعِيدِ قَائِلًا وَكَذَلِكَ مَا مَرِيدٍ كَيْفَ
 أَشْكُرُهُ وَكَيْفَ لَا أَشْكُرُهُ عَلَى مَا أَعَادَ
 عَلَيْنَا عَوَائِدَ الْإِحْسَانِ وَأَظَلَّ عَلَيْنَا يَوْمَ
 الْعَيْدِ - اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْتَّحْمِيدُ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

وَرَسُولُهُ الَّذِي هَدَى الْخَلْقَ إِلَى الصِّرَاطِ
 الْمُسْتَقِيمِ - وَأَخْرَجَهُمْ مِنْ شَفَا حُفْرَةِ
 النَّارِ إِلَى دَارِ النَّعِيمِ - وَتَكْفُلَ لِشَفَاعَةِ
 الْعُصَاةِ يَوْمَ الْوَعِيدِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
 عَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً دَائِمَةً لَا تَنْقَطِعُ
 وَلَا تَبِيدُ - اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ
 وَالْتِمَجِيدُ - وَبَعْدُ فَيَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
 مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ - قَدْ أَظْلَكُمُ يَوْمَ
 الْعِيدِ - يَوْمَ الْفِطْرِ مِنَ الصِّيَامِ - وَالتَّوْبَةِ
 مِنَ الْأَثَامِ - يَوْمَ السُّرُورِ وَالْفَرَحِ وَ
 الْإِنَابَةِ - تَنْزَلَ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ
 مِنَ السَّمَاوَاتِ لِيُعَايِنَةَ عِبَادَاتِ الْعِبِيدِ
 فَأَتَقُوا اللَّهَ وَاجْتَهِدُوا فِي الْعِبَادَةِ طَلَبًا
 لِلْحُسْنَى وَالزِّيَادَةِ - وَتَوَبُّوا إِلَى اللَّهِ مِنْ

كُلُّ ذَنْبٍ قَدِيمٌ وَجَدِيدٌ. اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ
 أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ
 وَالْتَمَّجِيئًا. وَأَعْلَمُوا الْبَيْتَ الْعِيدَ لِمَنْ نَسِيَ
 الْعُقْبَةَ وَآثَرَ الدُّنْيَا وَاشْتَغَلَ بِأَسْبَابِ
 الْمَسْرَعَةِ الْمِضَلَّةِ كَاشْتَغَالَ فِرْعَوْنُ وَ
 الْوَلِيدَ. إِنَّمَا الْعِيدُ لِمَنْ هَجَرَ مَا نَهَى عَنْهُ
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ. يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ فِي اللَّهِ
 عِزًّا مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَخَلْفًا مِنْ كُلِّ
 فَاتٍ فَبِاللَّهِ فَتَقُوا وَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا وَاسْتَغْفِرُوا
 وَلَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِهِ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
 الْحَمِيدُ. بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ
 تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ سَوْدٌ رَحِيمٌ
 تَقْوَى وَيَرْبُّهُ كَرِيمٌ دُوسْرَا خُطْبَةُ

عید الفطر کا دوسرا خطبہ صفحہ ۱۳ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ
 مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا بَعْدُ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ
 يَا أُولِي الدِّينِ احْسِنُوا إِلَى الْقُرْبَانِ وَالْيَتَامَى وَ
 الْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالْبَنِينَ
 الشَّيْئِلِ - وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ - إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا (پس)

اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔ اور
 ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور
 محتاجوں، اور پاس کے ہمسائے اور دُور کے ہمسائے، اور

کروٹ کے ساتھی، اور راہ گیر، اور اپنے باندی غلام سے۔
بیشک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

حضرات!۔ آج میں نے قرآن پاک کی جو آیات شریفہ پڑھی ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان میں حقوق اسلام کا ذکر فرمایا ہے۔ مسلمان پر بہت سے حقوق ہیں۔ کچھ اللہ تعالیٰ کے، اور کچھ بندوں کے۔ آیات مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ "اللہ کی بندگی کرو" اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ گویا بندے پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائے۔

بھائیو! خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہی اس لائق ہے۔ کہ اس کی عبادت کی جائے۔ خدا تعالیٰ کے ہم پر بڑے بڑے اور بے شمار احسان ہیں۔ اور یہ اسی کی مہربانی اور لطف و کرم ہے۔ کہ ہم نیستی سے ہستی میں آئے۔ اور "نہ" سے "ہاں" ہوئے۔ "کچھ بھی" نہ تھے۔ اور "کچھ" ہو گئے۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:-

انسان کی پیدائش

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ

يَكُنْ شَيْئًا مَّا كُورًا۔ یعنی انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر شئی نہ تھا۔ (پہلے ۲۹) واقعاً ایک وقت ایسا تھا جبکہ حضرت انسان کا صفحہ ہستی پر نام و نشان تک نہ تھا۔ تعلقات و علاقہ و دنیا سے بے خبر اور ایسا گننام و بے نشان تھا۔ کہ فرشتوں کو بھی اس کے وجود اور اس کے کارناموں کا کوئی علم نہ تھا۔ یہ تو محض اللہ کا کرم ہے۔ کہ وہ اس بے نشان کو عالم ظہور میں لایا۔ اور اسے طرح طرح کے انعامات سے مشرف فرمایا۔ انسان کی پیدائش کا حال خدا تعالیٰ نے دوسری آیات میں اس طرح بیان فرمایا ہے:-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ. ثُمَّ جَعَلْنَاهُ
نُطْفَةً فِي تَرَارٍ مَّكِينٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مَضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ
لَحْمًا. ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ

(جاء ۱) اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے
اور پھر ہم ہی نے اُسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا
پھر ہم ہی نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ اور پھر ہم نے لوتھڑے
کا مضغہ (یعنی بندھی بوٹی) بنایا۔ پھر ہم ہی نے مضغہ کی
ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا۔ پھر
ہم ہی نے اس کو بالکل دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس خدا
بڑا ہی بابرکت ہے۔ جو سب بنانے والوں میں بہتر
بنانے والا ہے۔

حضرات! ان آیات شریفہ کی طرف دیکھئے۔ اور غور فرمائیے کہ
انسان کی حقیقت کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے فضل و
کرم سے ایک بے نشان کو خلعت وجود سے لوازا ہے۔ اور پھر پیدا
فرمانے کے بعد اس پر کس قدر انعامات کی بارش فرمائی ہے۔ باوجود
اس حقیقت کے اگر کوئی شخص اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے۔ اور
اس کی عبادت نہ کرے۔ تو اس کی گمراہی و حماقت میں کیا شبہ ہو
سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔ "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت

کو۔ جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اور تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا۔"
خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا ہے۔ کہ چومکرمیں

تمہارا پیدا کرنے والا ہوں۔ اس لئے میری عبادت کرو۔ بھائیو! عقل سلیم کا بھی یہ سختی ہے۔ کہ اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت کی جائے اور اُسے فراموش نہ کیا جائے۔

حکایت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت لکھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی

علیہ الرحمۃ کو حضرت ایاز سے بڑا پیار تھا۔ اور ایاز اپنے حسن اخلاق کی بنا پر بہت بڑے عہدے پر فائز ہو چکے تھے۔ حضرت ایاز کے اس منصب کو دیکھ کر اراکین سلطنت میں ان کے کچھ حاسد بھی پیدا ہو گئے۔ حضرت ایاز میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ جن کے باعث حضرت سلطان محمود ان کے گرویدہ تھے۔ لوگ ایاز کے حاسد تھے۔ مگر ایاز کسی کا برا نہیں چاہتے تھے۔ اور بھائیو! ہونا بھی ایسا ہی چاہئے۔ حاسد بچارہ اپنی آگ میں آپ جلتا ہے۔ اور دوسرے کی عظمت دیکھ کر کٹھناتا ہے۔ حالانکہ ایک سچے مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ کسی بھائی کی عظمت دیکھ کر خوش ہو۔ اور بجائے اس کے کہ اس کی عظمت کے زوال کی تمنا کرے۔ خود اپنے لئے بھی عظمت کے حصول کی دعا کرے۔ اور کوشش کرے۔ کہ اللہ اُسے بھی عظمتوں سے نوازے یعنی کسی بھائی کی عظمت دیکھ کر رشک کرے۔ حسد نہ کرے۔ رشک کا یہ معنی ہے۔ کہ اگر کسی بھائی کے پاس کار دیکھے۔ تو ہمت کرے اور دعا کرے۔ کہ مجھے بھی ایسی کار مل جائے۔ مگر حسد کا معنی یہ ہے۔ کہ تمنا یہ کرے۔ کہ الہی! مجھے بھی کار دے یا نہ دے۔ مگر اس کا پڑھ غرق کر۔ اور اسے کار سمیت کسی گڑھے میں پھینک۔ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ نے حضرت ایاز کی خوبیاں ظاہر کرنے کے لئے ایک بار بھرے دربار میں زمین پر دو برابر کی اور یکساں لکیریں کھینچیں۔ اور

دوباروں سے کہا۔ کہ تم میں کوئی ہے۔ جو ان دو برابر اور یکساں لکیروں میں سے ایک لکیر کو دوسری لکیر سے چھوٹا کر دے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ دونوں لکیروں میں سے کسی ایک لکیر کے کسی حصے کو مٹایا نہ جائے اور اُسے دوسری لکیر سے چھوٹا بھی کر دکھایا جائے۔ اگر ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ تو اٹھئے۔ سب نے عرض کی۔ حضور! یہ تو مشکل ہے۔ کہ دو یکساں لکیروں میں سے ایک لکیر کا کچھ حصہ مٹائے بغیر اُسے چھوٹا کر دکھایا جائے۔ سلطان محمود نے فرمایا۔ مگر یہی مشکل کام انشاء اللہ ایاز کر دکھائے گا۔ چنانچہ حضرت ایاز سے کہا گیا۔ کہ تو تم ان دونوں برابر کی لکیروں میں سے ایک کا کچھ حصہ مٹائے بغیر اُسے دوسری سے چھوٹی کر دکھاؤ۔ حضرت ایاز اٹھئے۔ اور انہوں نے بجائے اس کے کہ ایک لکیر کا کچھ حصہ مٹاتے۔ دوسری لکیر کو اور بھی زیادہ لمبا کر دیا۔ اب اس طرح دوسری لکیر اس سے چھوٹی ہو گئی۔ حضرت سلطان محمود نے فرمایا۔ دیکھا تم نے۔ یہ ہے خوبی ایاز میں۔ کہ یہ کسی کا نقصان، اور گھانا نہیں چاہتے۔ بلکہ بھائی ہی چاہتے ہیں۔ مگر تم دوسروں کا نقصان چاہتے ہو۔

سبحان اللہ! کیا اچھی بات ہے۔ اگر یہی بات سب مسلمانوں میں پیدا ہو جائے۔ تو ہماری کایا ہی پلٹ جائے۔ ہاں تو یہی حضرت ایاز ہر روز صبح شہر سے باہر نکل جایا کرتے تھے اور شہر سے دور ایک منقل مکان کو کھول کر اس کے اندر داخل ہو جایا کرتے تھے۔ اور کچھ وقت اندر رہ کر پھر باہر نکل آیا کرتے۔ اور مکان کو منقل کر کے واپس آ جایا کرتے تھے۔ آپ کے حاسدوں کو اور تو کوئی بات نظر نہ آتی۔ یہی ایک بات لے کر سلطان محمود تک پہنچے اور کہنے لگے۔ حضور! یہ ایاز جس کو آپ نے اتنا سر چڑھا رکھا ہے۔ ہر روز

شہر سے باہر ایک مکان میں جاتا ہے۔ اور وہ مکان ہر وقت مقفل رہتا ہے۔ یہ اسے کھول کر اندر جاتا ہے۔ اور کسی کو ساتھ اندر نہیں جانے دیتا۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ اس میں اس نے کوئی آپ سے بھی پوشیدہ طور پر خزانہ دبا رکھا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ہر روز وہاں جانا ہے۔ آپ اس کی تحقیق کریں۔ سہ

بادشاہ سن کے یہ حیراں رہ گیا
حکم اک سردار کو فورا دیا
جا رہی اور قفل محبہ توڑ کے
یاں اٹھا لا جو وہاں تجھ کو ملے

پنچم ایک سپاہی اس مکان میں گیا۔ اور قفل توڑ کر اندر گیا
تو اسے ایک گھڑی نظر آئی۔ وہ گھڑی بادشاہ کے حضور پیش کی گئی
بادشاہ نے بھرے دربار میں حکم دیا۔ کہ کھولو اس گھڑی کو۔ اور دیکھو
اس میں کیا ہے؟ سہ

کھولی گھڑی دیکھتے ہیں اس میں کیا
گھاس کی پاپوش کبیل کی تبا
تھیں پرانی جوتیاں ٹوٹی ہوئی

اور تبا پر نہ چڑھی تھی کبیل کی
سارا دربار یہ قصہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ گھڑی میں سے تھیں
سی پرانی جوتیاں اور ایک بوسیدہ تبا نکلی۔ یہ قصہ دیکھ کر بادشاہ
بھی حیران رہ گیا۔ اور حضرت ایاز سے پوچھا۔ کہ ایاز! یہ کیا قصہ
ہے؟ سہ

دست بستہ عرض کی اس نے مشہا
تھی یہی پوشاک جب گھر سے چلا

دیکھتا ہوں اس کو ہر روز ایک بار
تازہ بھولوں اپنا میں اصل و تبار
مہربانی شہ کی اُن کو دیکھ کر
سوگنی آتی ہے آنکھوں میں نظر

یعنی حضور! میں جب گھر سے چلا تھا۔ تو میرا یہی لباس تھا۔
پھٹا پرانا اور بوسیدہ۔ معمولی سی قبا اور ٹوٹی پھوٹی جوتیاں۔ یہ
تو سارا کرم حضور آپ کا ہے۔ جو میں اس درجہ تک آپہنچا ہوں۔
اور شاہی لباس پہننے لگا ہوں۔ میں جناب کے احسانات یاد رکھنے
کے لئے ہر روز اس اپنے اصلی لباس کو دیکھ لیتا ہوں۔ تاکہ میں
اپنی حقیقت کو بھول نہ جاؤں۔ اور آپ کے احسانات ہر وقت
میرے پیش نظر رہیں۔

سبحان اللہ! کیا سبق آموز حکایت ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ
نے اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ انسان کو بھی اپنی اصل اور حقیقت
ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہئے۔ اور سوچنا چاہئے۔ کہ یہ تھا کیا ہے
کچھ بھی نہ تھا۔ اور تھا بھی تو ایک قطرہ آب۔ یہ تو محض اللہ کا کرم
ہے۔ جو اس نے انسان کو اس نبی اور پستی سے نکال کر اتنی بڑی
شرافت و عظمت بخشی۔ اور اس قدر انعامات و احسانات سے نوازا
کہ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كَاتِبًا وَجَعَلْنَا لَهُم مِّنَ الْجِبَالِ مَوَاقِدَ مِّنْ نَّارٍ
لِّعِبَادِهِمْ وَقَدَرْنَا لَدَيْهِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْجِبَالَ وَالْحُلُقَامَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ هَذَا الشَّهْرَ
 مَبْدَأَ الْاِحْرَامِ - وَجَعَلَهُ شَهْرًا مُحْتَرَمًا بَيْنَ
 شَهْرٍ وَالْاُخْرَی - فَحَمْدًا عَلَیْهِ اَنْ جَعَلَنَا مِنْ
 صَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقَامَ لِيَا لَيْلِهِ وَمَا كُنَّا
 لِنُهْتَدِيَ اِلَيْهِ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا ذُو الْاِحْرَامِ
 وَنَشْكُرُهُ عَلَیْهِ اَنْ اَظْلَقَ عَلَيْنَا شَهْرًا جَدِيدًا
 وَقَدْ تَسَعَيْدًا شَهْرٍ شَوَّالٍ - وَهُوَ الْكَبِیْرُ
 الْبُنْعَالِ - ذُو الْفَضْلِ وَالْاِنْعَامِ - نَشْهَدُ اِنَّهُ
 لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَوْ كَانَ
 لِفَسَادِ الْاِنْتِظَامِ - وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
 عَبْدًا وَرَسُولَهُ سَيِّدَ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ -

اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا الْحَاضِرُونَ قَدْ مَضَى شَهْرُ رَمَضَانَ -

شَهْرُ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ - شَهْرُ الْفَضْلِ وَ
 الْإِنْعَامِ - وَأَحْسَرْنَا عَلَى وَدَاعِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ
 وَوَأَسْفَاهُ عَلَى ذَهَابِ تِلْكَ الدَّيَالِ الْعِظَامِ
 فَإِنْ كُنْتُمْ قَدْ صَرَفْتُمْ الْأَوْقَاتِ فِيهِ بِالطَّاعَاتِ
 وَزَجَرْتُمْ النُّفُوسَ عَنِ السُّهْيَاتِ فَلَكُمْ
 بِشَارَةَ دَارِ السَّلَامِ - وَإِنْ كُنْتُمْ قَدْ أَصْبَحْتُمْ
 فِيهِ بِالْعَيْبَةِ وَأَكَلِ الدُّحُومِ وَمَا مَسَّكُمْ
 إِلَّا مِنْ الْمُطْرَاتِ الثَّلَاثَةِ فَأَخْشَوْا زَجْرَ
 شَيْبِ الْإِنْتِقَامِ - تَفَكَّرُوا لَيْتَ أَحْسَنَ اللَّهُ
 عَلَيْكُمْ شَهْرًا مِنْ اجْتَمَعَتْ فِيهِ فِي الْعِبَادَةِ فَازَ
 الدَّرَجَاتِ الْعُلَى الَّتِي لَا تَذْهَبُ إِلَيْهَا الْأَوْهَامُ
 وَأَنْتُمْ قَدْ ضَيَّعْتُمُوهَا وَفِي تَحْصِيلِ لُطَيَّاتِ
 صِرْفَانِهَا فَالْأَعْمَالُ تُضَيِّعُ مِثْلَ تِلْكَ
 الْأَيَّامِ - فَمَلِكُكُمْ أَنْ تَتَوَلَّوْا مَسَادِرَ مِنْكُمْ
 حَضْرَةً مِنْ بَيْتِ الْإِمْتِصَامِ - وَخُذُوا هَذَا

الشَّهْرَ الشَّرِيفِ بِالْحَجِّ وَالْإِهْتِمَامِ - وَالزُّمُوعِ عَلَيْكُمْ
 صِيَامَ سِنَةِ شَوَّالٍ بِالتَّابِعِ أَوْ بِتَفَارِقِ الْأَيَّامِ
 فَهِنَّ صَامَ رَمَضَانَ وَاتَّبَعَهُ سِتَامِنُ شَوَّالٍ
 كَانَ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ كَذَا أَخْبَرَنِي سَيِّدُ
 الْأَنْبَاءِ - وَعَلَيْكُمْ بِالْجِتَابِ عَنِ الْمُنْهَيَّاتِ
 أَمَا تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَطَّلِعُ عَلَى أَعْمَالِكُمْ
 وَيَسْمَعُ أَقْوَالَكُمْ وَيَنْظُرُ أَعْمَالَكُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ
 مَا فِي الْأَرْحَامِ. الْكُفْرُ فِيهِ شَكٌّ فَاهْذِهِ الْغَفْلَةُ
 عَنْ أَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامِ. يَوْمَ الْمُنَاقَشَةِ وَ
 الْمُحَاسَبَةِ يَوْمَ يَقُومُ فِيهِ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ
 صَفًّا. وَيُنَادِي الْأَرْضُ دَكَّادًا يَوْمَ الْحِسْبَةِ
 وَالْأَرْحَامِ - أَوْصِيكُمْ وَإِيَّايَ بِتَقْوَى اللَّهِ
 تَعَالَى فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَإِنَّ التَّقْوَى خَيْرُ
 الزَّادِ. وَهُوَ الْمُنْجِي يَوْمَ الْمَعَادِ - مَنْ أَلْفَا
 نَجَا وَمَنْ لَمْ يَتَّقِ طَغَا - اللَّهُ اللَّهُ اتَّقُوا

اللّٰهُ حَقُّ تَقَاتِيهِ. وَتَضَرَّعُوا بِحَضْرَتِيهِ.
 اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ. غَلَبَتْ رَحْمَتُكَ
 غَضَبَكَ فَاَدْخَلْنَا بِغَيْرِ حِسَابٍ دَارَ السَّلَامِ
 تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
 بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ
 اِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ رُؤُوفٌ رَّحِيمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

انسان کی حقیقت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَإِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِط

اَلْمَعْرِفَةِ

حضرات پچھلے جمعہ میں میں نے قرآن پاک کی کچھ آیات پڑھی تھیں جن سے انسان کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ اللہ ہی کا لطف و کرم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اتنی عزتیں بخشیں۔ پھر عقل سلیم ہی سے دریافت کیجئے۔ کہ اس خالق حقیقی اور محسنِ ازلی کی عبادت ہم پر لازم ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے۔ اور وہ انسان بچید جاہل اور گمراہ ہے۔ جو اپنے خالق حقیقی کی عبادت سے غافل ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ کفر بھی کرنے لگتا ہے۔ اور نہیں سوچتا۔ کہ یہ تھا کیا اور ہے کیا؟ — خدا فرماتا ہے۔

قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَحْفَرَ كَاهِنًا أَيْ شَيْءٌ خَلَقَهُ - مِنْ
نُطْفَةٍ - مَرَّاحَاتِي الْإِنْسَانَ - كَيْفَا نَا شَكَرًا هِيَ - اسے بنایا کس

چیز سے ہے؟ - پانی کی بوند سے ہے؟

یعنی یہ مغرور انسان ہے کیا چیز۔ جو ہمارا کفر کرتا ہے۔ یہ سوچتے تو ہوں۔ کہ اسے بنایا کس چیز سے گیا ہے؟ تھا تو یہ ایک پانی کی

بوند ہی۔ مگر آج یہ اللہ کے انعامات کو بھول کر اڑ رہا ہے۔ اور اپنے خالق
 کی عبادت سے گریزاں ہے۔
غزور | یہ قطرہ آب انسانی شکل پا کر اور دنیا کی ہوا لگتے ہی کچھ اور
 ہی ہو گیا۔ خدا نے جو انعامات فرمائے تھے۔ مثلاً دیکھنے کے
 لئے آنکھیں۔ سننے کے لئے کان۔ کھانے پینے کے لئے منہ۔ بولنے کے
 لئے زبان۔ سونگھنے کے لئے ناک۔ چلنے پھرنے کو پاؤں وغیرہ وغیرہ
 ان سے ہر طرح کے فوائد حاصل کرنے لگا۔ تو ان انعامات کو اپنے اندر
 پا کر حضرت انسان جامہ میں پھولانا سما سکا۔ اپنے خالق و محس کی
 عبادت و شکر گزاری کی بجائے اسے یہ گھمنڈ ہوا۔ کہ یہ تمام چیزیں اور
 قوتیں میں نے خود اپنے زور بازو اور قوتِ علم و عمل سے اپنے اندر پیدا
 کی ہیں۔ میں اگر ضعیف پیدا ہوا تھا۔ تو صحت کی پابندی کر کے۔
 ورزشیں کر کے اور کھانے پینے میں اعتدال اختیار کر کے قوی ہو گیا
 ہوں۔ باقی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ اور دیگر اعضاء یہ تو ایک فطری بات
 ہے۔ شروع سے ہی یوں ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ یونہی
 ہوتا چلا آیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ نعوذ باللہ
 من ذلک۔ اس خیالِ خام کی بنا پر انسان نے دل کھول کر غفلت
 اختیار کی۔ اور وہ دل و دماغ جو ذکر و فکر اور اللہ کی عبادت میں
 مشغول رہنا چاہیے تھا۔ وہ ہوا و ہوس اور خیالاتِ فاسدہ کا گہوارہ
 بن گیا۔ اور وہ آنکھیں جو قدرتِ الہی اور احکامِ خدا کو دیکھنے اور مجھے
 بچنے، حلال و حرام میں تمیز کرنے کے لئے عطا کی گئی تھیں وہ ناچ و
 رنگ۔ کھیل کود۔ اور تماشوں کے دیکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ وہ
 زبان جو حق کہنے اور دراندوزوں کی تکین و تشفی کے لئے دی گئی تھی۔
 وہ بیجا خوشامد اور بھائیوں کی دلازاری کے لئے وقف ہو گئی۔ وہ ناک

جو بیکسوں، پرواؤں کی امداد کے لئے عطا ہوئے تھے۔ غریبوں پر ستم ڈھانے کا آلہ بن گئے۔ الغرض انسان اپنی حقیقت کو بھول کر غرور میں آ گیا۔ اور اپنے اللہ کی عبادت کو بھول کر خود ہی بڑا بن بیٹھا۔ حتیٰ کہ فرعون نے لَنَا رَبُّكَ وَالْآلِهَةُ مِنَّا کہا دیا۔ کہ پروردگار تو ہیں ہوں (معاذ اللہ) خدا کے مقابلے میں شداو نے جنت و دوزخ بھی بنوا لی۔ (استغفر اللہ) نفوس کو چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ ذرا غور تو کیا جائے۔ کہ انسان کی بساط ہی کیا ہے۔ یہ تھا کیا اور ہے کیا؟ اسے اگر شکم ماور ہی ہیں خدا تعالیٰ غذا نہ پہنچاتا۔ تو اس کا کیا حشر ہوتا؟ اور پھر پیدا ہونے کے بعد اگر والدہ کے دل میں خدا محبت نہ ڈالتا۔ اور وہ صرف گھنٹہ دو گھنٹہ دودھ نہ دیتی۔ تو پھر کیا یہ زندہ رہ سکتا تھا؟ اس کے علاوہ ہر قسم کی آفات ارضی و سماوی سے اس وقت تک جب کہ انسان سن شعور کو نہیں پہنچے تھے۔ کس نے بچایا تھا؟ خوبصورتی بد صورتی۔ امارت۔ غریبت۔ ذکاوت و غباوت یہ سب باتیں کیا کسی آجکل کے سائنس دان کی بناؤ ہوئی ہیں؟ نہیں نہیں! ان سب باتوں کا خالق وہی ہے۔ جس نے فرمایا۔ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ انسان کو اپنی قوت و طاقت پر فخر کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ انسان سے بڑھ کر طاقتور رکھنے والے خدا کی مخلوق میں چوپائے ہیں۔ انسان کی طرح بولنے والے خوش الحان پرندے بھی ہیں۔ اور دل بھی رکھتے ہیں۔ اور دیگر اعضاء بھی۔ چیتے بھی ہیں۔ اور چلاتے بھی۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے انسان اگر انسان ہے۔ تو اس لئے کہ وہ اپنے رب کا شناسا ہے۔ اور انسانیت نام اسی کا ہے۔ کہ وہ اپنی حقیقت کو پہچانے۔ اور اپنی حقیقت کو پہچان لے گا۔ تو

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔

کے مطابق اپنے رب کو بھی پہچان لے گا۔ اور اس کی عبادت میں شاعِل ہو جائے گا۔ حضراتِ انجوب یاد رکھئے۔ کہ جو اپنے اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ دراصل وہی انسان ہے۔ اور اگر یہ بات اس میں نہیں تو وہ برائے نام انسان ہے۔ اکبر الہ آبادی نے ان غافلوں کے لئے کیا خوب لکھا ہے۔ کہ نہ

مار و کزوم رہ گئے کبڑے کھوڑے رہ گئے
صورتیں تو ہیں مگر انسان کھوڑے رہ گئے
خضر عتقا ہو گئے موزی بنے ہیں سارا
گر گئے سنگِ نشان سڑکوں پر روتے رہ گئے

حضرات! روزِ البیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم سب سے

نیک بندے

دریافت فرمایا تھا۔ کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ کیا میں

تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا۔ بے! ہاں ہاں رب! تو ہمارا رب ہے۔ بیایثوا اللہ کے نیک بندوں نے تو اس اپنے عہد کو یاد رکھا۔ اور اس دنیا میں آکر وہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ اور اپنے رب کو اپنا رب جان کر اس کی عبادت میں مشغول رہے۔ مگر جنہوں نے غفلت سے کام لیا۔ وہ اپنے اس عہد کو بھول گئے۔ اور اس دنیا میں ایسے منہمک ہوئے۔ کہ اللہ کی عبادت کا نام تک نہیں لیتے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے عہد کو یاد رکھا۔ اور رب کو رب مانا۔ اور جن کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ ایسے نیک بندوں کے لئے خدا فرماتا ہے۔

إِنَّ الدِّينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِيلَ عَلِيمٍ
الْمَلَائِكَةُ أَنْ لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ
الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ - (سپ ع) یعنی جن لوگوں نے

اللہ کو رب کہا۔ اور پھر وہ اپنے اس قول پر ڈٹے رہے
ان پر فرشتے یہ کہتے ہوئے نازل ہوں گے۔ کہ تم نہ کوئی
خوف کرو اور نہ کوئی غم۔ اور تمہیں بشارت ہو اس جنت
کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

گویا ان نیک بندوں کا انجام بخیر ہوگا۔ اور وہ کل قیامت
کے روز اعزاز و اکرام سے نوازے جائیں گے۔ اور اپنے اللہ سے
جنت پائیں گے۔

مگر جو غفلت شعار بندے ہیں۔ ان کا حشر کیا ہوگا؟

لطیفہ

اس کی تفصیل اس لطیفہ سے سمجھ لیجئے۔ کہ ایک
مجلس میں ایک زندگی کا گانا ہو رہا تھا۔ کافی لوگ جمع تھے طبلے
اور سازنگی کی گت پر زندگی بار بار یہ مصرعہ دہرا رہی تھی کہ
خدا جانے کہ قسمت میں ہماری کیا لکھا ہوگا

ایک ظریف شاعر بھی وہاں بیٹھا تھا۔ جب زندگی نے اس
کی طرف منہ کر کے اس مصرعہ کو دہرایا۔ کہ
خدا جانے کہ قسمت میں ہماری کیا لکھا ہوگا

تو شاعر جھٹ بول اٹھا کہ۔

گئے ہیں طوق لعنت کا سواری کو گدھا ہوگا
اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا شوق دے۔ اور غفلت سے بچائے۔ آمین

وَاخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنْ عَلَيْنَا بِالْیَمَنِ وَالْاِیْمَانِ

وَاحْسَنَ عَلَيْنَا بِاَنْ هَدَانَا اِلَى سَبِیْلِ اِلْذِعَانِ

فَحَمْدًا عَلٰی نِعْمَتِهِ الْكَامِلَةِ فِی كُلِّ اِنْ- وَ

تَشْكُرًا عَلٰی الْاٰیَةِ الشَّامِلَةِ لِكُلِّ اِنْسٍ وَ

جَانٍّ. وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا

وَرَسُوْلَهُ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ زَمَانًا وَاَوْلَمُ بِحَسَبِ

الشَّانِ- اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ

حَقَّ تَقَاتِهِ. وَاخْشَوْا عَايَةَ خَشِيَّتِهِ. وَلَا تَمُوتُنَّ

اِلَّا وَاَنْتُمْ مِنْ اَهْلِ اِلْاِیْقَانِ- وَاَطْلُبُوا رِضَا

اللّٰهِ فِی كُلِّ قَوْلٍ وَفِعْلٍ. وَاخْشَوْ غَضَبَهُ فِی

كُلِّ زَمَانٍ. فَاِنَّ بَطْشَهُ لَشَدِيْدٌ. اِنَّهُ هُوَ

یُبْدِیُّ وَیُعِیْبُ- وَهُوَ الْغَفُوْرُ لِاَهْلِ الْبَعْصِيَانِ

وَاجْتِهَدُ وَاَحَقُّ الْجُهَادِ فِی اَدَاءِ مَا فَرَضَ

عَلَيْكُمْ الْمَنَانُ - قَدْ آتَاكُمْ شَهْرًا يَرْحَلُ فِيهِ
 الرَّاحِلُونَ إِلَى بَيْتِ الْأَسْتَارِ وَالْأَرْكَانِ -
 وَيُسَافِرُ الْمُسَافِرُونَ مُشْتَاتِينَ إِلَى طَوَافِ
 بَيْتِ الرَّحْمَنِ - إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ
 لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ
 آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مِّمَّا قَامَ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ
 كَانَ مِنْ أَهْلِ الْأَمَانِ - وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ
 الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا - وَمَنْ كَفَرَ
 فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْكُفْرَانِ - أَيُّهَا الْمُسْتَطِيعُونَ
 تَزَوَّدُوا لِلرَّحِيلِ - إِلَى الْبَيْتِ الْجَبِيلِ - وَلَا
 تَسْأَلُوا سُبُلَ الضَّلَالِ وَالطُّغْيَانِ - مَا هَذِهِ
 الْبَطَالَةُ مَا هَذَا التَّأَخِيرُ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ عَمْرًا
 يُطَوِّقُ هَذَا ظَنًّا فَاسِدًا - وَعِلْمٌ كَأَسِيدٍ -
 لَيْسَ عَلَيْهِ بَرَهَانٌ - اغْتَنِمُوا الْفُرْصَةَ -
 وَانْقَرُوا فُجَاءَةَ الْبُنْيَةِ - لَعَلَّكُمْ لَا تَجِدُونَ

الْعَامَ الْقَابِلَ فِي هَذِهِ النَّارِ الْفَاقِنِ -
 آيِنَ مَنْ كَانَ مَعَكُمْ فِي السَّنَةِ
 الْمَاضِيَةِ آيِنَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
 آيِنَ أَجْدَادُكُمْ وَأَحْبَابُكُمْ وَالْأَقْرَابُ -
 أَمَا سَمِعْتُمْ قَوْلَهُ تَعَالَى كُلُّ مَنْ عَلَى
 الْأَرْضِ فَإِنِ - أَعِشَاوَةٌ فِي الْقُلُوبِ أَمْ
 صَمٌّ فِي الْأُذَانِ - أَتْرَكُوا الْمَالَ - وَ
 الْأَوْلَادَ وَالْأَحْبَابَ وَالْأَحْفَادَ فَلَا
 يَذْهَبُ أَحَدٌ مَعَكُمْ فِي بَيْتِ الْحِزَانِ
 تَيَقُّظُوا مِنْ نَوْمِ الْغَفْلَةِ وَالْكَسَلِ
 وَارْتَفَعُوا أَكْفَ السُّؤَالِ إِلَى حَضْرَةِ
 الْمُنْعَالِ - وَقُولُوا مِنْ صَمِيمِ الْجَنَانِ
 اللَّهُمَّ يَا عَالِمَ مَا فِي سِرِّنَا وَنَجْوَانَا
 نَحْنُ غَرَقْنَا فِي بَحَارِ الْعِصْيَانِ - نَسْأَلُ
 مِنْكَ الْفَضْلَ وَالْجُودَ وَالْغُفْرَانَ -

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
وَنَفَعَنَا وَايَاتِكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ

مَلِكٌ يَرْسُوفٌ سَرَّ حَبِيبُهُ

فقوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شُرک

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ. وَالصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

امام بعد

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَعْبُدُ وَاللَّهِ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

”اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔“

حضرات! اس آیه کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ اور شرک کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔

بھائیو! ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا و لا شریک ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ ازلی ہے ابدی ہے، حی و قیوم ہے۔ اس کی نہ ابتداء ہے نہ انتہا۔ ساری کائنات کا وہی خالق ہے۔ وہی مالک ہے۔ اور وہی رازق ہے۔ جو شخص صدق دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

پڑھ لیتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہیں مان سکتا اور کسی مخلوق کو اس کی ذات و صفات میں شریک تسلیم نہیں کر سکتا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان و کرم ہے۔ کہ آپ کی بدولت آپ کا غلام مشرک ہو ہی نہیں سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا۔

إِنِّي لَسْتُ أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا مِنِّي بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَىٰ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا

مَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا مَتَّقْتَلُوا أَنْفُسَكُمْ أَلَا هَلَاكَ مِنْ قَبْلِكُمْ دُبَارِي شَرِيفٌ

مجھے اس بات کا کوئی ڈر نہیں۔ کہ تم میرے بعد مشرک کرو گے ہاں ڈر ہے تو اس بات کا کہ تم دنیا کے گرویدہ ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑنے مرنے لگو گے۔ جیسے کہ پہلے لوگ لڑے۔

ملاحظہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق کس طرح اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں۔ کہ تم میرے بعد ارتکاب مشرک کرو گے۔ ہاں خطرہ اس بات کا ہے۔ کہ تم دنیا کے گرویدہ ہو جاؤ گے۔ اور دنیا کی خاطر آپس میں لڑنے مرنے لگو گے۔

بھائیو! ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات حق ہے۔ اور دیکھ لیجئے۔ کہ حضور کے ارشاد کے مطابق واقعی آج کل کے غافل مسلمان دنیا کے گرویدہ ہو چکے ہیں۔ (الامانة اللہ) اور جس طرح یہ بات حضور کی حق تھی اور حق ثابت ہو رہی ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی حق تھی اور حق ہے۔ اور حق ہی رہے گی۔ کہ حضور کا کوئی غلام مشرک نہیں۔ ہم گنہ گار تو ہو سکتے ہیں۔ مگر حاشا و کلا مشرک پرگز نہیں ہیں۔ اور کیوں ہوں۔ جبکہ ہمارے آقا و مولیٰ کا ارشاد ہو چکا۔ کہ میرے

غلام شرک کا ارتکاب نہ کریں گے۔ بھائیو! باوجود اس ارشاد نبوی کے پھر کس قدر ظلم ہوگا۔ اگر حضور کے غلاموں کو بات بات پر خواہ مخواہ مشرک بنایا جانے لگے۔ اور ان پر الزام شرک لگایا جانے لگے۔ اور حضور تو فرمائیں۔ کہ میرے غلام شرک نہیں کریں گے۔ اور "کوئی" یوں کہے۔ کہ نہیں نہیں امت کی اکثریت مشرک ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار مانتی ہے۔ انہیں دانائے غیب جانتی ہے۔ نعرۂ رسالت لگاتی ہیں۔ محفل میلاد کا انعقاد کرتی ہیں۔ قیام و سلام کی عامل ہے۔ کیوں مسلمانو! کیا یہ انصاف ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کو شرک سے دور بتائیں۔ اور مسلمان خود بھی شرک سے بیزاری کا اظہار کریں۔ مگر "فتویٰ باز" ہیں۔ کہ شرک سازی سے باز ہی نہیں آتے۔ شرک کو ہر مسلمان برا سمجھتا ہے۔ مگر یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جس بات کو "یہ لوگ" شرک کہہ دیں۔ وہ بات واقعی شرک ہی ہوتی ہے۔

حضرات! آئیے آپ کو خود اہلحدیث حضرات کے ایک پیشوا و امام کی ایک عبارت سناؤں۔ جس میں انہوں نے اس قسم کے فتویٰ بازوں کا شکوہ کیا ہے۔ پیشوائے اہلحدیث جناب مولوی وحید الزمان صاحب اپنی کتاب ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:-

شَدَّادُ بَعْضِ اَخْوَانِنَا مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ فِي اَمْرِ الشِّرْكِ
وَضَيِّقُ دَائِرَةِ الْاِسْلَامِ — ہمارے بعض متاخرین بھائیوں
نے شرک کے معاملہ میں بڑی شدت اختیار کر لی ہے۔ اور
دائرہ اسلام تنگ کر دیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۲۶)

دیکھ لیجئے۔ خود پیشوائے اہلحدیث اپنے بھائیوں کا شکوہ کر رہے ہیں کہ یہ لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک بناتے پھرتے ہیں۔

شُرک بھائیوں! ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ شرک بہت بُری چیز ہے۔ اور اس سے ایمان جانا رہتا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ

ہے کہ جسے خدا معاف ہی نہیں فرماتا۔ مگر یہ بھی تو سمجھنا چاہیے کہ شرک کہتے کسے ہیں؟ شرک نام ہے۔ خدا کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو سا بھی بنانا۔ خدا کی طرح کسی دوسرے کو خدا ماننا۔ یا اس کی کسی صفت کو کسی دوسرے میں اس طرح تسلیم کرنا جس طرح کہ وہ صفت خدا کی ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی ایک صفت سچی ہے۔ یعنی خدا زندہ ہے۔ تو اس صفت کو کسی دوسرے میں بالکل اسی طرح ماننا جیسے کہ وہ خدا کی صفت ہے۔ بلاشبہ شرک ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ زندہ ہے۔ اور ایسا کہ نہ اس کی اقتدار ہے۔ نہ انتہار۔ وہ ازلی و ابدی زندہ ہے۔ اور وہ اس بات سے پاک و منزہ ہے۔ کہ اُسے کسی نے زندہ کیا ہو۔ پس اس صفت کو اگر اسی طرح کسی دوسرے میں بھی مانا جائے۔ اور یوں کہا جائے۔ کہ ذراں بزرگ بھی زندہ ہے۔ اور ازلی ابدی زندہ ہے۔ اور اُسے کسی نے زندہ نہیں کیا۔ بلکہ خود بخود زندہ ہے۔ تو یہ بیشک شرک ہے۔ اور اگر یوں کہا جائے۔ کہ انسان بھی زندہ ہے۔ مگر اُسے زندہ خدا نے زندہ فرمایا ہے۔ یہ کچھ بھی نہ تھا۔ اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اسے زندگی بخشی۔ اور اس کی زندگی اللہ کی عطا فرمودہ زندگی ہے تو یہ ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ عین حقیقت ہے۔ اور اگر اپنا خود ساختہ اصول ہی پیش نظر رکھا جائے۔ اور یہی جملہ دُٹا جائے۔ کہ اللہ کی کوئی صفت کسی دوسرے میں ماننا شرک ہے۔ تو پھر خدا کے سوا

کسی کو بھی زندہ نہ کہنا چاہیے۔ نہ کسی حیوان کو زندہ مانا جائے۔ نہ کسی انسان کو۔ بلکہ سبھی کو مردہ سمجھا جائے۔

اور مجھ سے پوچھئے۔ تو ایسے لوگوں کو جن کے دل میں حُبِّ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ زندہ کہنا شرک تو

نہیں۔ ہاں گناہ ضرور ہے۔ ایسے لوگ واقعی مردہ ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں

کہ ایک گناؤں کا رئیس مر گیا۔ تو اس کے جنازہ میں دو سو کے قریب

لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً مولوی صاحب قبرستان میں نہ پہنچ سکے۔ اب

یہ دو سو آدمی پریشان ہوئے۔ کہ مولوی صاحب تو آئے نہیں۔ جنازہ کون

پڑھائے؟ قبرستان میں ایک مجذوب بزرگ بیٹھے تھے۔ سب لوگ ان

کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ سائیں جی! ہمارے مولوی صاحب

نہیں آ سکے۔ آپ لکھئے اور میت کا جنازہ پڑھا دیجئے۔ سائیں جی

اٹھے۔ اور جنازہ پڑھانے کو کھڑے ہوئے۔ تو ایک نظر میت پر ڈال

کر پھر پیچھے کی طرف جنازہ پڑھنے والوں کو دیکھا۔ اور پھر نیت کر کے

تکبیر کہی اور ہاتھ باندھ لئے۔ مقتدیوں نے بھی نیت باندھ لی۔ اب

پہلی تکبیر کے بعد لگے انتظار کرنے۔ کہ سائیں صاحب دوسری تکبیر کہیں

مگر سائیں صاحب اطمینان سے چپا کھڑے تھے۔ مقتدی بڑے پریشان

ہوئے۔ آخر خدا خدا کر کے پندرہ منٹ کے بعد سائیں جی نے دوسری

مرتبہ کہا **اللَّهُ أَكْبَرُ**۔ مقتدیوں نے دل ہی دل میں کہا: "خدا کا شکر ہے"

سائیں جی دوسری تکبیر کہہ کر پھر خاموش ہو گئے۔ اب مقتدی اور

بھی زیادہ گھبرائے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد سائیں صاحب نے

تیسری تکبیر کہی۔ اور پھر خاموش ہو گئے۔ اب تو مقتدی بہت ہی

تنگ ہو گئے۔ اور بجائے جنازہ کی دعا کے دل ہی دل میں سائیں جی

کو کالیاں دینے لگے۔ تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد سائیں جی نے

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام جو پھیرا۔ تو سارے مقتدیوں نے سائیں جی کو گھیر لیا۔ اور بڑے غصہ کا اظہار کرنے لگے۔ سائیں جی نے کہا۔ بھئی غصہ میں کیوں آتے ہو؟ مجھ سے پوچھو تو سہی۔ میں نے اتنا طویل جنازہ پڑھایا کیوں؟ سب نے پوچھا۔ اچھا بتاؤ! اتنا طویل جنازہ کیوں پڑھایا؟ سائیں جی بولے۔ بھائی بات دراصل یہ ہے۔ کہ میں نے جب سامنے دیکھا۔ تو ایک میت پڑی تھی۔ اور جب پیچھے تمہاری طرف دیکھا۔ اور تمہارے دلوں کی طرف نظر کی۔ تو کسی دل میں بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئی۔ اور تم سب مردہ ہی نظر آئے میرے آگے تو ایک میت تھی۔ اور میرے پیچھے دو سو میتیں تھیں۔ تو میں نے صرف ایک میت ہی کا تو جنازہ نہیں پڑھایا۔ تم سب کا جنازہ پڑھ ڈالا ہے۔ سچ ہے۔

عشق سے دل جس کا تابندہ نہیں

لاکھ زندہ ہو، مگر زندہ نہیں

قرآن پاک میں إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ جُوَ ارشاد ہے۔ وہ ایسے ہی مردوں کے لئے ہے۔

وَأَخْرَجَ عَوْرَاتِ الْبَنَاتِ لِلَّذِينَ يَشَاءُ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ

فَسَوِّىْ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ وَالَّذِي أَخْرَجَ
 الْمَرْعَىٰ وَلَبِّطَ بَسَاطَ الْأَرْضِ وَجَعَلَهُ مَسْكَناً
 وَمَدَّ فَمَا لِدَكَ كَرِوَالًا نُّشَىٰ وَجَعَلَ سَفْقَهُ
 السَّمَوَاتِ الْعُلَىٰ أَشْهَدُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَوْ كَانَ لَفَسَدَتِ
 السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالسُّفُلُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
 سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 سَيِّدَ أَرْبَابِ الثُّغَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ
 وَحَبِيبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَمَنْ تَخْتَصِمُوا

أَمَّا بَعْدُ

يَا أَرْبَابَ الْأَعْلَامِ وَالنُّهَىٰ تَفَكَّرُوا فِي
 مَبَادِيكُمْ وَمَنَائِكُمْ وَتَذَكَّرُوا مَا سَيَّبَضِي
 عَلَيْكُمْ وَمَا مَضَىٰ خَلْقِكُمْ اللَّهُ مِنْ مَنِيَّ
 يُمْنِي وَجَعَلَهُ عَلَقَةً ثُمَّ مَضَعَهُ ثُمَّ
 لَحَبًا وَعَظْمًا ثُمَّ أَلْبَسَهُ صُورَةَ فَسَوِّىٰ

ثُمَّ أَخْرَجَكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ إِلَىٰ هَذِهِ الدَّارِ
 الدُّنْيَا. وَرَبَّالْحَمْدِ مِنْ صِدْقِكُمْ وَأَلْهَمَكُمْ مَا
 يَنْفَعُكُمْ وَمَا يَضُرُّكُمْ فِي الْعُقُبِ. وَفَضَّلَكُمْ
 عَلَىٰ سَائِرِ مَخْلُوقَاتِهِ بِإِعْطَاءِ الْإِفْهَامِ وَالنُّهْيِ. وَبَعَثَ عَلَيْكُمْ رَسُولًا مُبَشِّرِينَ
 وَمُنذِرِينَ لِيَعْلَمَ تَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَيْهِ حُجَّةٌ
 فِي الْآخِرَةِ. وَبَيَّنَّ لَكُمْ سَبِيلَ الضَّلَالَةِ
 وَبَيَّنَّ لَكُمْ طُرُقَ الْهُدَى. وَوَعَدَ لِمَنْ
 خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ
 بَأَنَّ الْجَنَّةَ لَهُ مَأْوَى. فَعَلَيْكُمْ هَاتِ
 تَشْكُرُوا عَلَىٰ مَنِّهِ. وَنَحْمَدُ وَلَا عَلَىٰ
 نِعْمِهِ. الَّتِي لَا تَعْدُ وَلَا تَنْحَصِرُ وَأَمْتَثَلُوا
 أَوَامِرَهُ وَأَنْتَهُوا عَمَّا زَجَرَعْنَهُ وَنَهَى
 وَلَا تَصْرِفُوا أَعْيَارَكُمْ فِي الْغَفَلَاتِ. وَلَا
 تَصْبِعُوا الْفَاسِكُمْ فِي اقْتِرَابِ السَّيِّئَاتِ

فَمِنَ ارْتِكَابِ ذَلِكَ ضَلَّ وَطَعُوا وَأَطِيعُوا
 اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَأَتَّبِعُوا سُنَّتَهُ وَطَرِيقَتَهُ فَمِنَ
 تَرَكَ سُنَّتِ نَبِيِّهِ سَقَطَ وَهَلَكَ وَعَوَى -
 وَتَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا. وَقُولُوا
 بِأَجْبَعِكُمْ. اللَّهُمَّ يَا رَحْمَنُ يَا مَنَّانُ يَا مَنْ عَلَى
 الْعَرْشِ اسْتَوَى. اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا
 فِي أَمْرِنَا وَاهْدِنَا وَثَبِّتْنَا عَلَى طُرُقِ الْعِلْمِ
 وَالْهُدَى. آمِينَ. يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ. وَ
 نَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأُيُتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ -
 إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ الرَّؤُوفُ سَاحِيحٌ

فقوری دیر کے لئے بیٹھ کر پیر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

عظائی صفاء

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ -

امّا بعد

حضرات! پچھلے جمعہ میں میں شرک کے متعلق بیان کر رہا تھا۔ اور بتا رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عطار سے کوئی صفت کسی مخلوق میں تسلیم کرنا شرک نہیں۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور اس کی عطا سے ہم بھی موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ سمیع ہے۔ یعنی سننے والا ہے۔ اور اس کی عطا سے انسان بھی سمیع ہے۔ خدا تعالیٰ متکلم ہے۔ اور اس کی عطا سے انسان بھی متکلم ہے۔ اور یہ شرک اس لئے نہیں۔ کہ یہ سب صفات اللہ کی عطا فرمودہ ہیں۔ اور جو اللہ کی صفات ہیں۔ وہ کسی کی عطا فرمودہ نہیں۔ بلکہ وہ ذاتی اور ابدی و ازلی ہیں۔

حضرات! یہ مسئلہ کچھ ایسا مشکل نہیں۔ جو سمجھ میں نہ آئے۔ سیدھی بات ہے۔ کہ ہم اللہ کے مقبولوں میں جو صفت بھی مانتے ہیں۔ اللہ کی عطا سے مانتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات کا انہیں مظہر مانتے ہیں۔ اور اللہ

مشترکین مکہ

کے کسی مقبول کو خدا نہیں مانتے۔ اور نہ ہی اس میں خدا کی کسی صفت جیسی صفت مانتے ہیں۔ مگر جو واقعی مشرک تھے: ان کا یہ حال تھا۔ کہ وہ اپنے بتوں کو خدا کے برابر سمجھتے تھے۔ چنانچہ یہ مشرک قیامت کے روز اپنے بتوں سے کہیں گے۔

تَا اللّٰهُ اِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ - اِذْ نُسُوْبِيْكُمْ
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - (دپ ۷۹) - خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی
میں تھے۔ کہ تم کو رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

معلوم ہوا۔ کہ جو واقعی مشرک تھے۔ وہ اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھتے تھے۔ اور یہی ان کا شرک تھا۔ اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق مانتے ہیں۔ اور انہیں ہرگز خدا یا خدا کے برابر نہیں سمجھتے۔ ہاں انہیں دوسرے لوگوں سے، 'فضل' اور اللہ تعالیٰ کے مقرب اور خدا کی صفات کے مظہر مانتے ہیں، اور یہ شرک ہرگز نہیں۔ بلکہ عین حقیقت ہے۔ اور سلف سے خلت تک مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب کی گواہی | چنانچہ دیوبندی حضرات کے
حکیم الامت مولوی اشرف علی

صاحب بھی لکھتے ہیں۔ کہ
"یہ حالت انبیار و اولیاء کاملین کی ہوتی ہے۔ کہ وہ
اخلاقِ الہیہ کے ساتھ متصف ہو جاتے ہیں۔ اور اخلاق
الہیہ میں سے ایک خلق یہ بھی ہے۔ کہ دوسروں کو نفع
پہنچانا۔ اور نفع عام ہے ظاہری بھی اور باطنی بھی۔"
مولوی اشرف علی کا وعظ روح الحج ص ۳۵
دیکھئے مولوی صاحب نے صاف لکھا ہے۔ کہ انبیار و اولیاء

صفاتِ الہیہ سے متمتع ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے مخلوق کو ظاہری و باطنی دونوں نفع پہنچتے ہیں۔ یعنی ان کی بارگاہ سے دینی و دنیوی دونوں دولتیں ملتی ہیں۔ سے

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عقبی تری گلی میں

حضرات! بعض لوگ مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک

مِنْ دُونِ اللّٰهِ

بنانے کے لئے قرآن پاک کی وہ آیات پڑھ

پڑھ سنانے لگتے ہیں۔ جن میں "مِنْ دُونِ اللّٰهِ" کا ذکر ہے۔ اور جو بتوں

کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ "مِنْ دُونِ اللّٰهِ" اگر ہیں۔ تو وہ بُت

ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کرام "مِنْ دُونِ اللّٰهِ" نہیں۔ یہ تو اللہ کے

اپنے ہیں۔ اور ان کے اقوال و افعال کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب

فرماتا ہے۔ دیکھئے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ جنگ

میں کفار کی طرف کنکریاں پھینکیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ یعنی اے محبوب!

یہ کنکریاں تم نے نہیں پھینکیں۔ بلکہ یہ اللہ نے پھینکی ہیں۔

سَبَّ رِیْزَہ سے زہد دستِ جناب

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ ایدِ خطاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔ تو خدا فرماتا ہے

— مَا یَنْطِقُ عَنِ النَّهْوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی مُّوحٰی۔ یعنی حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام فرماتا یہ خدا کا کلام فرماتا ہے۔ جو لوگ

حضور کی اطاعت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ اللہ کی

اطاعت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا مَنْ طِيعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ

کیوں بھائیو! کیا مِنْ دُونِ اللّٰهِ کی یہی شان ہوتی ہے۔ کہ ان کے

قول و فعل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ یہ تو کھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ اور حضور کی شان تو بڑی ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضور کے صدقہ میں حضور کے غلاموں کی بھی یہ شان ہے کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی "اللہ کے بندے کی یہ شان ہے۔ کہ اس کا کہا ہوا خدا کا کہا ہوا ہوتا ہے۔"

تذکرۃ الاولیاء کی روایت ہے۔ اور مولانا رومی

دریا کی پھلیاں

علیہ الرحمۃ نے بھی مثنوی شریف میں لکھا ہے

کہ حضرت سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے بادشاہ تھے۔ انہوں نے جب تخت شاہی کو ترک کر کے فقر و زہد اختیار کر لیا۔ اور نو برس تک آپ نے ایک غار میں سکونت اختیار کر لی۔ اور بڑی بڑی ریاضتیں اور محابدے کئے۔ حتیٰ کہ آپ آسمان ولایت کے ایک درخشندہ ستارے بن کر چمکے۔ آپ ایک روز دریا کے کنارے بیٹھے اپنے ہاتھ سے اپنا پیر من سی رہے تھے۔ کہ وہاں ایک امیر آدمی کا گذر ہوا۔ اس امیر آدمی نے جب آپ کو اس حال میں دیکھا۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنا پیر من سی رہے ہیں۔ تو دل میں کہنے لگا۔ کہ انہوں نے اتنی بڑی سلطنت چھوڑ کر اس فقیری میں کیا جان کیا؟ حضرت ابراہیم ابن ادہم اس کے اس دلی خیال پر مطلع ہو گئے۔ اور آپ نے جھٹ اپنے ہاتھ کی سوئی دریا میں ڈال دی۔ اور پھر باواز بلند حکم دیا۔ کہ

"اے دریا کی پھلیو۔ میری سوئی مجھے واپس لا دو۔"

اس امیر آدمی نے جب یہ واقعہ دیکھا۔ تو متعجب ہو کر سوچنے

لگا۔ کہ اتنے بٹے دریا میں اتنی چھوٹی سی سوئی گری ہوتی بھلا واپس
کیسے مل سکتی ہے؟ مگر مولانا دومی فرماتے ہیں کہ سہ

سہ ہزاراں ماہی اللہے!

سوزن نہ بر لب ہر ماہیے

دو ہر آرد وند از دریائے حق

کہ بگیراے شیخ سوزن لائے حق

ہزاروں پھلیاں اپنے اپنے منہ میں ایک ایک سونے کی سوئی
پکڑے ہوئے دریا سے نکل آئیں۔ آپ نے فرمایا۔ مچھلیو! مجھے سونے
کی سوئیاں درکار نہیں۔ میری اپنی سوئی جو ہے۔ وہ لاؤ۔ چنانچہ
پھر ایک چھوٹی سی مچھلی اپنے منہ میں آپ کی سوئی پکڑے ہوئے
لائی۔ اور آپ کے آگے رکھ دی۔ اس امیر آدمی نے جب یہ

کرامت دیکھی۔ تو حیران رہ گیا۔ اور پھر سہ

دو بدو کرو و بگفتش لے امیر

ملک حق بہ یا چنین ملک حقیر

آپ نے اس امیر کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا کہ ہتاؤ

مجھے وہ حکومت اچھی تھی یا یہ حکومت؟

تذکرۃ الاولیاء سنک اور مشنوی شریفین

دیکھا آپ نے اللہ کے مقبول کا منہ سے نکلا ہوا حکم دریا
کی مچھلیوں پر بھی اثر انداز ہوا۔ کیوں جناب! "من دون اللہ"

کی بھی کیا یہی شان ہوتی ہے؟ تو یہ تو یہ۔ کہاں "من دون اللہ"

اور کہاں "اولیاء اللہ" بھائیو! اولیاء اللہ کو "من دون اللہ"

شمار نہ کرو۔ "اولیاء اللہ" تو بہت بڑی شانوں کے مالک ہیں۔

اور یہ شان رکھتے ہیں کہ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
مگر افسوس آجکل کے ناقدِ شناس اور بے تجربہ افراد اولیاءِ
کرام کو عوام کی مثل سمجھتے ہیں۔

کیتے ہیں۔ ایک صاحب نے اپنی قیمتی بندوق دکھا کر
لطیفہ ایک بیوقوف سے پوچھا۔ بھلا یہ کس قیمت کی ہوگی۔

اس نادان نے کہا۔ کہ لکڑی کی تو کچھ قیمت نہیں۔ اور لوہا روپے کا
چار سیر مل جاتا ہے۔ کچھ اسی طرح بعض نادان اولیاءِ کرام کو دیکھ کر
کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس قسم کے انسان تو بہت مل جاتے ہیں جلا تک
ایک لوہا بیکار پڑا رہتا ہے۔ اور ایک لوہا کاری گر کی صنعت سے
"بندوق" بن چکا ہے۔ کاریگر کی نظر پڑنے سے پہلے جو لوہا روپے
کا چار سیر ملتا تھا۔ اب کاریگر کی صنعت کی بدولت سیر بھر وزنی
بندوق یا پستول کا لوہا چار سو روپے کا بھی حاصل نہیں ہوتا۔
اور اب یہ لوہا کاریگر کی نظر پڑ جانے سے محافظ جان و مال بن چکا
ہے اور سینکڑوں فائدوں کو لئے ہوتے ہے۔

بھائیو! بلا تشبیہ اولیاءِ کرام بھی خدا تعالیٰ کی نظر رحمت سے عوام
کی سطح سے بہت بلند ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا فیضان یہاں تک
پہنچ جاتا ہے۔ کہ

نہ تیغ و تیر میں نہ شکر و سپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

ہاں تو بھائیو! شرک واقعی بہت بری چیز ہے۔ مگر اللہ کے
مقبولوں کا اتباع۔ ان سے محبت اور ان کی بارگاہوں کی حاضری
خود اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔ کیونکہ یہ پاک لوگ "من
دون اللہ" نہیں ہیں۔ "اولیاءِ اللہ" ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِیْهَرِ الْخُطْبَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ الذَّاتِ - جَلِيلِ الصِّفَاتِ

رَفِيعِ الدَّرَجَاتِ - خَالِقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ

مُسْكِنِ الْأَرْضِ بِالْجِبَالِ الشَّامِخَاتِ: أَشْهَدُ

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ -

شَهَادَةٌ تُنَجِّنَانَا مِنَ الذَّرَكَاتِ - وَأَنَّ

سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ سَيِّدِ

النَّفُوسِ الْقَادِسَاتِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

عَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا دَارَتْ أَرْفَاقُ النَّبِيِّاتِ

أَمَّا بَعْدُ

فَيَا أَهْمَابَ الْعُقُولِ وَالذَّارِيَاتِ - طَهَّرُوا

نَفُوسَكُمْ مِنَ الْخَصَائِلِ الْخَبِيثَاتِ وَ

نَقُّوا أَبْدَانَكُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ وَمَتَابِسُوا

أَنْفُسِكُمْ فِي الْعَشَايَا وَالْغَدَاوَاتِ فَمَنْ حَاسَبَ
 نَفْسَهُ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبَ فَبِحِي مِنْ شِدَّةِ الْحِسَابِ
 يَوْمَ الْحِسْرَاتِ - وَمَا أَدْرَاكُم مَّا يَوْمَ الْحِسْرَاتِ
 يَوْمَ تُسَكَّبُ فِيهِ الْعِبْرَاتُ - وَتَنْزَلُ زُلْ قَدَامِ
 مَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَنْ فِي السَّمَوَاتِ - وَيَكُونُ
 الشَّمْسُ مِنَ الرُّؤُوسِ - وَيَحِيطُهُمُ الْعُرْقُ مِنْ
 الْأَقْدَامِ إِلَى الرُّؤُوسِ - فَمَنْ مُسْتَعْرِقٍ فِيهِ
 مِنَ الْقَدَامِ إِلَى النَّاصِرَةِ - وَمَنْ مُسْتَعْرِقٍ
 فِيهِ مِنَ الْقَدَامِ إِلَى التَّرْفُوفَةِ - وَمَنْ مُسْتَعْرِقٍ
 فِيهِ بِجَمِيعِ الْأَعْضَاءِ فَتَحْتَلُّ حَوَائِثُ الْمَدَارِكِ
 يَوْمَ تَشْتَدُّ عَلَى الْكُفَّارِ إِلَى أَنْ يَقُولُوا سَابِ
 أَرْحَنَا وَكُونِي النَّارِ - وَتَحْتَجِرُ فِيهِ قُلُوبُ
 الْأَبْرَارِ - لَا تَسْمَعُ فِيهِ مِنْ نَبِيِّ وَلَا مِنْ
 رَسُولٍ إِلَّا نَفْسِي نَفْسِي إِلَّا نَيْتًا صَاحِبِ
 الْآيَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ - فَإِنَّهُ يَقُولُ أُمَّتِي

اُمَّتِي وَكَيَسْتَشْفِعُ لِلْمُجْرِمِينَ وَالْعَصَاةِ -
 فَطُوبَى لِمَنِ اتَّبَعَ مِثْلَهُ، وَاتَّبَعَ سُنَّتَهُ -
 وَلِزِمَ طَرِيقَتَهُ، وَمَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ - وَ
 دَخَلَ فِي شَفَاعَتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَحَصَلَتْ لَهُ النِّجَاةُ مِنَ الْمَوْبِقَاتِ - وَ
 اَعْلَمُوا اَنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَاَنْكُمْ
 خُلِقْتُمْ لِالْآخِرَةِ فَطُوبَى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْ
 دُنْيَا الْآخِرَةِ وَمِنْ حَيَاتِهِ لِلْمَبَاتِ -
 فَتَزَوَّدُوا بِالْمَا سَيَعْرِضُ لَكُمْ مِنْ سَفَرِ الْآخِرَةِ
 وَاَعِدُّوا لَكُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْهَا يَبْقَى
 مَعَكُمْ عِنْدَ السَّكَرَاتِ - وَاَكْثَرُوا مِنْ
 ذِكْرِ اللهِ وَالِدُّعَاءِ مِنْهُ وَالتَّضَرُّعِ اِلَيْهِ
 بِمَا نَهَى مُجِيبٌ لِلدَّعَوَاتِ -

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
 الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَاكُمْ بِالْاُيَاتِ

وَالَّذِي كَرَّمَ الْحَكِيمُ - إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ

كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَوْفٌ شَدِيدٌ حَمِيدٌ

تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

اخلاص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ حَيَاتِي مَحَمَّدًا نَبِيًّا فِي عَالَمِ
الْأَسْرَاحِ وَالْأَجْسَامِ. وَشَرَّفَنِي عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ
الْكَرَامِ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ مِنْ أَوْلِي
الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ
مِنَ الْخَوَاصِ وَالْعَوَامِ

امام ربیع

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ

عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

جیسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو۔ اُسے چاہیے کہ نیک
کام کرے۔ اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ
کرنے۔

حضرات! آج مجھے اخلاص کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے رب سے ملنے

کی امید رکھتا ہے۔ وہ اچھے کام کرے۔ اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ یعنی بندگی صرف اسی کی کرے۔ اور ہر نیک کام اسی کی رضا کے لئے کرے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ۔

”اللہ کو پوجو نہ اس کے بندے ہو کر۔“

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لغات کے امیدوار کو تلقین فرمائی ہے۔ کہ وہ اچھے کام کرے۔ اور

لِقَاءِ حَقِّ

اپنے اللہ کی عبادت کرے۔ اور یہ عبادت و اعمالِ حسنہ صرف اسی کے لئے کرے۔ اللہ کی رضا کے سوا اس کی نیت میں اور کچھ نہ ہو جو شخص اس تلقین پر عمل کرے گا۔ اُسے لِقَاءِ حَقِّ یَقِیْنًا نصیب ہوگی۔ بھائیو! اللہ کے مقبول جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو سب یہی کہتے ہیں۔ کہ فلاں بزرگ کا وصال ہو گیا۔ لغات اور وصال ایک ہی بات ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے رب سے جا ملے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے پاک لوگ موت سے ڈرتے اور گھبراتے نہیں۔ بلکہ اُسے لِقَاءِ حَقِّ کا ایک ذریعہ سمجھ کر اس کا استقبال خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ چنانچہ شاعر لکھتا ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

یعنی مردِ مومن کے سامنے موت آتی ہے۔ تو وہ ہنستے ہوئے اس کا استقبال کرتا ہے۔ برخلاف مجھ جیسے گنہ گاروں کے۔ کہ ہم اپنے گناہوں کے پیشِ نظر مرنے سے گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد مواخذہ ہوگا۔ بھائیو! اللہ سے دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے اور دولتِ خلوص سے نوازے

دیکھا

آیت شریفہ میں اخلاص کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ کہ عبادت

اور دوسرے نیک کام سب اللہ ہی کے لئے ہوں۔

اور بیا کاری کا دخل نہ ہو۔ ہر نیک کام اسی وقت بار آور اور مفید

ہے۔ جبکہ نیت درست ہو۔ دیکھتے ہیں اگرچہ کوئی عمل کتنا ہی اچھا کیوں

نہ ہو۔ مگر نیت میں اگر اخلاص نہیں۔ تو کچھ بھی نہیں۔ دیکھئے! نماز کتنی

اہم عبادت اور قیامت کے دن کے لئے نافع ہے۔ مگر یہی نماز اگر

لوگوں کو دکھانے کے لئے پڑھی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

الَّذِينَ هُمْ يَرَاؤُنَا - ان نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی

نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

اس آیت میں صاف ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ نماز تو پڑھتے ہیں۔

مگر لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ تو ان کی نماز اگرچہ منوراً نماز تو ہے۔

مگر ان کے لئے خرابی کا باعث ہے۔ نماز وہی کار آمد ہو سکتی

ہے۔ جو خاص اللہ کے لئے پڑھی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی

اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بدو مسجد میں

آیا۔ اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر فارغ ہو

گیا۔ حضرت علی اس کی نماز کی یہ کیفیت دیکھ رہے تھے۔ آپ

درہ لے کر اس کے سر پر پہنچے۔ اور فرمانے لگے۔ نماز کو دوبارہ پڑھ۔

اس مرتبہ بدو نے نہایت اطمینان اور آہستگی سے نماز پڑھی۔ جب

فارغ ہوا۔ تو حضرت علی نے فرمایا۔ بھلا یہ نماز بہتر ہے۔ یا وہ جو پہلے

پڑھی تھی۔ بدو نے جواب دیا۔ حضور! نماز تو وہی بہتر تھی۔ جو پہلے

پڑھ چکا۔ فرمایا یہ کیوں؟ کہنے لگا۔ وہ نماز خاص خدا کے لئے پڑھی

تھی۔ اور یہ آپ کے درہ کے خوف سے۔ رزمنہ المجالس پہلا باب ص ۱۹

سبحان اللہ! کیا شان ہے اس سجدے کی بھی۔ کہ اسے دیکھ کر شیطان کو اپنی کم بختی یاد آجاتی ہے۔ اور وہ رونے لگتا ہے اور جاتا ہے۔ کہ یہ سجدہ اس مردِ ساجد کو جنت میں لے جائے گا۔ میرے بھائیو! اس سجدے کو ہم کیوں نہ اس کی شایانِ شان ادا کریں۔ اور اسی طرح نماز کے دیگر ارکان کو بھی۔ خدا تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔ اس وعظ کا بقیہ انشاء اللہ اگلے جمعہ میں بیان ہوگا۔

وَاٰخِرُ كَلِمَاتِي الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا خُطْبَةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحَاطَ بِعِلْمِهِ كُلِّ ذَرَّةٍ
 لَا یَعْزُبُ عَنْ عِلْمِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ سُبْحٰنَهُ
 مَا اَعْظَمَ شَانَهُ وَاَعَزَّ مَكَانَهُ. اَشْهَدُ
 اَنْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ.
 تَفَرَّدَ بِوَحْدَانِیَّتِهِ وَتَوَحَّدَ بِصَمَدِیَّتِهِ

لَا ضِدَّ لَهُ وَلَا نِدَاءَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ ذُو الْفَضْلِ
 وَالْعِزَّةِ. صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ
 صَحْبِهِ صَلَوةً بَاقِيَةً بِبِقَاءِ الْمَدَائِنِ -
 آمَّا بَعْدُ

إِنِّ خَوَانِي وَخَلَّانِي مِنَ الْإِنْسِ وَالْجِنَّةِ -
 تَنَزَّلُوا عَلَيَّ مِنْ حَيْثُ
 كُنْتُمْ فِي الْأَرْضِ أَيْ جَنَّةِ. فَأَلْبَسَكُمْ لِبَاسَ
 الْوَجُودِ. وَخَلَعَ عَلَيْكُمْ خِلْعَةَ الْقُدْرَةِ -
 وَرَبَّاهُمْ مِنْ عَهْدِ صِبَالِكُمْ وَأَفَاضَ عَلَيْكُمْ
 سَجَالَ الْمِنَّةِ. وَأَدَارَ عَلَيْكُمْ السِّنِينَ وَ
 الشُّهُورَ وَخَصَّ بِعُضَاهَا الْقُدْرَ وَالْعِزَّةَ
 مِنْهُ عَلَيْكُمْ لِتُقْبَلَ طَاعَاتُكُمْ وَتُجَابَ
 دَعْوَاتُكُمْ وَتُكَمَّلَ عِبَادَاتُكُمْ فَتَفُوزُوا
 بِدَارِ السَّلَامِ وَالْجَنَّةِ. الْآنَ قَدْ مَضَى شَهْرُ

سُئِلَ أَوَّلُ أَشْهُرِ حَجِّ كَعْبَةِ الرَّسَبِ لِمُنْعَالٍ
 وَأَظْلَكُكُمْ ذُو الْقَعْدَةِ. أَوَّلُ الْأَشْهُرِ الْحَرَمِ
 الْمَسْأَلِيَّةِ. وَهِيَ رَجَبُ الْفَرْدِ وَذُو الْقَعْدَةِ
 وَذُو الْحِجَّةِ وَالْحَرَمِ ذُو الْفَضْلِ وَالرُّسَبِ
 وَهُوَ الشَّهْرُ الَّذِي اعْتَمَرَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ -
 فَعَلَيْكُمْ أَنْ تَسْتَقْبِلُوهُ بِالْإِحْتِرَامِ وَتُحِبُّوهُ
 فِيهِ عَنِ الْأَنْتَامِ. وَجَاهِدُوا فِي طَاعَةِ الْمَوْلَى
 الْبِنْعَامِ. لِيَكُونَ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُدَّةٌ
 وَتَحْصَلَ لَكُمْ النِّجَاةُ مِنَ الْعَذَابِ وَ
 الشِّدَّةِ. فِي يَوْمِ عَبُوسٍ قَبَطِرٍ بِرِطْوِيلِ
 الْمَدِينَةِ. فَبِنِ اجْتِهَادِي فِي هَذَا الشَّهْرِ فِي
 الْعِبَادَاتِ وَالرِّيَاضَاتِ. وَاجْتَنِبْ عَنِ
 السَّيِّئَاتِ وَالْخَطِيئَاتِ فَارْزُقْ عَلَى الدَّرَجَةِ
 وَابْهَى الرُّسَبِ. وَمَنْ تَكَاسَلَ فِيهِ عَنِ

الطَّاعَاتِ وَانْتِهَاكَ فِي قَضَاءِ الشَّهَوَاتِ
 نَالَ الْحَسْرَةَ وَالشَّدَاةَ - يَا اللَّهُ عَلَيكُمْ لَا
 تُضَيِّعُوا أَعْمَارَكُمْ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ
 فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَمْوَالِكُمْ
 وَإِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَأَفْعَالِكُمْ
 فَيَتَقَبَّلُ مِنْهَا مَا كَانَ لَهُ وَيُرُدُّ مَا كَانَ
 لِغَيْرِهِ وَدَخَلَ فِيهِ الرِّيَاءُ وَالسُّبُعَةُ إِلَّا
 إِنْ بَقِيَ الدُّنْيَا لَيْسَ لَهُ قَرَارٌ وَلَا لَهُ أَعْتَابٌ
 وَإِنْ طَالَ الْعَمَلُ وَالْمُدَّةُ إِلَّا إِنْ أَحْسَنْتُمْ
 أَطْوَلَكُمْ أَعْمَارًا وَأَحْسَنْتُمْ أَعْمَالًا وَ
 أَشَقَّكُمْ أَطْوَلَكُمْ أَعْمَارًا وَأَخْبَثَكُمْ
 أَفْعَالًا - وَهُوَ الَّذِي يُنَاقِشُ فِي الْحِسَابِ
 وَيُلْقِي فِي أَصْنَافِ الْأَلَمِ وَالشَّدَاةِ اللَّهُمَّ
 يَا رَحِيمُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا اللَّطْفِ وَالْعِزَّةِ
 إِغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْتُرْ عِيُونََنَا وَجَنَانَنَا

كُلِّهِمْ وَعَنْمِ وَذِلَّةٍ . وَتَقَبَّلْ عِبَادَاتِنَا
وَأَجْعَلْهَا لِلِقَائِكَ عُتَاةً . آمِينَ .

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
وَنَفَعْنَا وَإِنَّا كُمْ بِالْأَيْتِ وَالذِّكْرِ
الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ
بِرُّ الرَّؤُوفِ مَرَحِيمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

ادب نبوی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اہم نکات

حضرات اچھلے جمعہ میں نے جو آپ کریمہ پڑھی تھی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا۔ کہ نماز بڑے اہتمام و اطمینان سے پڑھنی چاہیے۔ آج مجھے یہ بتانا ہے۔ کہ جلدی جلدی نماز پڑھنے سے نماز کا حقیقہ ادا نہیں ہوتی۔ اور بعض اوقات ترکِ وجوب سے سجدہ سہو ادا کرنا پڑتا ہے۔ مگر ایسا نمازی جو نماز کے آداب کا خیال نہ رکھے خاطر و غافل کہلائے گا۔ یہ نہیں کہ معاذ اللہ اُسے ایمان سے ہی خارج قرار دیدیا جائے۔ بے گنا تو وہ بہر حال مسلمان ہی۔ مگر گنہگار ہوگا۔ برعکس اس کے اگر کوئی شخص نماز کمال سکون و اطمینان سے پڑھے۔ اور رکوع و سجود میں کافی طوالت بھی کرے۔ مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ۔ یعنی نماز کے آداب کا تو خیال رکھتا ہے۔ مگر آداب نبوی کا خیال نہیں رکھتا۔ تو ایسا شخص ایمان ہی سے خارج ہے۔ اور اس کی لمبی لمبی نمازیں اور رکوع و سجود

ہیں اطمینان و سکون اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو ایک بے ادب شخص نے اتنا کہہ دیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اِعْدِلْ

یا رسول اللہ! انصاف سے پائیے گا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ذَلِكَ فَمَنْ يَعْدِلْ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ

تیرے لئے ویل ہو۔ اگر میں ہی نے انصاف نہ کیا۔ تو پھر انصاف کون کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی یہ بے ادبی دیکھ کر اُسے مار ڈالنے کو اٹھے۔ اور اجازت چاہی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دَعُوهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُونَ أَحَدَكُمْ صَلَوَاتُهُمْ مَعَ صَلَوَاتِهِمْ وَصِيَامُهُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُونَ بَرَأَقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْدُ مِنَ التَّمِيَّةِ - دمشق شریف ص ۵۲

چھوڑ دو اسے۔ اس کے کچھ اصحاب ہوں گے۔ جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نماز اور ان کے روزوں کے سامنے اپنا روزہ حقیر سمجھو گے۔ اور وہ قرآن بھی پڑھیں گے۔ مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔

حضرات! دیکھ لیجئے۔ اس حدیث پاک میں مذکور ہے کہ وہ لوگ نمازیں اچھی پڑھیں گے۔ روزے اچھے رکھیں گے۔ اور ایسی نمازیں اور ایسے روزے۔ کہ ان کی نمازوں اور روزوں کے سامنے دوسرے

مسلمان اپنی نمازوں روزوں کو حقیر سمجھیں گے۔ اور قرآن بھی پڑھیں گے۔
مگر چونکہ ہونگے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب۔ اس لئے
وہ دین سے خارج ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ نماز کو سکون و اطمینان سے پڑھنا بڑی اچھی بات
ہے۔ مگر یہ اچھی بات بھی اسی وقت اچھی ہے۔ جبکہ ادب نبوی کا
وجود بھی ہو۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو نمازیں اور ان میں سکون و اطمینان
اور تلاوت قرآن سب بیکار ہیں۔ ایک شخص کے دل میں اگر ادب
نبوی موجود ہے۔ مگر وہ غفلت سے نماز جلدی جلدی پڑھتا ہے۔ تو اگرچہ
وہ غافل و غماطلی ہے۔ مگر ہے بہر حال مسلمان ہی۔ اور کسی حدیث
میں بھی تو کسی بے ادب کی علامت نمازوں کا جلدی جلدی پڑھنا
نہیں بتایا گیا۔ ہاں بعض بے ادبوں کی علامت یہ بتائی گئی ہے۔ کہ
ان کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازیں ہیچ سمجھو گے۔ تو محض نمازوں
کی بظاہر درستگی موجب صداقت نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ
نمازیں اچھے طور پر پڑھنے والا بے ادب ہو۔ تو سب سے اہم
اور مقدم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہے۔ اور میرا
مطلب یہی ہے۔ کہ نمازیں پڑھو۔ خشوع و خضوع سے پڑھو۔ سکون
و اطمینان سے پڑھو۔ مگر خبردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
عالی میں کبھی قبول کر بھی کوئی خلافت ادب باندا نہ ہونے پائے۔
ورنہ سارا کچھ بیکار ہو جائے گا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے۔ کہ

سے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور ایک دوسرے شاعر نے لکھا ہے۔ کہ

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی!
مگر میں باوجود ان کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جنتک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ہاں تو بھائیو! موضوع سخن میرا اخلاص تھا یعنی جو نیک کام
کیا جائے۔ خاص خدا تعالیٰ کے لئے کیا جائے۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب
کیسے سعادتمند بنیں ایک حدیث درج

مجاہد و سخی اور عالم

فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! نجات کس بات میں ہے؟ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نجات اس میں ہے۔ کہ تم اللہ کی
عبادت خاص اللہ ہی کے لئے کرو۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ کرو
اور فرمایا۔ کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا۔ خدا اس سے
پوچھے گا۔ کہ تو نے کونسا نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا۔ میں نے
تیری راہ میں جہاد کیا۔ اللہ فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے اس
نیت سے جہاد کیا تھا۔ تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا بہادر ہے۔ تیرے
اس عمل میں میری رضا مقصود نہ تھی۔ دوسرا شخص لایا جائے گا۔
اور وہ کہے گا۔ الہی! میں نے تیرے نام پر مال خیرات کیا۔ خدا
فرمائے گا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تیری نیت یہ تھی۔ کہ لوگ تجھے سخی
کہیں۔ پھر تیسرا شخص لایا جائے گا۔ وہ کہے گا۔ الہی! میں نے بڑی
محنت سے علم سیکھا اور قرآن پڑھا۔ ارشاد ہو گا۔ تو بھی جھوٹا
ہے۔ تیری نیت یہ تھی۔ کہ لوگ یہ کہیں۔ کہ فلاں بڑا عالم ہے۔
جاؤ ان تینوں کو دوزخ میں لے جاؤ۔ (مسند امام غزالی)

حضرات! ملاحظہ فرمائیے۔ جہاد کتنی بڑی عظمت والی چیز ہے۔ مگر نیت درست نہ ہونے کے باعث بجائے مفید ہونے کے مہلک ہو گئی۔ سخاوت اور علم بھی اسی طرح خدا کی رضا کی خاطر نہ ہونے کے باعث بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان دہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اگر جہاد کرے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے، خیرات کرے، تو صرف اللہ کی رضا کے لئے۔ اور علم سیکھے تو صرف اللہ کی رضا کی خاطر۔ اور جب اللہ کی رضا مقصود ہوگی۔ تو یہ چیزیں تقابلاً حق کا باعث بن جائیں گی۔ اور کامیابی قدم چومے گی۔

بھائیو! ہمارا ستمبر ۱۹۶۵ء کا سترہ روزہ بھارت سے جہاد اس حقیقت پر شاہد ہے۔ کہ

جب اخلاص و خلوص موجود ہو۔ تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے ہمارے غازیوں نے صرف اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کیا۔ اور اسی اخلاص کی برکت سے دشمن کی کثرت کے باوجود ہمارے مجاہدوں نے کفر کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور ہر طرف فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔ ہمارے غازیوں کے پیش نظر دنیا یا منفعات دنیا نہ تھی۔ بلکہ صرف اسلام تھا۔ اور یہ

بھی جذبہ تھا ان مردانِ غیرت مند پرطاری

دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے ہل کو ٹکونساری

بھائیو! حج کتنی بڑی نیکی اور سعادت ہے۔ اور کس قدر محنت و مشقت سے یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ مگر کسی کی

اگر نیت یہ ہو۔ کہ حج کرنے کے بعد میرے نام کے ساتھ لفظ "حاجی" لگا جائے۔ تو یقین کیجئے۔ صرف اس نیت کی بدولت ہی اس کا سب کیا کرایا دھرا رہ جائے گا۔ اور وہ اگرچہ یہاں

”حاجی“ کے نام سے مشہور ہو جائے گا۔ مگر قیامت کے روز اُسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لطیفہ بعض لوگوں کی واقعی یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں نے حج کیا ہے۔ تو اب مجھے ”حاجی“ ضرور کہا جائے چنانچہ کہتے ہیں۔ ٹرین میں ایک صاحب سے کسی نے دریافت کیا آپ کا اسم شریف؟ تو وہ ہڑے اہتمام سے بولے۔
”حاجی عبدالکریم“

پھر حاجی صاحب نے اُن سے پوچھا۔ اور آپ کا اسم شریف؟ تو وہ بھی اسی لہجہ میں بولے۔

نمازی عبدالرحیم

حاجی صاحب نے حیران ہو کر کہا۔ یہ ”نمازی“ کا بیوند کیوں؟ تو وہ بولے۔ واہ صاحب وا۔ آپ نے عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ حج کر کے اپنے نام کے ساتھ ”حاجی“ لگا لیا ہے۔ تو میں تو ہر روز پانچ پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ پھر میں کیوں اپنے نام کے ساتھ ”نمازی“ نہ لگاؤں۔ اگر آپ ”حاجی عبدالکریم“ ہیں تو میں ”نمازی عبدالرحیم“ ہوں۔ حاجی صاحب شرمندہ ہو گئے۔

میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ کوئی حاجی صاحب حاجی کہلائیں ہی نہ۔ اور حاجی کو حاجی کہنا منع ہے۔ نہیں مطلب یہ ہے۔ کہ حاجی کی یہ تمنا اور خواہش نہ ہونی چاہیے۔ کہ لوگ مجھے حاجی کہیں۔ ویسے اگر کوئی اپنی خوشی سے کہہ دے۔ تو کیا حرج ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے توفیق دی۔ تو ہمیں یہ سعادت ملی۔

مجھے ایک اور پر لطف بات یاد آگئی۔ ہمارے قصبہ کے ایک صاحب حج کر کے آئے۔ تو جمعہ کے روز صبح میرے پاس

آئے۔ اور کہنے لگے۔ مولوی صاحب! آج جمعہ میں میری طرف سے اعلان کر دیجیے گا۔ کہ میں نے حج صرف اللہ کے لئے کیا ہے۔ اسلئے مجھے کوئی حاجی نہ کہے۔ میں نے کہا۔ بھلا اس اعلان کی کیا ضرورت ہے آپ کے اس اعلان کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کو حاجی ضرور کہا جائے۔

کیوں بوریہ نشین ہے زاہد!
اس سے حرفِ ریا نکلتا ہے

کسی بوریہ نشین کو دیکھ کر شاعر کہتا ہے۔ کہ آپ جو بوریہ پر بیٹھے ہیں۔ حقیقت میں اس میں بھی ریا ہے۔ تا کہ لوگ آپ کو بڑا زاہد سمجھیں۔ کہ دیکھو کتنا بڑا زاہد ہے۔ جو بوریہ پر بیٹھا ہے۔

اس شعر میں ایک اور شاعرانہ کمال بھی ہے۔ کہ لفظ "بوریہ" میں "ریا" موجود ہے۔ "بو" اور "ریا" یعنی تیری اس بوریہ نشینی سے بھی ریا کی بو آتی ہے۔ بہر حال مسلمانوں! جو کام بھی کرو۔ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرو۔ لوگوں کا دکھاوا اس میں مقصود نہ ہو۔ اس خالص نیت سے اچھے کام کرو گے۔ تو قیامت کے روز اللہ سے ملنے کی امید رکھو۔

وَإِخْرُجْنَا مِنَ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَذَا خُطْبَةٍ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لَكَ يَا خَالِقَ الْأَرْضِ وَالْقَلْبِ

جَاعِلِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ. أَحْمَدُكَ
 حَمْدًا كَثِيرًا وَأَشْكُرُكَ شُكْرًا جَبِيلًا وَعَلَى
 أَنْ حَسَدْتَنَا خَلْقَنَا وَخَلَقْنَا وَجَعَلْتَنَا مِنْ
 أَفْضَلِ فَخْلِ وَقَاتِكَ وَدَبَّرْتَ الْأَمْرَ مِنَ
 الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ. أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلَهَ
 إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. وَلَا صِدْدَ
 وَلَا يَنْتَ وَلَا عَدِيكَ وَلَا مِثِيلَ لَكَ، وَأَشْهَدُ
 أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَ
 رَسُولَكَ سَيِّدُ مَنْ اصْطَفَيْتَهُ لَكَ -
 الْمُنَادِي بِلِسَانِ الْحَمْدِ وَالْمَقَالِ مِنْ كُلِّ
 مَخْلُوقٍ فِي الْمَاضِي وَالْمُسْتَقْبَلِ وَالْحَالِ
 قَدْ عَظَّمْتَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَيَجْعَلُكَ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مَا طَارَ
 الطَّائِرُ وَسَارَ السَّائِرُ - وَدَارَ الْفَلَائِكُ -
 آمِينَ

فِيهَا إِلَهُ الْإِنْسَانِ تَذَكَّرِ النِّعَمَ الْفَائِضَةَ
عَلَيْكَ مِنْ خَلْقِكَ وَعَدَّكَ حَيْثُ
أَخْرَجَكَ مِنَ الْعَدَمِ إِلَى الْوُجُودِ - وَأَمَطَرَ
عَلَيْكَ فَطْرَاتِ اللُّطْفِ وَالْجُودِ - وَ
فَضَّلَكَ عَلَى كُلِّ مَخْلُوقٍ حَتَّى الْجِنَّ وَالْمَلَائِكَةِ
فَلَا تُضَيِّعْ أَوْقَاتِكَ النَّعِيسَةَ
فِي إِزْتِكَابِ الْأَعْمَالِ الْخَبِيثَةِ وَاجْتِهَادِ
فِي تَحْصِيلِ مَرْضَاتِهِ مِنْ رَبِّكَ وَسَمِّكَ
وَعَلَيْكَ بِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَبِّكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً
وَعَدَاءً وَعِشَاءً - فَإِنَّ ذِكْرَ اللَّهِ شِفَاءٌ
مِنْ كُلِّ دَاءٍ - وَهُوَ الْمُنْجِيُّ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ
وَمَلَائِكَةُ - وَلَا زِمَّ تَقْوَى اللَّهِ وَإِطَاعَتَهُ فِي
جَمِيعِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكِّنَاتِ فَإِنَّهُ يَنْفَعُ
لَكَ - وَتَجَنَّبْ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ الدَّائِمَةِ
وَالْمُسْقَطَاتِ الرَّدِيئَةِ مِنَ الْغِيْبَةِ وَالنِّمَمَةِ

وَالتَّبَاغِضِ وَالتَّنَافُسِ وَسَائِرِ الْأَقَابِ
 اللِّسَانِيَّةِ وَالْقَلْبِيَّةِ فَإِنَّهَا تُوَصِّلُ الْمَرْءَ
 إِلَى دَارِ الْحَلَاكِ - وَرَأَيْتُ مَوْلَاكَ فِي كُلِّ
 أَيْنَ - وَحَاسِبُ نَفْسِكَ فِي كُلِّ زَمَانٍ -
 فَإِنَّ عَنُّ شِبَالِكَ وَيَبِينُكَ مَلِكٌ يَحْتَسِبُ
 مَا تَفْعَلُ وَمَا تَقُولُ - وَيُرَاقِبُكَ فِي كُلِّ
 مَا تَجُولُ فِيهِ وَتَعُولُ - وَيُثَبِّتُ فِي دَفْتَرِهِ
 كُلَّ مَا يَضُرُّكَ وَمَا يَنْفَعُكَ - وَادْعُ اللَّهَ
 بِمُخَوِّصِ الطَّرِيقَةِ - وَصِدْقِ النَّبِيِّ - قَائِلًا
 يَا اللَّهُ يَا أَحْمَنَ - يَا مَنَّانَ يَا حَنَّانَ يَا مَنْ
 يَعْلَمُ مَا تَحْتَ التُّرْبِ وَمَا فَوْقَ الْقَلْبِ -
 اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَاسْتَرْحِمْنَا وَوَقِّفْنَا
 لِمَا نَحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ
 هَلَكَ - آمِينَ - يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ -
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ

الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأَيْتِ
وَالَّذِي كَرَّمَ الْحُكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادُ
كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَوْفٌ شَرِيفٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
وہاں سے پڑھئے

کامیابی

وَأَمَّا جَمْعُهَا فَهُوَ كَمَا فِي كِتَابِ الرَّسُولِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا جَمْعُهَا

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

بیشک مراد کو پہنچا جو سقرا ہوا۔ اور اپنے رب کا نام
لے کر پھر نماز پڑھی۔ (دینچ ۱۲)

حضرات! آج میں کامیابی کے متعلق کچھ بیان کروں گا یہ واقعہ
ہے کہ دنیا کا ہر شخص کامیابی کا خواہاں ہے۔ جسے دیکھتے۔ وہ
چاہتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ کوئی امیر ہو یا غریب۔ بادشاہ
ہو یا گدا۔ مرد ہو یا عورت۔ مومن ہو یا کافر۔ سب یہی چاہتے
ہیں۔ کہ ہمیں کامیابی حاصل ہو۔ اور دنیا بھر کے مشاغل مجنتیں
تجارتیں۔ سلطنتیں۔ اور تعلیم و تربیت کے سلسلے سب اسی
خاطر ہیں۔ کہ کامیابی کا موتی حاصل ہو۔ آجکل ساری دنیا میں

جو ہنگامے برپا ہیں۔ کہیں خانہ جنگیاں ہیں۔ اور کہیں دوسروں پر چڑھاٹیاں۔ کہیں مدافعت کو تششیں ہیں۔ اور کہیں جارحانہ لڑائیاں۔ غور سے دیکھئے۔ تو یہ سب کچھ بھی کامیابی ہی کے لئے ہے۔ الغرض ہر کوئی یہی چاہتا ہے۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ اور مجھے کامیابی حاصل ہو۔ مگر میرے بھائیو! اس کامیابی کا مفہوم بڑا مختلف ہے۔ ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کامیابی کا مفہوم الگ الگ بنا رکھا ہے۔ کسی کے نزدیک بہت بڑا امیر ہو جانا کامیابی ہے۔ اسی لئے وہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے دن رات اسی دُشمن میں لگا رہتا ہے۔ کسی کے نزدیک تخت و تاج میں کامیابی مضمحل ہے۔ کسی کے نزدیک کسی بڑے عہدہ پر پہنچ جانا ہی کامیابی ہے۔ کوئی صاحبِ اولاد ہو جانے کو کامیابی سمجھتا ہے۔ اور کوئی شخص صاحبِ جاہ و مال ہو جانے کا نام کامیابی رکھتا ہے۔ مگر یہ سب مفہوم اپنے اپنے خیال کے مطابق ہیں۔ اور غلط ہیں۔ کامیابی وہ نہیں جسے مخلوق کامیابی کہے۔ کامیابی وہ ہے جسے خدا کامیابی فرمائے۔ اور اگر کامیابی مخلوق ہی کے مفہوم کے مطابق ہوتی۔ تو بھائیو! پھر قارون سب سے زیادہ کامیاب ہوتا۔ کیونکہ وہ بہت بڑا امیر تھا۔ خدا تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے:-

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ تَبِعَىٰ عَلَيْهِمْ وَأَشِيْنَاةٌ
مِّنَ الْكُوفِرِينَ لَتَنُوذِرُنَّ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ رِبَاعًا

بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا۔ پھر اس نے ان پر زیادتی کی۔ اور ہم نے اس کو اپنے خزانے دئے۔ جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں۔
یعنی قارون اتنا امیر آدمی تھا۔ کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں

اس قدر تھیں۔ کہ ایک زور آور جماعت بھی ان کنبیوں کا بوجھ نہ اٹھا سکتی تھی۔ اندازہ کیجئے۔ کہ جس کے خزانوں کی کنجیاں اس قدر ہوں اس کا خزانہ کتنا بڑا ہوگا؟ اتنا بڑا امیر تو آج بھی شاید ہی کوئی ہو۔ مگر بھائیو! یہ اتنی بڑی امارت اس کے لئے کیا کامیابی کا سبب بنی، یا خرابی کا؟ قرآن پاک ہی سے سنئے۔ فرمایا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَابْنَاهِ الْأَرْضَ

”تو ہم نے اُسے اور اس کے گھر کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔“

دیکھ لیجئے۔ یہ امارت اس کے لئے مصیبت کا باعث بن گئی، جسے وہ کامیابی سمجھتا تھا۔ وہ اس کے لئے خرابی ثابت ہوئی۔ معلوم ہوا۔ کہ امیر ہو جانا کوئی کامیابی نہیں۔ اور اگر تخت و تاج کا مالک ہونا کامیابی ہوتی۔ تو نمرود کامیاب ہوتا اور فرعون کامیاب ہوتا۔ حالانکہ جس فلت کی موت یہ مرے۔ سب پر ظاہر ہے۔ نمرود ایک پھر کے ٹانھوں واصل جہنم ہوا۔ اور فرعون دریا میں غرق ہو کر مر گیا۔ اور اگر کسی بڑے عہدہ پر فائز ہو جانا کامیابی ہوتی۔ تو یزید کامیاب ہوتا۔ جس نے خلافت کا عہدہ اپنا لیا تھا۔ حالانکہ ہر طرف سے اس پر لعنت ہی برستی رہی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ کسی عہدہ پر پہنچ جانا بھی کوئی کامیابی نہیں ہے۔ اور اگر صاحبِ اولاد یا صاحبِ جائداد ہو جانا کامیابی ہوتی۔ تو ولید بن مخرمہ فخری کامیاب ہوتا۔ جو بہت بڑی جائداد کا بھی مالک تھا۔ اور جس کے بڑے مالدار دس بیٹے بھی تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔

جَعَلْنَا لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا رَبِّعًا ۱۵۴

”ہم نے اسے وسیع مال دیا۔ اور بیٹے دئے سامنے حاضر رہتے۔“

مگر اس کی یہ بہت بڑی جائداد اور اس کی اتنی اولاد اس کے لئے کیا کامیابی

کا باعث ہوئی؟ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اس کے لئے فرماتا ہے۔

سَارُهُقَّةٌ صُعُودًا۔ میں اُسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں گا۔

معلوم ہوا۔ کہ صاحبِ جاہلِداد ہو جانا یا صاحبِ اولاد ہو جانا بھی کوئی کامیابی نہیں۔ پھر اے میرے بزرگو! بھائیو! اور عزیزو! کامیابی کیا ہے؟ کامیابی وہی ہے۔ جسے خود خدا تعالیٰ کامیابی فرمائے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ میں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ کامیابی کیا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ کامیابی تین باتوں میں مضمر ہے۔ ان میں سے پہلی بات ہے۔ دل کی صفائی۔ دوسری اللہ کی یاد۔ اور تیسری نماز۔ بس یہ تین چیزیں جسے میسر آگئیں سمجھ لیجئے۔ کہ وہ کامیاب ہے۔ اور بارشادِ خدا کامیاب ہے۔ اور کامیابی کا موتی اُسے حاصل ہے۔ دنیوی اور موموم کامیابیاں تو برائے نام کامیابیاں تھیں۔ مگر یہ کامیابی ایک اصلی اور ابدی کامیابی ہے۔

حضرات! دل کی صفائی بڑی اہم ہے۔ چونکہ دل سارے جسم میں بادشاہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے اس بادشاہ کا ٹھیک ہونا ہی سارے جسم کے ٹھیک ہونے کا باعث ہے۔ دل پاک صاف ہو۔ تو سارے اعضاء جسم بھی پاک صاف ہوں گے۔ اور اگر دل ہی گندہ ہے۔ تو سارے اعضاء بھی گندے ہی ہوں گے۔ دل کی مثال ایک حوض کی سمجھئے۔ اور باقی اعضاء اس کی ٹونٹیاں۔ حوض میں اگر پانی پاک صاف ہے۔ تو ہر ٹونٹی سے پانی پاک صاف ہی نکلے گا۔ اور اگر حوض میں پانی گندہ ہے۔ تو ہر ٹونٹی سے بھی پانی گندہ ہی نکلے گا۔ پس اگر آپ ٹونٹیوں سے پاک پانی کے طلبکار ہیں تو حوض کو پاک صاف کیجئے۔ چنانچہ صوفیاء کرام سب سے پہلے اسی دل کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اور دل ہی کی صفائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور

بھائیو! کسی چیز کو پاک صاف کرنے کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔
اسی طرح دل کی صفائی کے لئے۔

انسو! آنسوؤں کے پانی کی ضرورت ہے۔ خدا کے خوف سے رونا
اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور گنہگار کے آنسو دل

کی میل دھو ڈالتے ہیں۔ اسی لئے مولانا رومی فرماتے ہیں۔

بچوں خدا خواہد کہ ما یاری کند

میل ما را جانبِ زاری کند

یعنی خدا تعالیٰ بندے کی مدد فرمانا چاہے۔ تو اس بندے کو رونے
کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور پھر فرمایا۔

زور را بگذار زاری را بگیر

رحم سوئے زاری آید ای فقیر

یعنی بارگاہِ ایزدی میں زور نہیں چلنا زاری کام دیتی ہے۔ اس لئے

زاری اختیار کرو۔ اور اللہ کے حضور تواضع و پستی کو اپناؤ۔ اگر موت

اس لئے کہ پانی ہمیشہ پستی کی طرف جایا کرتا ہے۔ بلندی کو نہیں چڑھتا

اگر ڈوگے۔ تو خدا کی رحمت کے پانی سے محروم رہو گے۔ تواضع اختیار

کرو گے۔ تو اس پانی سے مستفید ہو گے۔ بھائیو! اللہ والے اسی تواضع

کا درس دیا کرتے ہیں۔ اور دل کو نخوت و غرور اور تکبر کی میل سے

صاف کر ڈالتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ اللہ والوں کی مجلس میں تکبر

و غرور کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ سب متواضع اور منکسر نظر

آتے ہیں۔ اور خدا کی یاد میں آنکھیں پر نم لئے بیٹھے نظر آتے ہیں۔ یہی

وجہ ہے۔ کہ جو لوگ متکبر اور اکرے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ ان اللہ

والوں کی مجلس میں آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی روکتے

ہیں۔ اس لئے کہ اس مجلس میں گئے۔ تو اکرے و کرے جاتی رہے گی۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان اللہ والوں کی مجلس کی حاضری دے کر اپنا دل کبر و غرور کی مہل سے صاف کر لیتے ہیں۔ اس وعظ کا بقیہ انشا اللہ اگلے جمعہ کو بیان کروں گا۔

وَاخْرُجْ مِنْهَا نَاجِمًا مِنَ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَلِيمِ الْمَنَّانِ الْكَرِيمِ الَّذِي
 حَمَدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ وَمُبَارَكًا
 عَلَيْهِ كَمَا يُجِيبُ وَيَرْضَى رَبُّنَا الرَّحْمَنُ
 أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَهُدًى لَشَرِيكَ
 لَكَ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَيْءٍ وَأَشْهَدُ أَنَّ
 سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُولَهُ
 الْمَوْجُودَ بِالْحُجْرَةِ السَّاطِعَةِ وَالْكَرَاهِيَةِ
 الْقَاطِعَةِ وَتَنْزِيلِ الْفُرْقَانِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ مَا دَارَ النَّيِّرَانِ

امّا بعد

أَيُّهَا الْإِخْوَانُ مِنَ الْإِنْسِ وَالْجَانِّ. تَذَكَّرُوا
 نِعْمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فِي كُلِّ آيَةٍ. وَاشْكُرُوا شُكْرًا
 يَصِدُقُ اللِّسَانَ. وَخَلُوصِ الْجَنَانِ. وَ
 إِخْلَاصِ الْأَمْرِكَايْنِ. وَادْكُرُوا وَسَبِّحُوا
 وَمَجِّدُوا وَهَلِّلُوا فَإِنَّ ذِكْرَكَ شِفَاءٌ مِّنْ
 كُلِّ طَائِفَةٍ. وَحَافِظٌ عَلَى الصَّلَوَاتِ مَعَ
 الْجَبَاعَاتِ فَمَنْ ضَيَّعَ الصَّلَاةَ حُشِرَ مَعَ
 فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ. وَلَا زِمُوا آدَاءَ سَائِرِ
 عَهْدِ الْإِيْمَانِ. فَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
 عَنِ أَهْلِ الْكُفْرَانِ. وَعَلَيْكُمْ بِالْجَنَابِ
 عَنِ الْغَيْبَةِ وَالنَّمِيمَةِ وَالسَّبِّ وَالْبُهْتَانِ
 وَالْحَسَدِ وَالْبُغْضِ وَالشَّابْرِ وَسَائِرِ آفَاتِ
 الْقَلْبِ وَاللِّسَانِ. فَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مَضْغَتَيْنِ
 إِذَا صَلَّحَا صَلَّحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَا

فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهَبَا الْقَلْبُ وَاللِّسَانُ
 وَلَا تَكْفُرُوا بِنِعْمَتِ رَبِّكُمْ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ لَهُ
 نِعْمًا لَا تَعُدُّوْنَ وَلَا تَحَاطُّ بِالْحَدِّ . وَهُوَ ذُو
 اللُّطْفِ الْقَدِيمِ وَالْإِحْسَانِ . فَبِأَيِّ آلَاءِ
 رَبِّكُمَا تُكْفِرَانِ . يَا أَيُّهَا الثَّقَلَانِ تَفَكَّرُوا
 فِيمَا سَمِعْتُمْ عَلَيْكُمْ فِي الْبُرُخِ وَالْمَحْشَرِ
 مِنْ شِدَائِدِ الْأَهْوَالِ الَّتِي تَضْطَرِبُ
 فِيهَا قُلُوبُ أَهْلِ الْعُرْفَانِ . كَيْفَ يَكُونُ
 إِذَا أَحَاطَتْكُمْ سَكْرَاتُ الْمَوْتِ وَشِدَائِدُ
 الْقَوَاتِ . وَحَضَرَتْكُمْ مَلَائِكَةُ غِلَظِ الشِّدَادِ
 لَا يَصُونَ اللَّهُ فِيمَا أَمَرَهُمْ وَلَا يَرْحَمُونَ
 أَرْيَابَ الْخُسْرَانِ . كَيْفَ يَكُونُ إِذَا أَوْلَى عَنَّاكُمْ
 الْأَحْبَابُ وَالْأَحْبَابُ وَالْأَقْرَانُ . وَتَرَكُوكُمُ
 مِنْ حَسْرَتَيْنِ مُتَفَرِّدَيْنِ فِي بَيْتِ الْوَحْشَةِ وَ
 الدِّيَانِ . كَيْفَ يَكُونُ إِذَا حَضَرَ كُمْ مَلَكَانِ

فَظَانَ غُلِيظَانَ. فَيَسْأَلَانِ عَنْ رَبِّكُمْ وَ
 عَنْ دِينِكُمْ وَعَنْ عِقِيدَتِكُمْ فِي نَبِيِّكُمْ فَإِنْ
 أَجَبْتُمْ بِالصَّوَابِ بَدَلْتُمْ الْمَسْرُوعَةَ الَّتِي لَا
 تَرْوُلُ وَإِنْ تَزَلُّوْا فِي الْجَوَابِ وَقَعْتُمْ
 فِي نَقْصَانٍ كَيْفَ بَدَلْتُمْ إِذَا حَضَرَ لَمْ حَضَرَ
 رَبِّكُمْ الرَّحْمَنُ وَنُورِيتُمْ بِأَمْسِرِ الْجِبْتِ
 وَالْإِنْسِ إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ
 أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا وَإِلَّا
 تَنْفُذُوا إِلَّا بِسُلْطَانٍ كَيْفَ بَدَلْتُمْ إِذَا
 تَوَقَّشْتُمْ فِي الْحِسَابِ وَهُوَ سِبْطُكُمْ بِكُلِّ
 نَقِيرٍ وَقَطْرِ حَسَبٍ مَا هُوَ مُثَبَّتٌ فِي
 الْكِتَابِ وَشَهِدَاتٌ عَلَيْكُمْ أَعْصَاؤُكُمْ
 وَالْأَرْكَاتُ بِمَا عَمِلْتُمْ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ
 اللَّهُ أَكْبَرُ عِبَادَ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ وَأَعْبُدُوا
 وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَالْخُسْرَانَ

وَارْحَمُوا أَنْفُسَكُمْ وَرَاقِبُوا قُلُوبَكُمْ وَلَا
تُهْلِكُوا أَعْضَاءَكُمْ بِالْعِصْيَانِ. فَمَنْ يَتَّقِ
اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
لَا يَحْتَسِبُ وَيُنَجِّهِ مِنَ دَرَكَاتِ الدُّرُورِ
وَقُولُوا بِخُلُوصٍ لِلدِّينِ أَللَّهُمَّ يَا كَرِيمُ يَا
رَحِيمُ يَا حَلِيمُ يَا مَنَّانُ. اِرْحَمْنَا وَاعْمُرْ
عَمَلَنَا وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا وَارْحَمْنَا
بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَ
نَفَعْنَا وَإِنَّا كُنتُمُ الْبَالِغِينَ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ
تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

اس کے بعد تقویری دیر بیچھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

نگاہِ کامل

الْحَمْدُ لِأَهْلِهِ. وَالصَّلَاةُ عَلَى أَهْلِهَا

أَمَّا بَعْدُ

حضرات! پچھلے جمعہ میں جو آیت میں نے پڑھی تھی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہوئے میں نے اللہ والوں کا ذکر شروع کیا تھا۔ کہ یہ پاک لوگ اپنی نگاہوں ہی سے دل کی کائنات بدل ڈالتے ہیں۔ بھائیو! واقعی ان اللہ والوں کی نگاہ میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ کہ

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی!
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یہ اللہ والے اپنی نگاہوں سے دل کو دفعۃً پاک و صاف کر ڈالتے ہیں۔ اور یہ سب صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک کا۔ جس کے فیضان سے شرک و کفر سے لٹھڑے ہوئے دل آن کی آن میں پاک و صاف ہو گئے۔ چنانچہ پہلے ایک واقعہ تبرکاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک کا سنئے۔ کہ فتح مکہ سے دوسرے دن کا ذکر ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ فضالہ ابن عمیر نے موقعہ دیکھ کر ارادہ کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل

کر ڈالے۔ جب وہ اس ارادہ سے قریب پہنچا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اپنے دل میں ابھی کیا ارادہ کر رہے تھے۔ فضالہ نے کہا کچھ نہیں۔ میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے۔ اور فرمایا۔ اچھا تم اپنے لئے اپنے خدا سے معافی کی درخواست کرو۔ یہ فرما کر اپنا ہاتھ بھی اس کے سینہ پر رکھ دیا۔ فضالہ کا بیان ہے۔ کہ ہاتھ رکھ دینے سے مجھے بڑا اطمینان قلب حاصل ہوا۔ اور آنحضرت کی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہو گئی کہ حضور سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہ رہا۔ "رحمۃ للعالمین ص ۱۲۲ بحوالہ زاد المعاد" دیکھا آپ نے! فضالہ جس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت تھی۔ اور جو حضور کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا۔ حضور کی نگاہِ کرم اور دستِ رحمت سے اس کا دل اس میں سے ایک دم صاف ہو گیا۔ اور عداوت کی ٹیل سے صاف ہو جانے کے بعد اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جلوے نظر آنے لگے۔ اور ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا۔" کے مطابق فضالہ کی کایا ہی پلٹ گئی۔

حضرات! یہ واقعہ ایک اہم حدیث مصنف کی کتاب رحمۃ للعالمین سے نقل کیا گیا ہے۔ تاکہ اس بات کا بھی کوئی انکار نہ کر سکے۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کالیوں تک بھی جا پہنچتی ہے۔ اور وہی ارادوں کو بھی حضور جان لیتے ہیں۔ پھر اگر کوئی شخص یوں کہنے لگے۔ کہ (معاذ اللہ) حضور کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں ہوتا۔ تو ہم کیوں نہ کہیں۔ کہ ایسا شخص خود ہی جاہل، بے علم اور بے خبر ہے۔

تو دانائے ماکان اور مایکون ہے
مگر بے خبر۔ بے خبر دیکھتے ہیں

ہاں تو اس نگاہِ پاک کے فیض سے اولیاءِ کرام کو جو نظریں عطا ہوئیں۔ اس کا بھی ایک واقعہ سنئے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے شہر بسطام میں ایک رنڈی آگئی جس کے دامِ حسن میں لوگ گرفتار ہونے لگے۔ اور برائی میں مبتلا ہونے لگے۔ حضرت بایزید کو پتہ چلا۔ تو ایک رات آپ خود اس رنڈی کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اپنا مصلے اس کے دروازے پر بٹھا کر نماز پڑھنے لگے۔ اب جو بد معاش برسے ارادے سے اس کے گھر آئے۔ بایزید کو وہاں دیکھ کر لوٹ جاتے۔ رنڈی نے یہ صورت دیکھی۔ تو حضرت بایزید سے کہنے لگی۔ یا حضرت! آپ جیسا پاکباز میرے جیسی فاحشہ کے گھر زیب نہیں دیتا۔ آپ کے یہاں تشریف لانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا۔ آج رات میں خود تمہارے پاس رہوں گا۔ تم اپنی رات بھر کی کمائی کا بتاؤ کہ کتنی ہوتی ہے؟ اس نے بتائی۔ تو آپ نے اسی قدر رقم وے کر فرمایا۔ لو اب یہ رات میری ہو گئی۔ آج جو کچھ میں کہوں۔ تمہیں ویسا ہی کرنا ہوگا۔ رنڈی نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ نے اُسے وغور کرنے کا حکم دیا۔ اس نے وضو کیا۔ پھر اسے دو رکعت نفل پڑھنے کو فرمایا۔ چنانچہ اس نے نفل پڑھنا شروع کر دئے۔ جب اس رنڈی نے رکوع کر کے سجدہ میں سر ڈالا۔ تو بایزید نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور عرض کیا سے

آنچہ کارم بود آخر کردمش

کز زنا سوئے نماز آوردمش

یعنی اے خدا! مجھ کمزور و ضعیف کا تو اتنا ہی کام تھا۔ کہ اس فاحشہ کو زنا سے روک کر تیری بارگاہ میں لے آیا۔ اور تیرے آگے جھکا دیا۔ اب اگلا کام تیرا ہے۔ کہ اس کے سجدہ کو تو قبول کر لے

یا نہ کرے۔ پھر عرض کیا ہے

بردرت آوردہ ام اے کبریا
قَلْبُهَا قَلْبٌ طَفِيلٌ مُصْطَفَا

اے مولا! تیرے در پر میں اسے لے آیا ہوں۔ اب اپنے محبوب
کے صدقہ میں اس کا دل تو بدل ڈال۔

حضرت بایزید علیہ الرحمۃ نے یہ دعا مانگی۔ تو اسی وقت وہ ناحشہ
سچے دل سے تائب ہو کر عارف بن گئی۔ اور پڑھے میں بیٹھ گئی۔
دیکھا میرے بزرگو! اللہ کے مقبول کی نگاہ سے کس طرح اس
ناحشہ کا دل پاک صاف ہو گیا۔ اور وہ عارف بن گئی۔ اسی لئے
تو شاعر نے کہا ہے۔ کہ

نگاہِ ولی ہیں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرات! کامیابی کے لئے دوسری چیز اللہ تعالیٰ نے
اپنی یاد بتائی ہے۔ بھائیو! دل صاف ہو گیا تو اب

اللہ کی یاد

اس میں اللہ کی یاد کے نقش جماؤ۔ دل وہی دل ہے جس میں اس
کی یاد ہو۔ جو دل اس کی یاد سے غافل ہے۔ وہ دل براے نام دل
ہے۔ "دل وہ دل ہے جو تری یاد سے معمور رہا۔" اور "سر وہ سر
ہے جو ترے نام پہ قربان گیا۔" — بھائیو! اللہ کی یاد سے دل کو
لباؤ۔ اور اس کی یاد کا یہ معنی ہے۔ کہ دل میں اس کا خیال ہو۔ لب
پر اس کا نام ہو۔ کائنات میں اس کے نعمات ہوں۔ لاکھ اور پاؤں
اس کی مرضی سے ہلیں۔ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔
اور اس کی یاد کا یہ معنی ہے۔ کہ اس کی یاد کے بغیر دل کو چین نہ آئے
اور آہِ پندِ گرا اللہ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ۔ کے مطابق ذکرِ خدا سے

دل کو اطمینان حاصل ہو۔ اذان سے تو خوش ہو۔ نماز کا وقت آئے تو خوش ہو۔ قرآن کی تلاوت ہو۔ تو خوش ہو۔ اس لئے کہ جس سے پیار ہوتا ہے اس کا نام بھی پیارا لگتا ہے۔ اس کا کلام بھی پیارا لگتا ہے۔ اور اس کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔

محبوب کا شہر | مولانا رومی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ ۵
گفت معشوقے بعاشق لے فتی

تو بغریت دیدہ بس شہرہ
پس کدائے شہر زاہنا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ درے دلبر است

”کسی عاشق سے اس کے معشوق نے پوچھا۔ کہ تو نے بڑے بڑے شہر دیکھے ہیں۔ یہ تو بتاؤ۔ تجھے کونسا شہر پسند آیا ہے؟ تو عاشق نے جواب دیا۔ مجھے تو وہی شہر پسند آیا ہے۔ جہاں میرا محبوب رہتا ہے۔“

دیکھنا میرے بزرگو! یہ ہیں محبت کی باتیں۔ محبوب سے جس چیز کو بھی نسبت حاصل ہو جائے۔ محبوب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے جو پیارے ہیں۔ ایک سے مسلمان کو ان سے بھی پیار ہوگا۔ اور اگر کوئی اللہ والوں سے پیار نہیں رکھتا۔ تو یقین کیجئے۔ اُسے اللہ سے بھی پیار نہیں۔

نماز تیسری چیز کامیابی کے لئے اللہ نے نماز بتائی ہے یعنی دل کی صفائی کے بعد اس میں یاد الہی کے جلوے نظر آئیں۔ اور پھر نماز بھی پڑھی جائے۔ بھائیو! آجکل بعض لوگ نماز نہیں پڑھتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے۔ کہ میاں نماز پڑھو۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ بھئی ہم تو ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے ہیں۔ ہمارے

دل میں ہر وقت نماز ہے۔ یہ تمہاری اٹک بیٹھک کی نماز کا کیا فائدہ؟ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے ایسے لہجہ میں کو بھی راہ ہدایت دکھائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ ذکر خدا میں مشغول رہ کر پھر یہ نہیں کہ نماز نہ پڑھی جائے۔ بلکہ نماز بھی پڑھو۔ ذکر و اذکار بھی کرو اور ذکر حق کی سب سے اہم صورت نماز پڑھنا بھی اختیار کرو۔ بس یہی صورت ہے کامیابی کی۔ جو ان باتوں پر عامل ہوا۔ وہ کامیاب ہوا۔ ورنہ کوئی کامیابی نہیں :-

وَ اِخْرَجْنَا مِنْهَا آيَاتٍ لِّلَّذِينَ يَرْتَدُّونَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَٰلِ الْخُطْبَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنَا وَ دَبَّرَ اَمْرَنَا وَ
 جَعَلَنَا مِنْ اَفْضَلِ الْمَخْلُوْقَاتِ۔ اَحْمَدُهُ
 حَمْدًا کَثِیْرًا وَّ اَشْکُرُهُ شُکْرًا کَبِیْرًا عَلٰی
 نِعْمَةِ الْفَائِضَاتِ۔ اَشْهَدُ اَنْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
 هُوَ وَحْدًا لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ لَا مِثْلَ لَهٗ
 فِی تَدْوِیْرِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ۔ وَاَشْهَدُ

أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ صَلَّى
 الْآيَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مَا دَامَتْ
 السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

أَمَّا بَعْدُ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَبْدُوا رَبَّكُمْ وَوَحِدُوهُ
 فَإِنَّ التَّوْحِيدَ رَأْسُ الطَّاعَاتِ وَلَا تُشْرِكُوا
 بِهِ شَيْئًا فَإِنَّ الشِّرْكَ مِنْ أَعْظَمِ الْبَلِيَّاتِ
 وَاجْتَنِبُوا مِنَ الشُّبُهَاتِ وَالرِّيَاءِ فَإِنَّ الرِّيَاءَ
 شِرْكٌ خَفِيٌّ وَهُوَ مُبْطِلٌ لِلْأَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ
 وَعَدَيْكُمْ بِإِقَامَةِ الْأَرْكَانِ وَحِفْظِ الْقَلْبِ
 وَاللِّسَانِ عَنِ الذُّنُوبِ الْمُهْلِكَاتِ وَإِيَّاكُمْ
 ثُمَّ إِيَّاكُمْ عَنِ ارْتِكَابِ الْبِدْعَاتِ فَإِنَّ
 كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ تَهْوِي
 بِصَاحِبِهَا إِلَى اسْفَلِ الدَّرَكَاتِ وَالْعَمَلِ

الْقَلِيلُ فِي سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيرٍ فِي
 بِدْعَةٍ فَإِنَّ الْبِدْعَةَ تُوْهِمُكَ صَاحِبَهَا وَ
 تُوْقعُهُ فِي الْحَسْرَاتِ - وَعَلَيْكُمْ بِأَحْيَاءِ السُّنَنِ
 الْمَرْضِيَّةِ - وَإِجْرَاءِ الطُّرُقِ الشَّرْعِيَّةِ مِنْ
 غَيْرِ حَوْتٍ لَوْمَةٍ إِلَّا رِيْمَاتٍ - وَتَذَكُّرٍ وَأَيُّمًا
 تَقِيلاً تَنْشَقُّ فِيهِ السَّمَوَاتُ - وَتَسَاقُطُ
 الْكَوَاكِبُ النَّيِّرَاتُ - يَوْمَ تَبَدَّلَ الْأَرْضُ
 غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ - وَبَرَسُوا فِيهِ
 لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ذِي الْأَرْوَاحِ وَالنُّعْبَاءِ
 السَّاعِيَاتِ - يَوْمَ يَفِرُّ الْمُرءُ فِيهِ مِنْ أَخِيهِ
 وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ وَالْبَنَاتِ
 يَوْمَ يُجَاسِبُ فِيهِ كُكُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ مِنْ
 الْأَعْمَالِ الْحَبِيثَةِ وَالصَّالِحَاتِ - فَمَا أَعْدَدْتُمْ
 الْجَوَابَ - إِذَا أَحْضَرَ عِنْدَكُمْ الْكِتَابُ - وَ
 سَأَلْتُمْ عَنْ عَمَلِكُمْ فِيمَا أُنذِرْتُمْ وَعَنْ

مَا لَكُمْ مِنْ آيِنٍ اُكْتَسَبْتُمْ فِيْ اَيِّ وَجْهِ
 صَرَفْتُمْ وَعَنْ جَمِيْعِ الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ
 اَللّٰهُ اَللّٰهُ عِبَادَ اَللّٰهِ اتَّقُوا اَللّٰهُ وَحَاسِبُوا
 نَفْسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسِبُوْا فِي الْعُرْصَاتِ
 وَمُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا لِتَتَالُوْا الْحَيٰوةَ
 الدَّائِمَةَ وَالْبَاقِيَّاتِ الصَّالِحَاتِ وَ
 قُوْلُوْا مِنْ صَمِيْمِ الْقُلُوْبِ بِاسْطِيْنِ اَلْفِ
 السُّؤَالِ اِلَى مُجِيْبِ الدَّعَوَاتِ - اَللّٰهُمَّ
 يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ - يَا رَفِيْعَ الدَّرَجَاتِ
 يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ - يَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبَاتِ
 يَا مُجِيْبَ الْهُضُوْرِ اِذَا دَعَاكَ وَمُنِيْمَةَ
 مِنَ الْبَحْتِ وَالْفِتْنِ وَالْهُلِكَاتِ -
 اِعْفِرْ لَنَا السَّيِّئَاتِ - وَتَحَمَّلْ عَنَّا
 التَّيْبَاتِ - وَتَقَبَّلْ مِنَّا الْعِبَادَاتِ -
 وَارْفَعْ لَنَا الدَّرَجَاتِ - وَاَكْتَسِبْ لَنَا

بِرَاءَةً مِّنَ الدَّرَكَاتِ . وَإِذَا قُنَا النَّظْرَ
 إِلَىٰ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ فِي الْجَنَاتِ الْعَالِيَاتِ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
 الْعَظِيمِ . وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ
 وَاللَّيْكُرِ الْحَكِيمِ . إِنَّهُ تَعَالَىٰ جَوَادٌ
 كَرِيمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ شَدِيدٌ رَّحِيمٌ

اس کے بعد تقویٰ دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھیے

بَابُ الْحَجِّ وَالْحَجُّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَجُّ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَآحِبِّهِ أَجْمَعِينَ ط

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ
 إِلَيْهِ سَبِيلًا - وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
 عَنِ الْعَالَمِينَ رِبْعٌ

”اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے۔ جو اس
 تک چل سکے۔ اور جو منکر ہو۔ تو اللہ سارے جہان
 سے بے پروا ہے۔“

حضرات! یہ مہینہ مبارک ذوالحجہ شریف ہے۔ اور میں آج حج
 کے متعلق ہی کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آیت کریمہ جو میں نے
 پڑھی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے استطاعت والوں پر اپنے گھر

یعنی کعبہ شریف کا حج ضروری قرار دیا ہے۔ "استطاعت والوں پر" کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کے پاس اتنا خرچ ہو۔ جو ان کے لئے حج کو جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کے لئے پورا ہو سکے۔ اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لئے بھی پورا ہو سکے۔ اور راستے کی آسانی دامن بھی انہیں میسر ہو۔ تو ایسے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اور ان کا کوئی عذر مسموع نہیں ہوتا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

ارشاد نبوی ﷺ

مَنْ كَرِهَ يَمْنَعُهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ

اَوْ سُلْطَانٌ جَابِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَالِسٌ فَمَاتَ وَكَمْ يُجِبُ فَلَيْمَاتُ

اِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۲)

"جس شخص کو کسی ظاہری حاجت کی رکاوٹ نہ ہو۔ یعنی اُسے

زادِ راہ اور راستے کی سواری میسر ہو۔ اور کوئی جابر حاکم بھی

اُسے روکنے والا نہ ہو۔ اور کوئی ایسا مرض بھی اُسے لاحق

نہ ہو۔ جس کے باعث وہ سفر نہیں کر سکتا۔ پھر بھی وہ

حج نہ کرے۔ اور مرجائے۔ تو اگر وہ چاہے۔ تو یہودی

ہو کر مرجائے۔ اور اگر چاہے۔ تو عیسائی ہو کر مرجائے۔"

توبہ! توبہ! استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔

کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کے پاس

سب کچھ ہے۔ اور وہ اپنے اہل و عیال کے لئے بھی خرچ رکھتا ہے

اور اپنے آنے جانے کا بھی سارا خرچ رکھتا ہے۔ اور کسی حاکم کی طرف

سے اُسے رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ اور اُسے کوئی مرض بھی نہیں ہے۔

پھر بھی وہ غلط سلیقہ عذر کرنے لگے۔ اور حج کو نہ جائے۔ تو حضور

فرماتے ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چاہے وہ یہودی ہو کر

مرے، چاہے عیاشی ہو کر۔

عذر لنگ

میرے بھائیو! آجکل بہت سے لوگ غلط سلط، اور عذر لنگ پیش کرنے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔

اجی مجھ پر ابھی بہت سے فرض باقی ہیں۔ میں نے ابھی اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرنی ہے۔ ان فرضوں سے سبکدوش ہوں۔ اور ان کی شادیاں کر لوں۔ توج بھی کر آؤں گا۔ دیکھ لیجئے یہ مسئلہ یار لوگوں نے اپنی طرف سے ہی گھڑ رکھا ہے۔ کہ بچوں کی شادیاں کر لو۔ پھر حج کرو۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں۔ جب اتنا خرچ جمع ہو جائے۔ جو غیر حاضری میں اہل و عیال کے لئے اور اس کے جانے آنے تک کے لئے پورا ہو سکتا ہے۔ تو اس پر حج فرض ہو گیا۔ شادیاں بھی ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ یا اس کے محبوب نے یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ پہلے شادیاں کر کے فارغ ہو لو۔ پھر حج کرو۔

انڈونیشیا کے حاجی

ہم نے تو دوران حج میں انڈونیشیا کے حاجیوں کو بال بچوں سمیت حج کے لئے آتے دیکھا ہے۔ چھوٹے بڑے گھر کے سارے افراد ساتھ ہوتے ہیں۔ اور وہاں ایک انڈونیشی حاجی سے معلوم ہوا۔ کہ ان کے ملک میں جب تک لڑکا حج نہ کر لے۔ اسے کوئی لڑکی دیتا نہیں۔ اور جب تک لڑکی حج نہ کر لے۔ اسے کوئی لیتا نہیں۔ یہ ایمان افروز دستور سننے کے بعد میں نے سوچا۔ کہ ہمارے ملک میں تو اس کے برعکس دستور ہے۔ کہ جب تک سارے لڑکوں لڑکیوں کی شادی کر نہ لو۔ حج کو نکلو ہی نہیں۔ وہاں حج پہلے اور شادی بعد، اور یہاں شادی پہلے اور حج بعد۔

اسی طرح انڈونیشیا کے علاوہ دوسرے ممالک کے لوگ بھی

بال بچوں کو ہمراہ لاتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کے لوگ بھی بال بچوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ مگر کم۔ میں جب ۱۹۵۷ء میں حج کے لئے گیا تھا۔ تو وہاں اکثر لوگوں کو اپنے بچوں سمیت حج کرتے دیکھا۔ تو دل میں شوق پیدا ہوا۔ کہ خدا توفیق دے۔ تو آئندہ میں بچوں سمیت حج کے لئے آؤں۔ اور میں نے بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ دعا کی تھی۔ کہ مجھے آئندہ بچوں سمیت حاضری نصیب ہو۔ چنانچہ میری یہ دعا قبول ہوئی۔ اور میں ۱۹۶۰ء میں بچوں سمیت حاضر ہوا۔

جوانی میں | ایک اور بات بھی یاد رکھنے کی ہے۔ کہ حج کا مزہ جوانی میں ہے۔ حج کافی محنت و مشقت کا کام ہے

تلاوتِ کعبہ۔ صفا و مروہ کی سعی۔ اور پھر منیٰ کی حاضری۔ اور وہاں سے عرفات اور عرفات سے مزدلفہ۔ اور مزدلفہ سے پھر عرفات، اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ۔ اور پھر مدینہ منورہ۔ ان مقدس اور ایمان افروز جگہوں کے لئے بدنی طاقت کا ہونا ضروری ہے۔ بڑھاپے میں اگرچہ فرض ادا تو ہو جاتا ہے۔ مگر وہ لطف کہاں۔ جو جوانی کے حج میں ہے ہم نے بوڑھوں کو پالکیوں میں سوار ہو کر طواف کرتے۔ اور صفا و مروہ کی دوڑ کرتے دیکھا ہے۔ مگر جوان اپنی ہمت و طاقت سے یہ مبارک کام خود سر انجام دیتے۔ اور روحانی کیفیت و سرور حاصل کرتے ہیں۔ میں نے دیگر ممالک کے اکثر افراد جوان ہی دیکھے۔

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ! — اور اپنے یہاں کے اکثر بوڑھے ہی دیکھے۔

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ! —

۱۹۵۷ء میں جب میں سیالکوٹ ٹیکہ لگوانے کے لئے ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا۔ تو ڈاکٹر صاحب مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ متعدد حاجیوں

کو میں نے ٹیکہ لگایا ہے۔ مگر صرف آپ ہی ایک ایسے حاجی آئے۔
ہیں۔ جن کے بال سیاہ ہیں۔ ورنہ سب سفید بالوں والے ہی آتے
ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے یہاں بالعموم حج کا سفر بڑھاپے میں اختیار
کیا جاتا ہے۔ جوانی میں بھی جاتے ہیں، مگر کم۔

نیادور اور اب اس نئے دور میں تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے
ہیں۔ جو سفر حج کو ضروری ہی قرار نہیں دیتے اور نہ صرف
حج بلکہ جملہ ارکانِ دین کو موجودہ دور کی ضروریات پر قربان کرنے لگے
ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اسی لئے اکبر الہ آبادی نے لکھا ہے کہ

بنوں سے میل خدا پر نظر یہ خوب کہی
شبِ گناہ و نمازِ سحر یہ خوب کہی
مٹکِ نفیس فتنِ خوشنما ڈنرِ شب
یہ لطف چھوڑ کے حج کا سفر یہ خوب کہی

بہر حال مسلمانو! ان خیالاتِ ناسدہ کو چھوڑ کر اپنے اللہ اور اپنے
آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پیش نظر رکھو۔ اور جان لو۔
کہ ہر استطاعت والے پر اللہ کے گھر کا حج فرض ہے۔ اور عمر بہر میں
ایک مرتبہ فرض ہے۔

ایک مرتبہ چنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بار خطبہ میں فرمایا۔ کہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ الْحَجُّ فَحُجُّوا

"اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ پس حج کرو۔"
تو ایک صحابی اٹھے۔ اور عرض کی۔

أَكُلُّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ

"یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج فرض ہے۔"

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سوال پر خاموش رہے۔ اس صحابی نے پھر یہی سوال کیا۔ کہ حضور! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر یہی سوال دہرایا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
 كَوُ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ جَبَبْتُ

”اگر میں ہاں کہہ دوں۔ تو حج ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳)

یعنی حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔ اور تم بار بار مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو۔ اور میری زبان سے ”ہاں“ کیوں کہلوا رہے ہو۔ اگر میری زبان سے ”ہاں“ نکل گئی۔ تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا۔ مگر میں ”ہاں نہیں فرماتا۔ لہذا حج صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔“

حضرات! اس حدیث پاک سے ہمارے
 حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار

ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے جو نکل جائے وہی شریعت بن جاتی ہے۔ اور آپ مالک و مختار اور شارع ہیں۔ اور یہیں سے ایسے لوگوں کی تردید ہو گئی۔ جن کا یہ خیال فاسد ہے۔ کہ ”رسول“ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ اور جو یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ”رسول کو کسی بات کا اختیار نہیں۔“

الحمد للہ! ثم الحمد للہ! کہ یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار اور شارع ہیں۔ جو بات یہ فرمادیں وہی شریعت ہے۔ بھائیو! اگر صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہ ہوتا۔ تو جب

حضور نے یوں فرمایا تھا کہ " اگر میں ہاں کہہ دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے " اس وقت یہ سوال ضرور اٹھتا کہ یا رسول اللہ! آپ تو مختار ہی نہیں ہیں۔ اگر اللہ نے حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض کیا ہے۔ تو آپ کے " ہاں " کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ کے ایک بار فرض کئے ہوئے کو آپ کی " ہاں " ہر سال کے فرض میں کیسے بدل سکتی ہے۔ مگر نہیں صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ ہمارے حضور آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو احکام مفوض ہیں۔ اور اللہ نے اپنے محبوب کو یہ اختیار دے دیا ہے۔ کہ وہ امت پر کسی چیز کو چاہیں تو واجب کر دیں۔ اور چاہیں۔ تو ان کی مشقت کے پیش نظر معاف فرماویں۔ یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ۔ اور الحمد للہ کہ اہل سنت و جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ یا رسول اللہ ص

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی اور بڑے ہی نا آشنا عظمت رسالت ہیں۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ ان کا کوئی اختیار نہیں۔ اے کاش! ایسے لوگوں کو عشق و محبت کی دولت نصیب ہوتی۔ اور وہ ایسا کبھی نہ کہتے۔ مگر۔

بے خبر ہو جو لذتِ غم سے
میرا سوز و گداز کیا جانے

حج ہاں تو بھائیو! ہر صاحب استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے اور یہ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اور جو روحانی کیفیت و سرور اس عبادت میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ حاجی ہی جانتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا مقدس اجتماع اور کیا ہی ایمان افروز اور وجد آور مناظر ہوتے ہیں۔ مسلمانو! اللہ توفیق دے۔ تو حج کرو۔

طواف ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو مخاطب فرما کر فرمایا :-

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً -

”کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔“

تو فرشتوں سے یہ بات نکل گئی تھی کہ

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ -

”الہی! کیا تو ایک ایسی ہستی کو بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گی۔“

اور خون بہائے گی۔“

خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتوں نے یوں کہا۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا:-

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ - ”جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔“

یہ ارشاد سن کر فرشتوں پر خوف طاری ہوا۔ کہ شاید ہمارا جواب بارگاہ

ایزدی کے خلاف ادب تھا۔ وہ اس خوف سے عرش کے ارد گرد طواف

کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ عاجزی پسند آگئی۔ اور انہیں اپنے

عفو و کرم کی نظر سے دیکھ کر فرمایا۔ اچھا دنیا میں زمین پر بھی ایک -

ایسا ہی مکان بناؤ۔ جس کے ارد گرد میرے بندے طواف کر کے مجھ

سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کریں۔ اور میں انہیں معاف کر دیا کروں۔

یہ اللہ کا گھر بڑا پرانا گھر ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام

کعبہ شریفینا کے زمانہ سے لے کر آج تک مکرم و معظم چلا آیا ہے۔

کئی بار یہ منہدم ہوا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرشتوں کی نشاندہی

سے یہ بنتا چلا آیا۔ تا آنکہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی تولیت میں آیا۔ لوگ اس گھر

کی زیارت کے لئے اور اس کے طواف کے لئے دور دور سے آتے۔

اور فیضیاب ہوتے تھے۔

اہرمہ | یمن کا بادشاہ جس کا اہرمہ تھا۔ یہ بے دین اس گھر کی اس

عظمت و برکت سے چلنے لگا۔ اور اس نے لوگوں کو حج کعبہ سے روکنے کے لئے یمن میں ایک بڑا دیدہ زیب اور شاندار گرجا بنایا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ لوگ مکہ میں طواف کرنے کے لئے نہ جائیں بلکہ یہاں یمن میں میرے بنائے ہوئے اس شاندار گرجا کا طواف کرنے کے لئے یہاں آیا کریں۔ کسی دل چلے اور من چلے نے راتوں رات اس کے گرجا پر نجاست مل دی۔ گویا اس بات کا اعلان کیا۔ کہ عظمت و برکت کا مخزن تو کعبہ ہی ہے۔ اور یہ تیرا بنایا ہوا مکان نخوست و نجاست کا منبع ہے۔ اہرمہ کو طیش آ گیا۔ اور وہ سینکڑوں ہاتھی لے کر اپنے لشکر سمیت کعبہ شریف کو ڈھانے کی نیت سے مکہ معظمہ کی طرف چل پڑا۔ اور اس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں کعبہ کو ڈھانے چلا ہوں۔ اور میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر آؤں گا۔ اس کا لشکر ہاتھیوں پر سوار تھا۔ اور خود بھی وہ ایک بڑے ہاتھی پر سوار تھا۔ جو سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے اس کا سارا لشکر ہاتھیوں پر سوار مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

مکہ معظمہ کے قریب جب یہ لوگ پہنچے۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ کعبہ شریف کا جو متولی عبدالمطلب ہے۔ اس کے کچھ اونٹ مکہ سے باہر چر رہے ہیں۔ اہرمہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ کہ یہ سب اونٹ ضبط کر لئے جائیں۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب کے سارے اونٹ ضبط کر لئے گئے۔ پھر اس نے اپنا ایک آدمی حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا۔ اور یہ پیغام بھیجا۔ کہ میں کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں اگر لڑنا ہے۔ تو تم بھی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے اونٹ ضبط کر لئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا۔

کہ ابرہہ سے کہہ دو۔ کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔ وہ میرے اونٹ مجھے واپس کر دے۔ قاصد نے کہا۔ کہ تم اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہو۔ اور کعبہ کے متعلق کچھ نہیں کہتے۔ اور یہ درخواست نہیں کرتے کہ کعبہ کو نہ ڈھایا جائے۔ اونٹوں کی تو مجھے فکر ہے۔ مگر کعبہ کی کوئی فکر نہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔

اونٹا جو پکڑے ہیں وہ ہیں میری شے
اور جس کا کعبہ ہے وہ اور ہے
میری شے تو تو حوالے میرے کر
خود بچالے گا وہ جس کا ہے وہ گھر

چنانچہ حضرت عبدالمطلب کا جواب سن کر ابرہہ کو غصہ آ گیا اور دوسرے روز اس نے اپنے ہاتھیوں پر سوار لشکر کو حکم دے دیا۔ کہ کعبہ پر چڑھائی کر دو۔ خود ہاتھی پر سوار آگے بھا۔ اور سارا لشکر ہاتھیوں پر سوار پیچھے۔ یہ ہاتھیوں والا لشکر جب کعبہ شریف کو بڑھا۔ تو

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رگ گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے جھک گیا ہاتھی

سبحان اللہ! کعبہ شریف کی عظمت و ہیبت کا یہ نظارہ دیکھا گیا۔ کہ حرم شریف کی حد آتے ہی ابرہہ کا ہاتھی کعبہ شریف کو دیکھتے ہی سجدہ میں جھک گیا۔ اور سجدہ کرنے لگا۔ ابرہہ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور ہاتھی کو مارنے لگا۔ مگر

ہزار آنکس پڑے تن پر مگر وہ سر نہیں اٹھا

گرا سجدے میں سر ایسا کہ پھر اوپر نہیں اٹھا

ابرہہ بڑا حیران تھا۔ کہ ہاتھی کو کیا ہو گیا۔ اس نے پیچھے ہٹ کر دیکھا

کہ پھپھلوں کا کیا حال ہے، تو سہ

نظر آیا قطاراں در قطاراں رک گئے ہیں سب

بروئے کعبہ سجدہ کر رہے ہیں جھک گئے ہیں سب

اس نے دیکھا کہ اس کے لشکر کے سارے ہاتھی اس کے ہاتھی

کے پیچھے گویا مقتدی بن کر سب سجدے میں گرے ہوئے ہیں۔ اور

اس کا سارا لشکر سراسیمہ اور حیران ہے۔ کہ یہ ان ہاتھیوں کو کیا

ہو گیا ہے۔ آخر ان ظالموں کا حشر کیا ہوا؟ سہ

وہ لشکر اور وہ ہاتھی اور ان کے ہانکنے والے

خدا کے تہرنے لگے ان میں پامال کر ڈالے

خدا تعالیٰ کے غضب و جلال میں کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ اس

نے چھوٹے چھوٹے جانور ان کے سروں پر بھیج دیئے۔ جن کے پنجوں

میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پکڑی تھیں۔ وہ کنکریاں ان کے سروں پر

پڑیں۔ اور اللہ کی بے پناہ قدرت سے وہ مہولی کنکریاں ان کے لئے

ایم ایم بن گئیں۔ اور ہاتھیوں سمیت اس کافر لشکر کا بھوسہ بن

گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت کر کے دکھا دیا۔ کہ یہ گھر

بڑی عظمت اور بڑے جلال کا مرکز ہے۔ اور اس کی عظمت و مرکزیت

کو کوئی ٹا نہیں سکتا۔

سترہ روزہ جہاد | پیرے بھائیو! ہمارا وہ جہاد جو پچھلے ستمبر ۱۹۶۵ء

کو بھارتی کفر سے سترہ روزہ جاری رہا۔ اس

میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علی اللہ علیہ وسلم کے مدد

میں ہماری کچھ ایسی مدد فرمائی۔ کہ آج دنیا بھر میں اس جہاد کے چرچے

ہیں۔ اور اسلام کی فتح اور کفر کی شکست کے قصے زبان زد عوام

ہیں۔ محاذ چوڑہ پر بھارتی سینا سیکڑوں ٹینک ابرہہ کے ہاتھیوں کی طرح لے

کئی تھی۔ اور جس طرح اللہ نے ابرہہ کی سینا پر ابا بیلین بھیج کر ان سے گنکریاں مروا کر انہیں نیست و نابود کر دیا تھا۔ کچھ اسی طرح ان بھارتی ہاتھیوں (ٹینکوں) پر ہمارے شاہبازوں (ہوائی جہازوں) کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ان شاہبازوں کے بموں سے ان ہاتھیوں (ٹینکوں) کا کچھ مرزکاں کر رکھے دیا۔ اور تاریخ نے اپنے آپ کو دہرا کر دکھا دیا۔ کہ ابرہہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا تھا۔ اور خود تباہ ہو گیا۔ اور آج بھارتی ابرہہ کعبہ کے پرستاروں کو مٹانے آیا تھا۔ اور خود ہی تباہ ہو گیا۔

ہاں تو حضرات! اس گھر کا طواف کرنا اور اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہونا بڑی خوش نصیبی ہے۔ اور بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس گھر کی زیارت اور اس کے طواف سے مشرف ہو کر دین و دنیا کی کامیابیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ ایک بات یاد رکھیے کہ یہ ساری نعمتیں اور اللہ کی یہ ساری مہربانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ

جانِ حج

میں ہیں۔ اس کعبہ شریف کی یہ عظمت و برکت بھی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے خوب لکھا ہے کہ

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
ان کی طفیل حج بھی خدا نے کرا دئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

پس یاد رکھیے کہ جانِ حج مدینہ منورہ کی حاضری ہے۔ اور وہ بد نصیب جو حج کعبہ تو کر آئے۔ مگر مدینہ منورہ کی حاضری اُسے

نصیب نہ ہو۔ وہ حاجی نہیں ہے۔ بلکہ ظالم ہے۔ اس لئے کہ حضور نے خود فرمایا ہے:-

مَنْ حَجَّ وَ كَمْ يَزُرُنِي فَقَدْ جَعَلَنِي

”جس نے حج کیا۔ اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔“

پس مسلمانوں! حج کو جاؤ۔ تو مدینہ منورہ کی حاضری ضرور دو۔ ورنہ حج برائے نام حج ہوگا۔ اور ایسا حج کہ نہ

جس حج میں نہ سیر مدینہ ہو وہ حج تو ہے لیکن ایسا حج اک لفظ ہے پر ہے بے معنی اک جسم ہے لیکن بے جاں ہے

وَاخْرُجُوا نَا انْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ الْعِلْمِيَّةِ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اِلَى النُّوْرِ مِنَ
الظُّلُمٰتِ۔ وَجَعَلَنَا مُسْتَحِقِّیْنَ لِلْجَنٰتِ۔

عَفُوْ غُفُوْرًا یَّعْفُوْا عَنِ السَّیِّئٰتِ جَکِیْمٌ
عَلِیْمٌ یَّعْلَمُ بِاٰخِیَارِ الْجَنِّیْنَ فِیْ بَطُوْنِ

الْاُمَمٰتِ۔ اَشْهَدُ اَنْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

لَا شَرِيكَ لَهُ خَلَقَ الْأَرْضَ وَصَبَّرَهَا سَبْعَ
 طَبَقَاتٍ. وَخَلَقَ فِي كُلِّ أَرْضٍ خَلْقًا لَا
 يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ وَرَفَعَ السَّمَوَاتِ. وَنَشَّهَدُ
 أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ الَّذِي
 بُعِثَ بِالْحَجَجِ الْوَاحِدِ وَالْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ
 فَمَنْ أَطَاعَهُ وَلَا زَمَسْتَهُ فَازِ بِالْذَّرَجَاتِ

إِنَّمَا بَعَثَ

إِيَّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّتْ عَلَيْكُمْ هَذِهِ الْأَيَّامُ
 أَيَّامُ الْفَضْلِ وَالْإِحْتِرَامِ أَيَّامُ الْحَجِّ وَنَيْلِ
 السَّعَادَاتِ. اصْطَفَى اللَّهُ عِبَادًا تَرَكَوْا
 أَوْلَادًا وَأَحْفَادًا. وَأَحْرَقُوا قُلُوبًا وَأَكْبَادًا
 وَارْتَحَلُوا مِنْ مَنَائِبِهِمْ مِنْ كُلِّ فِجْمٍ تَمِيْقٍ
 إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. فَوَضَعُوا فِي مَكَّةَ وَ
 طَافُوا الْبَيْتَ الْحَرَامَ فِيهِ آيَاتُ بَيِّنَاتٍ
 مِنْهَا مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ. فَغَفَرْنَا ذُنُوبَهُمْ

وَأَجِيبَتْ لَهُمُ الدَّعَوَاتِ مَا أَحْسَنَ أَصْوَاتِهِمْ
 لَتَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَتَبَّيْكَ لَتَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ
 لَتَبَّيْكَ إِنَّ الْحَيِّ وَالْقَيُّومَ وَالنَّعِيمَ لَكَ وَالْمَلِكَ
 لَا شَرِيكَ لَكَ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْمَهَابَاتِ
 فَتَادَاهُمْ مَنَادٍ قَدْ قَبِلَتْ طَاعَاتُكَ وَوَدَّ
 حَطَّتْ سَيِّئَاتُكُمْ وَجُعِلَتْكُمْ يَوْمَ وَلَدْتُمْ
 الْأُمَّهَاتِ يَا بَشَرِي لَهْمُ رَضِيَ عَنْهُمْ
 رَبُّهُمْ وَحَطَّ عَنْهُمْ وَشَرُّهُمْ وَكُتِبَتْ
 لَهُمُ الدَّارِجَاتُ ذَهَبًا وَحَامِلِينَ أَوْ رَاهُ
 عَلَى ظُهُورِهِمْ وَيَرْجِعُونَ فَرِحِينَ مُسْتَشْرِينَ
 بِالْبِشَارَاتِ وَنَحْنُ وَأَنْتُمْ أَخَوَانِي قَدْ تَخَلَّفْنَا
 وَلَمْ يَحْضُرْ لَنَا مَا لَهُمْ وَبَقِيَ عَلَيْنَا مَا عَلَيْهِمْ
 وَفِي تَحْصِيلِ الطَّاعَاتِ تَكَا سَلْنَا وَعَلَى ارْتِكَابِ
 الْخَطِيئَاتِ جَهَنَّمْنَا وَسُحِرْنَا الْعَطِيَّاتِ فَارَ
 عَلَيْنَا أَنْ نُضَيِّعَ هَذِهِ الْأَوْقَاتِ الشَّرِيفَةَ

فَإِنَّ مَا لَا يُدْرِكُ كُلَّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ، فَعَلَيْنَا
 الْإِحْتِمَادُ فِي الْخَيْرَاتِ. هَذِهِ الْأَيَّامُ الْعَشْرُ
 مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَيَّامٌ مُبَارَكَةٌ مَا مِنْ أَيَّامٍ
 أَعْمَلُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ هَذِهِ
 الْأَيَّامِ الْمُبَارَكَةِ. فَاللَّهُ أَكْبَرُ عِبَادَ اللَّهِ
 اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَى فِي الْمَخَالَفَاتِ. هَذِهِ أَيَّامٌ
 قَدْ أَقْسَمَ اللَّهُ بِهَا فِي كِتَابِهِ بِقَوْلِهِ وَالْفَجْرِ
 وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا
 نَسِرَ هَذِهِ أَيَّامُ الشُّبُوحِ وَالتَّهْلِيلِ -
 هَذِهِ أَيَّامُ الذِّكْرِ وَالتَّبَجُّلِ هَذِهِ أَيَّامُ
 التَّكْبِيرِ وَالتَّعْوَاتِ. صُومُوا نَهَارَهَا
 وَتَوَمَّؤُوا لَيْلَيْهَا فَقَدْ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ فِيهَا
 وَعَلَيْكُمْ بِصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ هُوَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ
 يَوْمَ يَقُومُ الْحُجَّاجُ فِي عَرَفَاتٍ. وَلَا زَمَّوْا

تَكْبِيرِ الشَّرِيقِ مِنْ وَجْهِ عَرَفَةَ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ
 النَّحْرِ فَإِنَّهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مَنْ صَلَّى بِالْجَمَاعَةِ
 الْمُسْتَحَبَّةِ بِأَنْ تَقُولُوا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَبِاللَّهِ
 الْحَمْدُ. وَاشْكُرُوا لِلَّهِ تَعَالَى بِأَنْ أَعَادَ عَلَيْكُمْ
 عَوَائِدَ الْإِحْسَانِ وَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ بِأَنْوَاعِ
 التَّفَضُّلَاتِ تَذَكَّرُوا الْكِرْمِينَ غَافِلٍ كَانَ
 مَعَكُمْ فِي مِثْلِ هَذِهِ الْأَيَّامِ فَخَطَفَ بِهِ
 هَارِمُ اللَّذَائِتِ. فَأَعْتَنُوا الشَّبَابَ قَبْلَ
 الْهَرَمِ وَالصِّحَّةَ قَبْلَ الْمَرَضِ وَالغِنَى قَبْلَ
 الْفَقْرِ وَالْحَيَاةَ قَبْلَ الْمَمَاتِ. وَجَاهِدُوا
 فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَاجْتَهِدُوا فِي ابْتِغَاءِ
 مَرْضَاتِهِ وَسَارِعُوا إِلَى الْبَرَكَاتِ. وَقُولُوا
 رَافِعِي أَلْفَ السُّؤَالِ إِلَى حَضْرَةِ الْمُتَعَالِ
 اللَّهُمَّ إِنَّ عِبَادَكَ قَدْ وَصَلُوا فِي بَلَدِكَ

وَطَافُوا بِبَيْتِكَ وَنَحْنُ قَدْ تَخَلَّفْنَا وَعَنْ
 أَرْجَتِهَا دِنْقَاعِدُ نَافِلًا وَخَيْبِنَا وَلَا تَقْنِطْنَا وَ
 أَشْرَكْنَا بِهِمْ فِي فَيْضَانِ الْعِنَايَاتِ وَارْزُقْنَا
 حَجَّ بَيْتِكَ وَزِيَارَةَ قَبْرِ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ
 أَفْضَلُ صَلَوَاتٍ وَأَزْكَى تَحِيَّاتٍ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأُيُتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ
 إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ رُؤُوفٌ رَحِيمٌ

اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

عید قربان

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ - وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ - وَ
 قَرَضَ عَلَيْنَا فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ أَدَاءِ ذِكْرَتَيْنِ مَع سِتِّ
 تَكْبِيرَاتٍ زَوَائِدَ وَأَوْجِبَ تَضَمُّنَ الْحَيَوَانَ - وَالصَّلَاةِ
 وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ - وَ
 عَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ إِلَى يَوْمِ الْمِيزَانِ -

اِسْمَاعِيلُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرِ سُورَةَ كُوثر

”تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو۔ اور قربانی کرو۔“

حضرات! آج عید قربان کا روز سعید ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ
 آج میں قربانی کے متعلق کچھ بیان کروں۔ قرآن پاک کی جو چھوٹی سی
 مہ نے آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور
 قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق نماز سے یہاں

مراد نماز عید ہے۔ یعنی مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ آج نماز عید پڑھیں، اور پھر قربانی کریں۔

کہا یو! ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے قبل دنیا کی بہت بری حالت تھی۔ لوگ شرک و کفر کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ ایک خدا کی بجائے ہزاروں لاکھوں خداؤں کو پوجا جا رہا تھا۔ اور لوگ کچھ ایسی حماقت و ضلالت کے چاہ میں گر چکے تھے، کہ عقل و دانش اپنا سر پیٹا کر رہ چکی تھی۔ مشرکین کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگا بیٹے۔ کہ بعض مشرک سفر میں جاتے ہوئے ستو کا عبت بنا کر ساتھ لے جاتے تھے۔ اور راستے میں لے پوجتے ستو کے خدا

جاتے۔ اور جب کہیں راستے میں بھوک لگتی۔ تو اسی اپنے خدا کو توڑ کر کھا بھی جاتے۔ کیا کہنے ایسی خدائی کے بھی جسے بندہ ہڑپ کر جائے۔ ہمارے ہاں جب ہندو موجود تھے۔ تو ہم انہیں دیکھا کرتے تھے۔ کہ وہ پیپل کو بھی پوجتے۔ پانی اور آگ کو بھی پوجتے تھے گویا درخت اور آگ و پانی بھی ان کے خدا تھے (معاذ اللہ) اور ان کے ان خود ساختہ خداؤں کی شان یہ تھی۔ کہ چائے پکاتے ہوئے ایک خدا ان کا (پانی) اوپر ابل رہا ہے۔ اور ایک خدا (آگ) نیچے سلگ رہا ہے۔ نیچے والے نے اگر زور دکھایا۔ تو اوپر والے کی خیر نہیں۔ اُسے بھاپ بنا کر اڑا دیا۔ اور اگر اوپر والا جوش میں آ گیا۔ اور اچھل کر نیچے والے پر آگرا۔ تو نیچے والے کی خیر نہیں۔ اُسے بھجا دیا۔ کچھ اسی قسم کا وہ ستو کا خدا بھی ہوتا تھا۔ کہ پوجنے والے کو بھوک لگی تو اس کی خیر نہیں۔ اُسے نکل کر مٹا دیا۔

کہا یو! پرستش اور بندگی کے جتنے طریقے اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص تھے۔ مشرکین نے وہ سب طریقے ان خود ساختہ خداؤں اور

بتوں کے لئے مخصوص کر رکھے تھے۔ یہ لوگ اپنے مہبودانِ باطلہ کا نام لے کر ان کی بڑائی و عظمت بیان کرتے اور ان کے آگے سجدہ کرتے تھے۔ گویا اپنے بتوں کی نماز پڑھتے تھے۔ اور ان بتوں کو الہ جان کر انہیں جانداروں کی جان کا مالک سمجھتے ہوئے ان کے نام پر جانور ذبح کر کے ان کے لئے قربانی دیا کرتے تھے۔

اسلام نے اس شرک و کفر کی جڑیں اکھیرنے کے لئے حکم دیا۔ کہ
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ یعنی مسلمانو! ان شرک آمیز باتوں سے بچو۔
اور نماز خاص اپنے رب کے لئے پڑھو۔ اور قربانی بھی اسی کے نام
کی کرو۔

اجتماعی قربانی بھائیو! آپ معلوم کر چکے۔ کہ مشرکین اپنے بتوں

کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کے نام کی قربانی دیا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عبادتوں کو اپنے لئے مخصوص فرما دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ نماز بھی اپنے رب کی پڑھو۔ اور قربانی بھی اسی کے نام کی دو۔ نماز عبادت ہے۔ مگر یہ بدنی عبادت ہے اور قربانی بھی عبادت ہے۔ مگر وہ مالی عبادت ہے۔ دونوں ہی عبادتیں ہیں۔ مگر ایک بدنی ہے اور ایک مالی۔ اور بدنی عبادت یعنی نماز میں انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتیں موجود ہیں۔ سنتیں، نوافل اور وتر وغیرہ ہر شخص الگ الگ پڑھ لیتا ہے۔ اور نوافل کے لئے اوقات بھی عام ہیں۔ ان کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ مگر نماز جمعہ اور عیدین کی نماز اور بیخوفۃ جماعت کے لئے دن اور اوقات مقرر ہیں۔ اور یہ عبادت انفرادی طور پر ادا نہیں ہوتی۔ بلکہ سب مسلمان مل کر اور اجتماعی رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت میں بھی انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتیں موجود ہیں۔ یعنی ہر شخص اپنی

ضرورت یا کسی مذہبی تقریب پر کوئی جانور ذبح کرنا چاہیے۔ تو اللہ کے نام پر انفرادی طور پر ذبح کر سکتا ہے۔ مگر ان دنوں یعنی ایام قربانی میں یہ مالی عبادت یعنی قربانی سب مسلمانوں کو مل کر اجتماعی رنگ میں بجالانے کا حکم ہے۔ اور جس طرح اذان - نماز باجماعت - جمعہ - عیدین وغیرہ اللہ کی عبادت اور شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ اسی طرح یہ قربانی بھی دین کے شعائر میں سے ہے۔

بھائیو! قربانی کا جو فلسفہ اور حکمت ہے۔ میری اس تقریب پر فتنہ دور سے وہ ظاہر ہے۔ مگر افسوس کہ اس پر فتنہ دور میں

بعض لوگ قربانی کے خلاف بھی آواز بلند کرنے لگے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک فضول رسم ہے۔ (معاذ اللہ) اور اس سے قوم کا بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ بجائے قربانی کے اس روپیہ کو کسی قومی فنڈ میں خرچ کرنا چاہیے۔

بھائیو! توہیں تو بنتی ہی دین و مذہب سے ہیں۔ اور جب دین و مذہب کے شعائر کو پونہی اپنے الحاد پرور خیالات سے اڑاتے چلے گئے تو فرطیئے۔ قوم ہی باقی کب رہی؟ اور پھر وہ کونسی قوم ہوگی۔ جس کی طرف نسبت کر کے یوں کہا جائے گا۔ کہ یہ روپیہ کسی قومی فنڈ میں خرچ ہونا چاہیے۔

بھائیو! ان حیدہ سازوں اور بہانہ بازوں کو اگر کچھ ایسا ہی قوم کا خیال ہے۔ اور دولت کے ضائع ہونے کا ملال ہے۔ تو یہ لوگ کم از کم وارٹھی منڈانا ہی اگر چھوڑ دیں۔ تو ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ وارٹھی کی اس غیر شرعی قربانی کو چھوڑ دینے سے قوم کا لاکھوں روپیہ بچ سکتا ہے۔ اسی طرح سینما و تھیٹروں اور کلب گھروں میں اور سرخی پوٹرا اور دیگر فیشنوں کی مدوں میں جو روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ان

قوم کے دردمندوں کو اس واقعی فضول خرچیوں کے خلاف کبھی مروڑ
 کیوں نہیں اٹھتا؟ اور کیوں وہ لوگ ان مدوں کے خلاف آواز بلند
 نہیں کرتے؟ اور قوم کا یہ روپیہ کسی قومی فنڈ میں داخل کر دینے کی
 تلقین نہیں کرتے؟ افسوس! صد افسوس! کہ ان غیر شرعی اور دین
 و دنیا برباد کر دینے والی حرکتوں کو تو "ثقافت و آرٹ" کا نام دے کر
 اور بھی چمکایا جاتا ہے۔ اور جو ایک شرعی حکم ہے۔ اس کے خلاف
 تحریراً، تقریراً کوشش کی جاتی ہے۔ اور اُسے مٹایا جاتا ہے۔

عشق و عقل | بھائیو! یہ سب عشق و محبت کی باتیں ہیں جنہیں یورپ
 سے پیار ہے۔ وہ جانور تو رہا برطرف۔ خود ہی یورپ

کی اداوں پر قربان ہو رہے ہیں۔ اور نئی تہذیب کی الٹی چھری سے
 ذبح ہو رہے ہیں۔ قربانی کے جانور کے بدن کو آپ نے مختلف رنگوں
 میں رنگا ہوا دیکھا ہوگا۔ بھائیو! یہ سرخی پوڈر بھی ایک ایسا رنگ ہے
 جس سے نئی تہذیب اپنے "قربانی کے جانوروں" کو رنگتی ہے، اور
 جنہیں اپنے اللہ و رسول اور دین و مذہب سے عشق و محبت ہے، وہ
 اپنی جان و مال اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار
 رہتے ہیں۔ اور وہ ہر سال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل
 علیہ السلام کی یادگار منا کر اپنے اللہ کو یہ دکھا دیتے ہیں۔ کہ جس طرح
 ہم اپنے مال سے خریدے ہوئے جانور کو تیرے نام پر قربان کر سکتے ہیں
 اسی طرح اسے خدا تیری راہ میں ہم وقت آنے پر خود اپنی گردنیں بھی
 کٹا سکتے ہیں۔ اور تو چاہے تو اپنی اولاد کو بھی ذبح کر سکتے ہیں۔

دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنا عشق و محبت عطا کرے۔ اگر یہ سہہ
 تو پھر رضاعت مال کا خیال اور جموٹا ملال کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور
 یہ عقلی بڑھکوسلے اور جیلے بہانے کبھی نہیں سوچتے۔ بھائیو۔ ایسے

حیلہ ساز اور بہانہ باز اپنی برائے نام عقل کو لئے پھرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان کے نزدیک اگرچہ عقل بڑی اچھی چیز اور خداداد ایک نعمت ہے۔ مگر وہ اس عقل کا تابع مہل اور غلام ہوس و آرزو نہیں۔ بلکہ وہ بندہ عشق ہے۔ یہ حیلے بہانے سکھانا عشق کا کام نہیں۔ ہاں! بسا اوقات یہ عقل ہی حیلے بہانے بھی سکھانے لگتی ہے۔ دیکھئے میدانِ جہاد میں جاتے وقت عقل یہ بات سوچھانے لگتی ہے۔ کہ میدانِ جہاد میں گئے۔ تو ممکن ہے۔ مرجاؤ۔ مر گئے۔ تو بچے یتیم ہو جائیں گے۔ بیوی بیوہ ہو جائے گی۔ وہاں کون سنبھالے گا۔ بچے کون پالے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔ اور عشق ان سب باتوں سے بے نیاز رکھ کر میدانِ جہاد کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اور عقل بچاری دیکھتی رہ جاتی ہے۔

بے خطر کو پڑا کٹش ضرور ہیں عشق
عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

ایک اور اردو شاعر لکھتا ہے۔

عقل کہتی ہے کہ کھا شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ پی خونِ جگر
عقل کہتی ہے کہ چل بازار کو
عشق کہتا ہے کہ کوئے یار کو
عقل پر یہ عشق اگر سلطان نہ ہو
باپ سے بیٹا کبھی قریاں نہ ہو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرت اسمعیل

علیہ السلام کی گردنِ پاک پر جو چھری چلائی تھی۔ یہ عشق ہی کا
نو کرشمہ تھا۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ کہ خلیل اللہ اپنے اللہ

کے عشق و محبت میں ذبح اللہ کی گردن پر چھری چلا رہے ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں دونوں دباپ بیٹے علیہما السلام، کا یہ مظاہرہ عشق و محبت کچھ ایسا مقبول ہوا، کہ فوراً بارگاہ حق کی طرف سے "بَعْرِي الْمُحْسِنِينَ" کی سند عطا فرما دی جاتی ہے۔ اور قیامت تک کے لئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے اس مظاہرہ عشق و محبت کو دوام و ثبات عطا فرما دیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کے تتبع میں جانور کے گلے پر چھری پھیر کر ان کی اس سنت کی یاد مٹانے کا حکم مل جاتا ہے۔

سنتِ ابراہیم علیہ السلام

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ و

سلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ تو حضور نے فرمایا۔

سِنَّةُ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱

"تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے"

ہاں تو بھائیو! جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کا عشق ہے، اور جنہیں

دین و مذہب سے محبت ہے، وہ تو قربانی پر قربان ہیں، اور جو محض

زبانی مدعی اسلام ہیں، وہ سو سو جیلے بہانے بنا کر شعائرِ دین سے

ہٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ بھائیو! قربانی پر خرچ کرتے وقت تو

کفایت شعاری اور قوم کی غنچواری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر جب

اپنی بیوی کے لئے دو سو کی ساڑھی خریدتے ہیں، اور اپنے ولایتی

سوٹ کی اصل قیمت کے علاوہ صرف اس کی سلائی ہی پر بیسیوں

روپے خرچ کر ڈالتے ہیں، اور ظاہر ہے، کہ جس سوٹ کی صرف سلائی

پر ہی سو روپیہ اکٹھے ہائے۔ اس کی اصل قیمت کتنی ہوگی۔ بھائیو!

ان لوگوں کو اس وقت کفایت شعاری کا خیال کیوں نہیں آتا۔

اور اس وقت یہ قوم کے بھوکے ننگوں اور محتاجوں کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں؟ بیوی کی ساڑھی پر سینکڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں تو ہوں مگر کیوں؟ اس لئے کہ بیوی سے انہیں محبت ہے۔ بیوی کی فرمائش نہ بھی ہو۔ تو بھی میاں ساڑھی ضرور خریدتے ہیں۔ بھائیو! کچھ تو سوچو۔ کہ اگر انہیں اللہ سے محبت ہوتی۔ تو یہ صرف چالیس پچاس روپے کے ایک بکرے کو قربان کرتے ہوئے دیکھ کر اس طرح بیچیں کیوں ہو جاتے؟ اور قوم کے بھوکوں ننگوں کا نام لے لے کر کیوں اس فریضہ سے روکتے بات دراصل یہ ہے۔ کہ بیوی سے اور اپنے نفس سے تو محبت و پیار ہے۔ مگر اللہ سے نہیں۔ اور یہ سارا شور اسی لئے ہے۔ کہ نا آشنائے عشق حق ہیں۔ دعا کیجئے۔ کہ خدا اس ناشناسائی سے محفوظ رکھے۔

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے

بے کسی لوٹا لے خدا نہ کرے

یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔ جس میں آپ نے یہ دعا کی ہے

کہ یہ دل آشنا رسول رہے۔ اور پھر کیا خوب فرمایا کہ

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل!

ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

یعنی خدا و رسول کے رستے میں یہ جیلے پہانے کس قدر ظلم کی

بانتیں ہیں۔

بھائیو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت پر عامل رہو۔ اور

اپنے اندر عشق حق کا جذبہ پیدا کرو۔ اور اس دورِ ظلمت میں حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی مشعل ہاتھ میں لے کر اٹھو۔ اور

ایک شاعر کا پیغام سنو۔ کہ

لے سلم اللہ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

قربانی دین ہمارا ہے
قرآن مبین ہمارا ہے
تبلیغ آئین ہمارا ہے
آقا یسین ہمارا ہے
لے مسلم اللہ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا
ملت کا تیغہ لاکھ میں لے
غیرت کا تیغہ لاکھ میں لے
سنت کا نیزہ لاکھ میں لے
وحدت کا تیغہ لاکھ میں لے
لے مسلم اللہ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا
اے نیند کے ماتے ہوش میں آ
بدلا ہے فلک نے رنگت نیا
ہے آج فضا میں شور بیا
آتی ہے ندا یہ صبح و مسا
لے مسلم اللہ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا
اے مسلم کیوں آزرہ ہے
کیوں پڑ مردہ افسردہ ہے
تو زہہ دشمن مردہ ہے
تو دانا وہ پس خوردہ ہے
لے مسلم اللہ مٹا جھگڑا فی الفور بتانِ آذر کا

قربانی کی فضیلت

حضرات! اس قربانی کے فضائل بھی سن لو۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

قربانی کے دن اللہ کی راہ میں جانور کا خون بہانے سے بڑھ کر اللہ کے
نزدیک اور کوئی عمل زیادہ محبوب نہیں۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰۔
اور فرمایا۔ یہ قربانی اللہ کے حضور قیامت کے دن اپنے سینگوں
بالوں۔ اور کھروں کے ساتھ آئے گی۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے
سے پہلے اللہ کے نزدیک مرتبہ قبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔ صحیح بخاری
نو میرے بھائیو! آج عید قربان کا روز ہے، خوب یاد رکھو۔ کہ
ہمید قربان ہمیں سال کے سال انتہائی سیر۔ فرمانبرداری۔ اطاعت۔
اور ایثار کا سبق دیتی ہے۔ اور تمہارے مردہ جسموں میں حیاتِ نو کی
لہر دوڑاتی ہے۔ پس اپنے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کرو، اور خدا

کی اطاعت و فرمانبرداری کا اس طرح ثبوت دو۔ کہ اگر اسلام کو مالی قربانی کی ضرورت پڑے۔ تو مال قربان کرو۔ اور اگر وہ جان کی قربانی مانگے تو جان کی قربانی حاضر کر دو۔

وَأَشْرِكُوا لَنَا الْحَمْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد نماز عید اور پھر

بَيِّنَاتُ الْخُطْبَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ
 بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ
 الْإِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَجَعَلَ الْكُفَّةَ
 الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَجَعَلَ الْحَرَمَ
 آمِنًا لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَطُغْيَانٍ
 سُبْحَانَ الَّذِي جَعَلَ الْحَجَّ مَطْهَرًا عَنِ
 الذُّنُوبِ وَدَافِعًا لِلذُّكُورِ وَعَدَا
 لِلْحَجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِينَ بِيَدِ الْجِنَانِ

اللَّهُ أَكْبَرُ. اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ
 أَكْبَرُ. اللَّهُ أَكْبَرُ. وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَ
 الْإِعْلَانِ. سُبْحَانَهُ مَا أَعْظَمَ شَانَهُ وَضَع
 لِلنَّاسِ أَوَّلَ بَيْتٍ وَجَعَلَهُ مُبَارَكًا وَ
 جَعَلَ الْأَفْعِدَّةَ تَهْوِي إِلَيْهِ فِي كُلِّ
 زَمَانٍ. أَحْمَدُ أَحْمَدًا جَبِيلًا وَأَشْكُرُهُ
 شُكْرًا جَبِيلًا عَلَا أَنْ أَظَلَّ عَلَيْنَا أَيَّامًا
 مُتَبَرِّكَةً ذَوِي الرُّتْبَةِ وَالْقَدْرِ. أَيَّامُ
 الْعَشْرِ خِتَامُهَا يَوْمُ النَّحْرِ. وَهِيَ الَّتِي
 أَتَمَّ اللَّهُ بِهَا فِي الْقُرْآنِ كَيْفَ أَحْمَدُكَ
 وَكَيْفَ لَا أَحْمَدُكَ عَلَا أَنْ أَعَادَ عَلَيْنَا
 عَوَائِدَ الْإِحْسَانِ. اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ. أَشْهَدُ
 أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ. كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
 إِلَّا وَجْهَ الرَّحْمَنِ. فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
 تُكَذِّبَانِ. وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا
 مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ سَيِّدًا هَلِ الْبَوَادِي
 وَالْعُرُوقِ. صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
 وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ. وَعَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ
 وَالرُّسُلِ لَاسِيَّمَا سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ
 اللَّهِ وَسَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ.
 اللَّهُ أَكْبَرُ. اللَّهُ أَكْبَرُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.
 اللَّهُ أَكْبَرُ. اللَّهُ أَكْبَرُ. وَلِلَّهِ الْحَمْدُ
 بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانِ -

اَمَّا بَعْدُ

مَعَاشِرَ الْإِخْوَانِ وَالْمَخْلَقِينَ اشْكُرُوا اللَّهَ
 عَلَى نِعْمَاتِهِ السَّائِلَةَ وَالرَّائِيَةَ الْكَامِلَةَ
 فِي كُلِّ زَمَانٍ. وَادْكُرُوهُ صَبَاحًا وَمَسَاءً

فَإِنَّ ذِكْرَهُ أَمَانٌ أَيْ أَمَانٍ. وَتَحَسَّرُوا عَلَيَّ
مَا فَاتَكُمْ مِنْكُمْ مِنَ الْحُضُورِ حَضْرَةً بَيْتِ
الرَّحْمَنِ. طُوبَى لِلَّذِينَ قَطَعُوا الْقَفَّارَ -
وَرَكِبُوا السُّفُنَ فِي الْبِحَارِ وَتَرَكُوا الْوَالِدَ
وَالْأَحْبَابَ - وَالْأَحْفَادَ وَالْأَصْحَابَ - وَ
الْأَوْطَانَ - شَوْقًا إِلَى كَعْبَةِ الرَّحْمَنِ فَطَافُوا
بِهَا طَوَافًا عَمَّتْ قُورَيْبِهِ مِنَ النَّيِّرَانِ - وَ
حَصَلَتْ لَهُمُ الْمُنَى - بِالْوُصُولِ إِلَى مَنَى -
وَنَالُوا الدَّرَجَاتِ بِوُقُوفِ عَرَفَاتٍ - وَ
بَاهَى بِهِمْ رَبُّهُمْ فَرَضُوا عَنْهُ وَسَرَّخَى
عَنْهُمْ وَأَسْبَلَ عَلَيْهِمْ سَجَالَ الْغُفْرَانِ -
وَحِينَ اتَّسَوْا الْمَنَاسِكَ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُمْ
وَسُئِرَتْ عَيْبُهُمْ وَحُطَّتْ بِعَنَمِهِمْ تَبِعَاتُهُمْ
وَرُفِعَتْ دَرَجَاتُهُمْ وَكُتِبَتْ لَهُمُ النَّجَاةُ
مِنَ النَّيِّرَانِ - أَيُّهَا الْمُتَخَلِّفُونَ لَا تَقْنَطُوا

مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ فَإِنَّهُ حَلِيمٌ كَرِيمٌ رَحِيمٌ
 مَنَّانٌ. فَتُوبُوا إِلَيْهِ وَأَسْتَغْفِرُوا لَهُ مِنْ كُلِّ
 عِصْيَانٍ. وَبَادِرُوا فِي آدَاءِ مَا فَرَضَ اللَّهُ
 عَلَيْكُمْ فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ آدَاءِ رَكَعَتَيْنِ مَعَهُ
 سِتِّ تَكْبِيرَاتٍ زَوَائِدًا ثُمَّ تَضْحِيَةُ الْحَيَّوَانِ
 وَهَذِهِ سُنَّةُ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ عَلَى مَا نَقَلَ
 عَلَيْنَا رَبُّنَا قِصَّتَهُ فِي الْقُرْآنِ. فَإِنَّ ابْنَهُ
 لَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بَنِيَّ إِنِّي أَرَى
 أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ
 أَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ وَسَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ
 أَهْلِ الصَّبْرِ وَالْإِدْعَانِ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ
 لِلْجَبِينِ. تَزَلْزَلَتْ سَكَّانُ السَّمَوَاتِ وَ
 الْأَرْضِينَ. وَضَبَّتِ الْمَلَائِكَةُ بِالدُّعَاءِ
 حَضْرَةَ الرَّحْمَنِ. فَنَادَى خَلِيلَهُ قَدْ صَدَّقْتَ
 الرَّؤْيَا. وَقَدَى ابْنَهُ بِكَبِشٍ عَظِيمٍ ذِي رُتْبَةٍ

عَلَيَا - فَصَارَ ذَلِكَ سُنَّةً مِّنْ عَهْدِي إِلَى قِيَامِ
 يَوْمِ الْاِحْسَانِ - وَقَدْ وَّرَدَ فِي الْخَبْرِ عَنْ
 سَيِّدِ بَنِي عَدْنَانَ - اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
 الذُّنُوبَ كُلَّهَا بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقُطِرُ
 مِنْ دَمِ الْحَيَّوَانِ - فَسَيِّئُوا ضَحَايَاكُمْ
 فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَمَوْصِلَةٌ
 اِلَى دَارِ الْجَنَّةِ - وَعَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ
 فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ - فَاِنَّهَا اَرْبَعٌ بِضَاعَةٌ
 وَهِيَ السُّجِّيَّةُ مِنْ كُلِّ نَقْصَانٍ وَ
 خُسْرَانٍ - وَاذْعُوا اللّٰهَ بِخُلُوصِ الْجَنَانِ
 قَائِلِينَ اللّٰهُمَّ يَا مَنَّانُ يَا رَحِيْمُنْ
 يَا حَنَّانُ يَا دَيَّانُ اِرْحَمْنَا وَعَافِنَا
 وَاغْفِرْ لَنَا وَنَجِّنَا
 مِنْ عَذَابِ النَّيْرَانِ
 بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ

الْعَظِيمِ. وَ نَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأَيْتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ. إِنَّهُ تَعَالَى
جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رُؤُوفٌ رَحِيمٌ

اس کے بعد تقویٰ دیر بیٹھ کر پیر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۱۳ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَالْعَصْرُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعَصْرُ - إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ - إِلَّا

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - وَ

تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ - وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

اس زمانہ محبوب کی قسم - بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے

مگر جو ایمان لائے - اور اچھے کام کئے - اور ایک دوسرے

کو حق کی تاکید کی - اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی -

حضرات! قرآن پاک کی ایک مختصر سی سورۃ مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے - اور آج اسی کے متعلق کچھ عرض کروں گا - خدا تعالیٰ

نے اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء میں ”عصر“ کی قسم فرمائی ہے اور قسم فرما کر پھر حقائق و معارف کے دریا بہا دئے ہیں۔

عصر سے یہاں مراد کیا ہے؟ اور خدا تعالیٰ نے کس چیز کی قسم فرمائی ہے؟ یہ جاننے کے لئے پہلے یہ بات سمجھ لیجئے۔ کہ عصر زمانہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور نماز عصر کو بھی کہتے ہیں۔ اور وقت عصر کو بھی عصر کہتے ہیں۔ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اس باب میں چند اقوال درج کئے ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے۔ کہ یہاں قسم نماز عصر کی فرمائی گئی ہے چونکہ یہ وقت دن کا آخری وقت اور سیر و تفریح کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت سارے کام کاج اپنے عروج پر ہوتے ہیں۔ خرید و فروخت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اور بڑی مشغولیت کا یہی وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے وقت میں سارے کام چھوڑ کر نماز ادا کرنا بڑا ہی اہم ہے۔ اور یہ بات نماز عصر ہی میں پائی جاتی ہے۔ کہ نمازی اپنی ساری مصروفیتیں چھوڑ کر نماز عصر ادا کرنے کے لئے آجاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز عصر کی قسم فرمائی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے وقت عصر کی قسم فرمائی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ایں دن کی قسم فرمائی ہے۔ اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَخْضِبُ ایں رات کی قسم فرمائی ہے۔ اور وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ میں وقت چاشت کی قسم فرمائی ہے۔ اسی طرح یہاں خدا تعالیٰ نے وقت عصر کی قسم فرمائی ہے۔

مفسرین کرام علیہم الرحمۃ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ انہوں نے اپنے خدا داد فہم قرآن سے بڑے بڑے

الرَّحْمٰنِ

عجیب نکتے بیان فرمائے ہیں۔

حروف مقطعات کے متعلق ہمارا ایمان ہے۔ کہ ان سے جو مراد

ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جانے یا اس کا محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوں! مفسرین کرام نے اپنی اپنی خدا داد سمجھ کے مطابق جو نکات بیان فرمائے ہیں۔ وہ بھی بڑے ایمان افروز ہیں۔

چنانچہ مفسرین کرام نے حروف مقطعات کے سلسلہ میں ایک نکتہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک جگہ اللہ لکھ فرمایا ہے۔ الرَّاءِ۔ دوسری جگہ فرمایا ہے۔ حَمْدٌ۔ اور تیسری جگہ فرمایا ہے۔ "ن"۔ فرماتے ہیں۔ ان تینوں کو ملا کر دیکھئے۔ تو بن جاتا ہے۔ "الرَّحْمٰن"۔ گویا ان سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ نام پاک ہے۔ اسبطرح "والعصر" کی تفسیر میں مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے یہ لکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دن کی بھی قسم فرمائی ہے۔ اور رات کی بھی۔ اور وقتِ چاشت کی بھی۔ اور یہاں خدا نے وقتِ عصر کی قسم فرمائی ہے۔

تیسرا قول جو سب سے زیادہ پسندیدہ قول ہے۔ وہ

محبوب کا زمانہ

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی قسم فرمائی ہے۔ یعنی اسے میرے محبوب! تیرے زمانہ کی مجھے قسم۔ بھائیو! یہ حقیقت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی ہر نسبت محبوب ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اپنی قسم فرمائی۔ تو اپنی ربوبیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب فرما کر یوں قسم فرمائی۔ فَلَا وَرَبِّكَ۔ یعنی اسے محبوب! مجھے تیرے رب کی قسم! سبحان اللہ! کیا شانِ محبت ہے۔ کہ اپنی قسم فرمائی۔ تو حضور کی طرف اپنی ربوبیت کو منسوب فرما کر۔ حالانکہ وہ ساری کائنات کا رب ہے۔ اور "رَبِّ النَّاسِ" ہے۔ مگر یہاں فرمایا! فَلَا وَرَبِّكَ۔ محبوب تیرے رب کی قسم! یعنی مجھے آپ اپنی قسم! اسبطرح کہ معظمہ کی قسم فرمائی۔ تو فرمایا۔

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ -
 "اے محبوب! مجھے اس شہر کی قسم صرف اس لئے کہ تو

اس شہر میں رہتا ہے۔"
 سبحان اللہ! کیا محبت ہے کہ جس شہر میں محبوب رہتا ہے۔
 خدا تعالیٰ کو وہ شہر بھی محبوب ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں۔ محبتوں سے کسی نے دریافت
محبوب کا شہر کیا۔ میاں محبتوں! تم نے بڑے بڑے شہر دیکھے

ہیں۔ یہ تو بتاؤ۔ ع۔

پس کد اے شہرِ دروے خوشتر است

ان شہروں میں کونسا شہر اچھا ہے۔ تو ع۔

گفت آں شہرے کہ درے ولبر است

محبتوں نے جواب دیا کہ وہ شہر جہاں محبوب رہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ محبوب کا شہر بھی محبوب ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اب یہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ

مدینہ منورہ منورہ میں نشرف فرما ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کو

یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ اس کے لئے مدینہ منورہ

کا شہر بھی محبوب ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مدینہ منورہ واقعی فرش و

عرش والوں کے لئے محبوب ہے۔ اور سب کی نظریں اسی شہر پاک پر

ہیں۔ خوب لکھا ہے ہزار لکھنوی نے۔

کیا مہ و مہر و نجم اور کیا انس و جان

ہے اسی سمت مائل دلِ دو جہاں

کوئی سمجھے نہ سمجھے حقیقت یہ ہے

ذرہ ذرہ کی منزل مدینہ میں ہے

اس کے بعد فرمایا:-

فکر دنیا و ماں دُور پاؤ گے تم !
 قلب میں ہر طرف نور پاؤ گے تم !
 رُوح کو اپنی مسرور پاؤ گے تم !
 اِک عجب کیفیتِ کامل مینے میں ہے
 سبحان اللہ ! کیا ایمان افروز اشعار ہیں ۔ اس نظم کا مطلع
 بھی سن لیجئے ۔ فرمایا:-

جس کی جاں کو تمنا ہے دل کو طلب
 وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے
 یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر
 جاں مدینے میں ہے دل مدینے میں ہے
 بھائیو! مدینہ منورہ واقعی عرش و فرش والوں کا محبوب شہر
 ہے ۔ اور ہماری تو یہ دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت مدینہ منورہ
 میں لائے ۔ اور ہم مریں تو اس طرح ۔ کہ محبوب کا در ہو ۔ اور ہمارا
 سر ہو ۔ میری اپنی ایک نعت کا مقطع ہے ۔ یہ

صبح و سارے خدا ہے یہ بشیر کی دعا
 در ہونترے حبیب کا سر ہو مرا جھکا ہوا
 اور مولانا حسن علیہ الرحمۃ نے خوب لکھا ہے ۔ کہ یہ
 گر وقت اجل سرتری چوکھٹ پہ جھکا ہو
 جتنی ہو قضا ایک ہی سجدہ میں ادا ہو

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے شہر کی قسم فرمائی ۔ اور کہیں
 اپنے محبوب کی زبان کی قسم فرمائی اور فرمایا وَرَقِيلِهِ یعنی مجھے اپنے محبوب
 کے اس کہنے کی قسم ! اور کہیں اپنے محبوب کی جان کی قسم فرمائی ۔ اور

فرمایا "کَعْمَرَاکَ" اے محبوب! تیری جان عزیز کی قسم! کیا خوب لکھا ہے اعلیٰ حضرت نے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا کہ کلام مجید نے کھائی شہادتے شہر و کلام و بتا کی قسم اب اسی لغت کا ایک دوسرا شعر سنئے۔ جس میں اعلیٰ حضرت نے "خدا کی قسم" کھائی ہے۔ اور کیسی پیاری قسم ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا ہے۔

ترا مسندِ ناز ہے عرش بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ دو جہاں ہے شہادتِ تری مثل نہیں ہے خدا کی قسم
حضرات! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے مکان کی اور محبوب کی زبان کی، اور محبوب کی جان کی قسم فرمائی ہے۔ اسی طرح والعصر میں اللہ نے محبوب کے زبان کی قسم فرمائی ہے۔ اور فرمایا۔ مجھے اپنے محبوب کے زمانہ کی قسم!

بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بڑا ہی مبارک

زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں اللہ کی رحمت

کے دروازے کھل گئے۔ اور جہنم کے دروازے بند ہو گئے۔ ساری دنیا

میں نور ہی نور پھیل گیا۔ ظلمتیں اور تاریکیاں دور ہو گئیں۔ اور بقولِ

شاعر۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے

بلکہ یوں کہنے کے سبب نیا کی دنیا نور ہے

یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا

خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي۔ یعنی سارے زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ واقعی

زمانہ وہی زمانہ تھا۔ جو حضور کا زمانہ تھا۔ اور اسی لئے ایک

بزرگ کی حکایت ہے۔ کہ وہ نامبائیوں کا کام کرتے تھے

ط
باسی رونی

اور روٹی کی ان کی دکان تھی۔ وہ تازہ روٹی ایک آنہ کو دیتے تھے۔ اور باسی روٹی دو آنہ کو۔ ایک شخص نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ بھائی! یہ باسی روٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے قریب ہے اور تازہ روٹی اس مبارک زمانہ سے کچھ دور ہے۔ تو جو روٹی زمانہ نبوی سے نزدیک ہے۔ وہ اس روٹی سے جو اُس زمانہ سے کچھ دور ہو گئی یقیناً افضل ہے۔ اس لئے میں نے اس کی قیمت زیادہ رکھی ہے سبحان اللہ! کیا ہی محبت بھری بات ہے۔

صحابہ کرام | حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جو ساری اُمت میں سب سے زیادہ درجہ حاصل کیا۔ اس کی وجہ بھی

یہی ہے۔ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔ اور حضور کی زیارت کی۔ ان کی بڑائی کا راز اسی بات میں مضمر ہے۔ کہ انہوں نے وہ زمانہ مبارک پایا۔ جس میں حضور اس عالم میں موجود تھے۔ اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان براہ راست حاصل کیا۔

ایک نکتہ | یہاں ایک نکتہ بھی سنتے چلئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کلماتِ جامعہ ہیں۔ اور آپ کے

ایک ایک ارشاد میں ہزاروں معارف و حقائق موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **لُعِنَتْ بِجَمَاعِ الْكَلِمِ** یعنی میں کلماتِ جامعہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ یعنی تھوڑی سی بات میں ہزاروں حکمتوں کو بیان فرما دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ **خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي** میں بھی ایک نکتہ ہے۔ جو مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔

قرون جمع ہے قرن کی۔ اور "قرن" زمانہ کو کہتے ہیں۔ اور "قرنی" میں "ی" نسبت کی ہے۔ یعنی "میرا زمانہ" تو حضور نے جو یہ فرمایا

ہے۔ سارے زمانوں سے بہتر "قرنی" ہے۔ ایک معنی تو اس کا ظاہر ہے۔ کہ "میرا زمانہ"۔ اور دوسرا اس کا معنی یہ بھی ہے۔ کہ سارے زمانوں سے بہتر "ق"۔ "ن"۔ "ر"۔ "ی" ہے۔ "قرنی" میں یہی چار حروف ہیں۔ اور یہ چاروں حروف چار یارانِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ظاہر کر رہے ہیں۔ اور حضور نے ان چاروں کی فضیلت بیان فرمادی ہے اور ترتیب فضیلت بھی ساتھ ہی بیان فرمادی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لقب "صدیق" کا آخری حرف ہے "ق"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے "ر"۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے "ن"۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ہے "ی" اور دیکھ لیجئے۔ اسی ترتیب سے یہ سارے حروف "قرنی" میں موجود ہیں۔ گویا حضور نے اس بات کا اعلان فرما دیا ہے۔ کہ۔

خَيْرُ الْمَقْرُونِ قَرْنِي

یعنی سارے زمانوں سے بہتر میرے یہ چار یار ہیں۔ پہلے "ق" یعنی صدیق پھر "ر" یعنی عمر۔ پھر "ن" یعنی عثمان۔ اور پھر "ی" یعنی علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

فنا تہجی | حروف تہجی کو دیکھئے۔ الف سے شروع ہو کر "ی" پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اہل لطائف نے لکھا ہے۔ کہ اسید طرح خلافت کی ترتیب بھی ہے۔ کہ ابوبکر کے الف سے شروع ہو کر علی کی "ی" پر ختم ہو گئی۔ رضی اللہ عنہم۔

بہر حال سارے صحابہ کرام بالخصوص یہ چار یارانِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بڑے درجوں اور مرتبوں کے مالک ہیں۔ اور یہ فضائل انہیں اسی مبارک زمانہ کی بدولت حاصل ہوئے۔ — و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَسَّطَ بِسَاطَ الْفَضْلِ فَخَلَقَ
 الْأَرْضَ وَأَجْرَى عَلَيْهِ الْبَحَارَ وَسَهَّلَ
 لِعِبَادِهِ الطَّرِيقَ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَأَعْتَقَهُمْ
 مِنَ النَّارِ هُوَ الَّذِي دَارَ بِحِكْمَتِهِ الدَّوَارُ
 وَالطَّيْرُ بِصُنْعَتِهِ طَارَ كَيْفَ أَحْمَدَاهُ وَ
 كَيْفَ لَا أَحْمَدَاهُ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
 وَالْبَاطِنُ أَوْجَعِ النَّهَارِ فِي اللَّيْلِ أَوْجَعِ اللَّيْلِ
 فِي النَّهَارِ كَيْفَ أَشْكُرُهُ وَكَيْفَ لَا أَشْكُرُهُ
 خَلَقَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اسَاءُوا
 بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى
 وَهُوَ الْغَفُورُ الْقَهَّارُ أَشْهَدُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةٌ تَدْخِلُنَا

دَارَ الْقَرَارِ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَاحِبَ الْعِزِّ وَالْوَقَارِ
أَمَّا بَعْدُ

أَيُّهَا الْحَاضِرُونَ قَدْ حُرِّمْتُمْ فِي هَذَا الْعَامِ
مِنَ الشَّرْبِ بِحُضُورِ خُزْرَةِ الْغَقَارِ أَمَا
سَمِعْتُمْ قَوْلَهُ تَعَالَى وَدَلَّ عَلَى النَّاسِ مَجْمَعُ
الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَإِنْ كَفَرْتُمْ
فَاللَّهُ غَنِيٌّ عَنِ الْكُفَّارِ وَأَعَزَّمُوا عَلَى الرَّجُلِ
فِي الْعَامِ الْقَابِلِ لَعَلَّ اللَّهَ يَغْفِرْكُمْ وَيُجِيرْكُمْ
مِنْ دَرَكَاتِ النَّارِ طُوبَى لِمَنْ قَطَعَ
الْقَفَّارَ وَرَكِبَ السُّفُنَ وَسَارَ فِي الْبَحَارِ فَبَلَغَ
فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَلَضَرَّعَ عَيْنًا مِنْ آبِ الرَّحْمَةِ
وَطَافَ الْبَيْتَ وَالْأَرْكَانَ وَالْأَسْتَارَ وَ
خَفَّفَتْ أَثْقَالَهُ عِنْدَ تَقْبِيلِ الْحَجْرِ الْأَسْوَدِ
وَهُوَ يَشْهَدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْحُجَّاجِ وَالزَّوَّارِ

وَبَشِّرْ فِي مَنَى بِحُصُولِ الْمُنَى وَقَضَاءِ الْأَوْطَارِ
 وَوَقْفَتِ بَعْرَفَاتِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَكَبَّرِ وَلَسَّبِي
 فَحَصَلَ لَهُ الْعِرُّ وَالْفَخَارُ وَبَاتَ بِالْمَزْدَلِفَةِ
 عِنْدَ الشُّعْرَاءِ الْحَرَامِ فَاسْتَحَقَّ فَضْلَ ذِي الْحِجَالِ
 وَالْإِكْرَامِ وَنَالَ بِحِطِّ مَنَى الْإِفْتِخَارِ ثُمَّ
 عَادَ إِلَى مَنَى فَنَحَرَ الصَّخَايَا وَقَرَّبَ الْهَدَايَا
 فَنُودِيَ بِالْأَجْرِ الْجَزِيلِ وَالْوَقَايَةِ مِنْ عَذَابِ
 النَّارِ فَوَجَدَ رَاحَةً فَوْقَ رَاحَةٍ عِنْدَ حَلْقِ
 الرَّأْسِ وَرَمَى الْجِهَارِ ثُمَّ لَمَّا قَصَدَ الْأُرْجُلَ
 وَطَافَ طَوَافَ الْوُدَاعِ مَعَ التَّضَرُّعِ وَالْبُكَاءِ
 صَرَفَ عَنَانَ النُّوقِ بِغَايَةِ اللُّطْفِ وَالذُّوقِ
 إِلَى مَدِينَةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ وَسَرَّحَ فِي السُّوقِ
 فَتَشَرَّفَ بِزِيَارَةِ قَبْرِ سَيِّدِ بَنِي عَدْنَانَ وَ
 مَضَرَ وَنِزَارَ وَصَلَّى وَسَلَّمْ عَلَى مَنْ بِالصَّلَاةِ
 عَلَيْهِ تَرْحَمُ الْكِبَارُ وَالصِّغَارُ وَأَوْجِبَ لِنَفْسِهِ

شَفَاعَةَ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ - قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ وَفَاتِي فَكَانَنَا
 زَارِنِي فِي حَيَاتِي وَوَرَدَعَنهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ زَارَ
 قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَوَرَدَعَنهُ أَنَّهُ
 قَالَ مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي فَيَا خَوَانِي
 وَخُلَانِي هَذِهِ بَشَارَةٌ قَدْ حَصَلَتْ لِأَخْوَانِنَا
 الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْحُسْنَى وَأَنْتُمْ غَافِلُونَ
 نَائِمُونَ حَامِلُوا الْأَوْزَارِ إِلَىٰ مَتَىٰ هَذَا النَّوْمُ
 وَالرُّقَادُ إِلَىٰ مَتَىٰ هَذِهِ الْعَفْلَةُ وَالْفَسَادُ
 إِلَىٰ مَتَىٰ هَذَا التَّكَاثُلُ عَنِ الطَّلَعَاتِ إِلَىٰ
 مَتَىٰ هَذَا الْقُعُودُ مَعَ الْأَسْتِطَاعَاتِ
 هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ آهٌ عَلَىٰ عِبْرِ ضَيْعِنَا آهٌ
 عَلَىٰ وَقْتِ اتْلَفِنَا آهٌ اللَّهُمَّ إِنَّا عِبَادُكَ الْخَرِيدُونَ
 مَقْرُونُونَ بِذُنُوبِنَا مَعْتَرِفُونَ بِعُيُوبِنَا آمِنًا
 بِبَيْتِكَ وَلَمْ نَرَكَ فَاعْفِرْ لَنَا خَطَايَانَا وَ

ذُنُوبِنَا وَاسْتَعْمَلْنَا عَلَى السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ وَارْتَفَقْنَا
 زِيَارَةَ قَبْرِهِ الْكَرِيمَةِ وَالْوَفَاةَ بِبَلَدِهِ وَ
 وَالذُّخُولَ فِي دَارِ السُّرُورِ وَالْقَرَارِ وَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
 الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ
 وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ
 كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ سَرُورٌ رَحِيمٌ

اس کے بعد تقویری دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھئے

ترقی اور ترقی کے لیے تیسرا جمعہ ملا و مقرر ہوا ہے

ترقی!

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ - وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ - اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ - اِلَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - وَ
تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ - وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

حضرات! میں پچھلے جمعہ میں بیان کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے "والعصر" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی قسم فرما کر فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ۔ یعنی انسان ضرور نقصان میں ہے۔ بھائیو! آجکل کا زمانہ ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ ہم آگے بڑھ رہے اور بڑے فائدے میں ہیں۔ ہم ترقی پا رہے ہیں۔ مگر یہ سارے دعوتِ آجکل کے انسان کے اپنے ہیں۔ آئیے! خدا سے دریافت کریں۔ کہ الہی کیا واقعی

انسان ترقی میں ہے۔ اور یہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور فائدے میں ہے۔ بھائیو! خدا کا ارشاد تو یہ ہے۔ کہ انسان سراسر گھائے میں ہے۔ اور دن بدن یہ نقصان ہی میں جا رہا ہے۔ یہ جسے ترقی سمجھ رہا ہے دراصل تنزل ہے۔ دیکھتے آپ کو ایک مثال سے یہ بات سمجھاؤں

بڑا دیکھتے جو شخص زیادہ عمر کا ہو۔ اُسے لوگ بڑا کہتے ہیں۔ اور جس کی عمر تھوڑی ہو۔ اُسے چھوٹا کہتے ہیں۔ حالانکہ بات اس کے برعکس ہے۔ مثلاً ایک ۹۵ سال کا شخص ہو۔ جس نے سو سال کا ہو کر مرنا ہے۔ اور ایک ۵ سال کا بچہ ہو۔ جس نے سو سال کی عمر پائی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ۹۵ سال کے بڑے میاں کی عمر کے صرف ۵ سال باقی رہ گئے ہیں۔ اور ۵ سال کے بچے کی عمر کے ابھی ۹۵ سال باقی ہیں گویا بڑے میاں ۵ سال کے بعد مر جائیں گے۔ اور ۵ سال کا بچہ ۹۵ سال تک اور زندہ رہے گا۔ فرمائیے! اب بڑا کون ہوا؟ وہ جو ۵ سال کے بعد مر جائے گا۔ یا وہ جو ابھی ۹۵ سال تک زندہ رہے گا؟ ظاہر ہے۔ کہ بڑا تو وہ ہے۔ جس کی بڑی عمر ابھی باقی ہے۔ اور جس کی عمر چھوٹی رہ گئی۔ چھوٹا تو وہ ہے۔ مگر ہم بڑے کو تو چھوٹا کہتے ہیں۔ اور چھوٹے کو بڑا۔ حالانکہ جو آجکل بڑا کہلاتا ہے۔ وہ اگر سوچے تو وہ دن بدن چھوٹا ہو رہا ہے۔ اسی لئے شاعر نے لکھا ہے۔ اور خوب لکھا ہے کہ

غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی

خالق نے گھڑی عمر کی اک اور گھڑادی

یعنی گھڑی جب گھنٹہ بجاتی ہے۔ تو تجھے اطلاع دیتی ہے کہ دیکھ

تیری عمر میں سے ایک گھنٹہ اور کم ہو گیا ہے۔ اور بھائیو! اللہ تعالیٰ

بھی یہی فرما رہا ہے۔ کہ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ۔ انسان تو نقصان

میں جا رہا ہے۔

سالگرہ | آجکل لوگ اپنی سالگرہ مناتے ہیں۔ ایک بزرگ کا ایک شہر میں گذر ہوا۔ دیکھا ایک جگہ بڑا، ہجوم ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ایک رئیس کی سالگرہ کا جشن منایا جا رہا ہے۔ وہ بزرگ فرمانے لگے۔ یہ تو بڑے اچھے لوگ ہیں۔ جو موت کے قریب قریب آجانے پر خوش ہوتے ہیں۔ بھائیو! یہ تو ان بزرگ کا اپنا خیال تھا۔ مگر ہم تو اپنی سالگرہ مناتے وقت شاید موت کو یاد ہی نہیں رکھتے۔ ہاں تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ یہ انسان تو دن بدن گھاٹے میں ہے۔ اس کی عمر رفتہ رفتہ جا رہی ہے۔ اور ایک دن اس نے یہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے جانا ہے۔

ایک خواب | ایک بزرگ کے پاس ایک شخص نے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ کہ میں نے رات کو یہ بھیانک خواب دیکھا ہے۔ کہ ایک جنگل میں اکیلا کھڑا ہوں۔ کہ اچانک ایک شیر میرے پیچھے پڑ گیا۔ میں دوڑا۔ اور وہ میرے تعاقب میں دوڑنے لگا۔ میں اپنی جان بچانے کی فکر میں دوڑتا ہوا اچانک ایک گہرے کنوئیں کے کنارے پہنچ گیا۔ میں نے سوچا۔ کہ شیر سے بچنے کے لئے اس کنوئیں میں چھلانگ لگا دوں مگر جب کنوئیں میں دیکھا۔ تو ایک بہت بڑا اژدہا اپنا منہ کھولے ہوئے کنوئیں میں بیٹھا تھا۔ اب میں بڑا پریشان ہوا کہ کیا کروں۔ میں نے دیکھا۔ کہ کنوئیں کے کنارے پر ایک درخت ہے۔ میں فوراً اس درخت پر چڑھ گیا۔ اب شیر میری تاک میں نیچے کھڑا ہو گیا۔ درخت پر میں نے دیکھا۔ کہ شہد کی کھپیوں کا چھتہ ہے۔ میں خوش ہو گیا۔ کہ شہد کھانے کو مل گیا۔ میں وہ شہد حاصل کرنے کی فکر کرنے لگا۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ کانے اور سفید رنگ کے دو چوہے آئے۔ اور وہ اس ٹہنی کو جس پر میں بیٹھا تھا۔ کترنے لگا۔ میں ڈرا۔ کہ اب کیا ہوگا۔ بالآخر ان

جوہوں نے اس ٹہنی کی جڑ کو کاٹ دیا۔ اور میں دھڑام سے کنوئیں میں گر گیا۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔

یہ خواب سنا کر اس نے تعبیر پوچھی۔ تو وہ بزرگ فرمانے لگے۔ کہ وہ جنگل یہ دنیا ہے۔ اور شیر جو تیرے پیچھے پڑا۔ وہ ملک الموت ہے۔ کذاں تیری قبر ہے۔ اور اژدہا قبر کا عذاب ہے۔ درخت تیری عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں۔ جن میں انسان مشغول ہو کر غافل ہو جاتا ہے۔ اور کالے اور سفید رنگ کے چوہے دن اور رات ہیں جو تیری عمر کی ٹہنی کو رفتہ رفتہ کاٹ رہے ہیں۔ اور عنقریب تیری عمر کی ٹہنی کٹنے ہی والی ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ میری عمر بڑھ رہی ہے۔ حالانکہ وہ دن بدن گھٹ رہی ہے۔

میرے بھائیو! اسی حقیقت کا اظہار اس آیت شریفہ میں بھی ہے۔ کہ **إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ**۔ انسان تو دن بدن گھاٹے میں ہے۔

حضرات! **خُسْرُ** کا معنی ہے ٹوٹا۔ خسارہ۔ نقصان۔ جو تاجر اصل پونجی کھو بیٹھے۔ یا اس کی پونجی کم ہو جائے۔ جسے

خاسر کہتے ہیں۔ انسان کی اصل پونجی اس کی عمر ہے۔ اس عمر میں یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اپنی عاقبت آباد بھی کر سکتا ہے۔ اور برباد بھی جو لوگ اپنی اس قیمتی عمر کو دن رات کھیل کود اور لہو و لعب میں برباد کر کے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ وہ سراسر گھاٹے میں ہیں کہنے کو تو کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم ترقی پا رہے ہیں۔ ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور ہم چاند میں پہنچ رہے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں فائدہ کی ہیں۔ یا نقصان کی؟ اپنے اللہ سے پوچھئے۔ تو اس کا توحید ارشاد ہے۔ کہ **إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفِي خُسْرٍ**۔ انسان دن بدن گھاٹے میں ہے اور یہ اپنی الٹی سمجھ کا تصور ہے۔ کہ اس مادی ترقی کو فائدہ اور

عروج سمجھا جا رہا ہے۔ ترقی اور فائدہ کس بات میں ہے۔ اور وہ کونسے خوش نصیب افراد ہیں۔ جو اپنی اس پرلونجی سے صحیح نفع حاصل کر کے صحیح معنوں میں ترقی یافتہ ہیں۔ اس کا بیان اگلی آیت میں ہے کہ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات۔ یعنی جو ایمان لائے۔ اور پھر نیک کام بجالائے وہ گھاٹے میں نہیں۔ اور ان کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

مومن و صالح | بھائیو! اس آیت شریفہ میں ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہے۔ خوب یاد رکھیے۔ کہ ایمان اعمال کی جڑ

ہے۔ اور اعمال اس جڑ کی شاخیں ہیں۔ اور شاخیں وہی ہر می بھری ہو سکتی ہیں۔ جن کی جڑ موجود ہو۔ درخت کی اگر جڑ موجود ہے۔ تو اس درخت کو پانی دیجئے۔ تو درخت کی شاخیں آپ کے لئے پھل پیدا کریں گی۔ اور اگر جڑ ہی قائم نہ رہے۔ تو اُسے پانی کی بجائے دودھ بھی دیجئے۔ تو بیکار ہے۔ اسی طرح ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ ایمان اگر موجود ہے۔ تو آپ کا ہر عمل صالح عمل صالح ہے۔ اور اس عمل کا آپ کو پھل ملے گا۔ اور اگر ایمان ہی نہ ہو۔ تو آپ چاہے جتنے بھی نیک کام کریں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور ہرگز ہرگز آپ کو ان کا کوئی پھل نہ ملے گا۔

گاندھی | دیکھیے! گاندھی بظاہر بڑا عبادت گزار تھا۔ اپنی پوجا پاٹ کیا کرتا تھا۔ گیتا کے علاوہ سنا ہے۔ کہ وہ

قرآن بھی پڑھا کرتا تھا۔ مگر یہ قرآن کا پڑھنا یا اس کی پوجا پاٹ سب بیکار اور اس کے لئے مفید نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس میں ایمان نہ تھا۔ جب ایمان ہی نہ تھا۔ تو چاہے بظاہر وہ کتنا نیک کام کرنے والا تھا۔ سب بے سود۔ اسی طرح کوئی کتنا بڑا مبلغ ہی

کیوں نہ ہو۔ یورپ میں جا جا کر تبلیغیں کرتا پھرے۔ مسجدیں بنوائے
تبلیغی لٹریچر شائع کرے۔ اور بظاہر دوسرے نیک کام بھی کرے۔
مگر ہو ضروریاتِ دین کا منکر اور کافر۔ تو اس کے یہ سارے اعمال
بیکار اور غیر مفید ہیں۔ اس لئے کہ سب سے پہلے ایمان کا ہونا
ضروری ہے۔ ایمان کے بعد جو نیک کام کیا جائے گا۔ یہی نیک کام ہے
اور ایمان لانے کے بعد پھر نیک کاموں کا ہونا بھی
ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ایمان لا کر پھر بیٹھ رہا۔ اور

نیک کام

کسی نیک کام کے نزدیک بھی نہ جائیں۔ ابھی آپ معلوم کر چکے کہ
ایمان جڑ ہے۔ اور اعمال اس کی شاخیں۔ تو پھل پانے کے لئے جڑ
کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ اور شاخوں کی بھی۔ اور اگر ان شاخوں
کو کوئی ہر روز توڑنے مروڑنے لگے۔ اور ان کی کوئی حفاظت نہ
کرے۔ تو اس صورت میں بھی پھل پانا مشکل ہے۔ اس لئے فائدہ
میں صرف وہی شخص ہوگا۔ جو جڑ کی بھی حفاظت کرے۔ اور شاخوں
کی بھی۔ یعنی ایمان بھی لائے۔ اور اعمال صالحہ بھی بجالائے۔ اللہ
تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ انسان سب گھائے میں ہیں۔ مگر جو لوگ
ایمان لائے۔ اور اعمال صالحہ بجالائے وہ گھائے میں نہیں ہیں۔
بھائیو! اس آیت شریفہ سے یہ بات سمجھیں آگئی۔ کہ اصل
ترقی اور فائدہ ایمان و عمل صالح میں ہے۔ بے ایمان و بد عمل چاہے
چاند میں بھی پہنچ جائے۔ وہ گھائے ہی میں ہے۔ فائدہ کی بات تو یہ
ہے۔ کہ ایمان لا کر خالقِ چاند تک پہنچا جائے۔

تبلیغ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فائدہ پانے والوں کی ایک نشانی
یہ بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ خود بھی نیک کام کرتے ہیں
اور دوسروں کو بھی نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَتَوَّاصُوا بِالْحَقِّ

وَتَوَاصَوْا بِالْقَدْرِ۔ یعنی وہ حق کی اور صبر کی تلقین و وصیت، اور تبلیغ کرتے ہیں۔ گویا دوسروں کو بھی نیک بن جانے کا درس دیتے ہیں۔ گویا نقصان و گھاٹے سے بچنے کے لئے یہ تین چیزیں ضروری ہیں۔ ایمان۔ عمل صالح۔ اور تبلیغ حق۔ جو شخص ان باتوں کو اپنا لئے گا۔ انشاء اللہ وہ سراسر فائدہ ہی فائدہ میں ہے۔
خدا تعالیٰ ہمیں اس ارشاد حق پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

وَأَخْبِرْكُمْ نَا ان الْحَجَّ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِهَا الْخُطْبَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَىٰ عِبَادَهُ إِلَىٰ طَرِيقِ
الْهُدَايَةِ وَفَتَحَ الْأَبْوَابَ۔ فَأَرْسَلَ رَسُولًا
وَأَنْبِيَاءَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَإِلَىٰ طَرِيقِ
الْحَقِّ دَاعِينَ وَخَلَقَ أُولَى الْأَلْبَابِ وَأَصْطَفَىٰ
مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا خَاتَمَ الرُّسُلِ فَمَنْ ادَّعَىٰ
النَّبُوَّةَ بَعْدَهُ فَهُوَ الْكَذَّابُ۔ وَجَعَلَهُ أَفْضَلَ
الْمَخْلُوقَاتِ وَلَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهُ مِنْذَرًا كَانَ الزَّمَنُ

وَلَا يَخْلُقُ إِلَى يَوْمِ الْحِسَابِ - وَاجْتَبَى لَهُ الرُّفْقَةَ
 وَالْوَسْرَاءَ وَالنُّجْبَاءَ وَالْخُلَفَاءَ وَالْأَصْحَابَ -
 فَهَدَاهُ حَتَّىٰ ابْتَجِينَا مِنَ الْعَذَابِ - وَنَشْكُرُهُ
 تَشْكُرًا يُسَهِّلُ عَلَيْنَا الْحِسَابَ - وَنَشْهَدُ أَنَّهُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ
 الْوَهَّابُ - وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا
 عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ الَّذِي أُوتِيَ فَضْلَ الْخَطَابِ

أَمَّا بَعْدُ

عِبَادَ اللَّهِ اعْلَمُوا أَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَنْظُرُكُمْ
 مَا مِنْ يَوْمٍ وَلَا لَيْلَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَنْصَفُ فِيهِ
 وَجُوهَكُمْ فَإِذَا جَاءَ أَجْلَكُمْ أَمَّا تَكْمُلُ
 تَظُنُّوْا أَنَّكُمْ لَا تَمُوتُونَ - وَلَا تَتَوَهَّبُوا أَنَّكُمْ
 تَدَاوِمُونَ - وَلَوْ كَانَ هَذَا الْأَحْبَابِ لَكَانَ لِنَبِيِّنَا
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ
 اللَّهُ تَعَالَىٰ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ -

فَكُلُّ مَنْ عَلَى بَسَاطِ الْأَرْضِ سَيُفَنِّ فِي التُّرَابِ
مِنْهَا خَلَقَكُمْ وَفِيهَا يُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا يُخْرِجُكُمْ
لِلْحِسَابِ - وَلَا تَغْتُرُوا بِاللُّدُنِيَا الدُّنْيَا
فَطَاهِرُهَا زَيْنٌ وَبَاطِنُهَا شَيْنٌ دَارُ الْمُحَنِّ
وَالْفِتَنِ وَالْخُرَابِ - كَعَجُوزٍ تَزِينَتْ بِالْحُلِيِّ
يَفْتِنُنَّ بِهَا أَهْلَ الشَّبَابِ - مَنْ اغْتَرَّ بِمُجَسِّنِهَا
وَاطَالَ أَمَلُهُ وَنَسِيَ أَجَلَهُ وَصَارَ مِنْ طَلَابِئِهَا
فَهُوَ مِنَ الْكِلَابِ - تَفَكَّرُوا فِي الْأَخْبَارِ
وَانظُرُوا أَخْبَارَ الْأَخْيَارِ - كَيْفَ تَذْهَبُونَ إِلَى
دَارِ الْآخِرَةِ فَرِيقًا بَعْدَ فَرِيقٍ - وَكُلُّ مَنْ خَلِقَ
سَالِكٌ عَلَى هَذَا الطَّرِيقِ - فَمَا بَعْدَ هَذَا إِلَّا
الْأَلَمُ وَالنَّوَابِ - فَفِي مِثْلِ هَذَا الشَّهْرِ
قَتَلَ أَبُو الْوَلُوءِ سَيِّدَ نَاعِمِرِ بْنِ الْخَطَّابِ
الَّذِي كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ
كَانَ صَحَابِيًّا جَلِيلَ الْقَدْرِ عَظِيمِ الشَّانِ -

فَجِئِمُ الْقَدْرَ جَلِيَّ الْمُبْرَهَانَ - كَمَا وَلى الخِلافَةَ
لِى بِكَاءٍ شَدِيدًا ذَاكَ الرَّاحِسَابَا وَوَعِيدًا لَمْ
يَسْلُكْ طَرِيقًا إِلَّا فَرَمِنَهُ الشَّيْطَانُ . وَلَمْ
يَرَأْمَرًا إِلَّا أَنْزَلَ بِهِ مَلَكُ الرَّحْمَنِ فَتَزَلَزَتِ
الْأَرْضُ لِمَوْتِهِ وَتَحَسَّرَ الْإِنْسُ وَالْحَيُّ بِفَوْتِهِ
إِلَّا الْكَافِرَ الْمُرْتَابُ . وَفِي مِثْلِ هَذَا الشَّهْرِ
مُتَيْلَ سَيِّدِنَا عُمَانَ بْنَ عَمَّانَ - سَيِّدِ
أَرْبَابِ الْحَيَاءِ الَّذِي مَنَّ الْإِيهَانَ - فَوَقَعَتِ
الزَّلْزَلَةُ فِي أَمْرِ الْخِلافَةِ وَفَتِحَ بِشَهَادَتِهِ
الْبَابُ . كَيْفَ حَالِكَ إِذَا جَاءَكَ الْمَلَكُ
الْأَسْرَقَانِ الْأَسْوَدَانِ السَّائِلَيْنِ مَن رَّبُّكَ
وَمَا دِينُكَ كَيْفَ حَالُكَ إِذَا بُعِثْتَ مِنَ
الْقَبْرِ بَعْتَهُ وَأُحْضِرْتَ عِنْدَ الْمَلِكِ
الْمُقْتَدِرِ لِلْحِسَابِ . فَتَقِظُ بِهَا الْجَهْلُ
عَسَى أَنْ يُفْلِحَنَّكَ الرَّسُولُ وَيُلْقِيَنَّكَ

فِي حُفْرَةِ الْعَذَابِ -
 بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ
 الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ
 وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ - إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ
 كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ سَدُوقٌ سَرَّ حَيْمٌ

اس کے بعد مقصود ہی دویر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے

وہاں سے پڑھیے

مَدَامُودُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى
 تَفِيهِ كَيْ حَوَاتِمُ جَمْعِيَا كَامُودُ بِعِنْوَانِ

کسبِ حلال

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ - وَالصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ط

اگر بعد

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي

الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَ

اذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (پس آج ۱۲)

”پھر جب نماز ہو چکے۔ تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا
 فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ اس امید پر
 کہ فلاح پاؤ“

حضرات! میں آج محنت و مشقت اور کسبِ معاش کے متعلق کچھ
 بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بیمار رہنا اور کچھ نہ کرنا

یہ مرضی حق کے خلاف ہے۔ انسان کو اپنی معاش اور روزی کے لئے کچھ کرنا چاہیے۔ اور آجکل جو بعض لوگوں نے "توکل" کا غلط معنی سمجھ رکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ توکل کا معنی کچھ اور ہے۔ اور بیکار لوگوں نے اسے غلط معنی میں مشہور کر رکھا ہے۔

بھائیو! میں نے جو آیت شریفہ پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ نماز سے فراغت کے بعد خدا کے فضل یعنی روزی وغیرہ کی تلاش کرو۔ خوب یاد رکھئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ مگر چونکہ عبادت کا ہونا قوتِ بدنی اور لباس وغیرہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ ہم قوتِ بدنی اور اپنے لباس وغیرہ کے لئے اپنے ہاتھ پیر پلائیں۔ اور کوئی نہ کوئی کسب کر کے اس کی آمدنی سے خوراک، اور لباس مہیا کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پوری طرح ادا کی جاسکے۔

زندگی برائے بندگی | حضرات! ہماری زندگی صرف اللہ کی بندگی کے لئے ہے اور چونکہ زندگی کے لئے کھانا پینا ضروری ہے بغیر کھانے

پینے کے زندگی محال ہے۔ اس لئے کھانے پینے کیلئے کوشش کرنا ضروری ہے اور یہ کوشش اسی نیت سے کرے۔ کہ میں کھاؤں پیوں۔ اور زندہ رہوں اور زندہ اس لئے رہوں کہ کھاؤں پیوں۔ یعنی زندگی کا مقصد کھانا پینا نہ سمجھے۔ بلکہ زندگی برائے بندگی سمجھے۔

زندگی با بندگی تائبندگی : زندگی بے بندگی شرمندگی
ہاں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں اپنے بندوں کو یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اے میرے بندو۔ جب تم نماز سے جو افضل ترین عبادت ہے فراغت پا چکو۔ تو بیکار مت بیٹھو۔ بلکہ ادھر ادھر زمین میں پھیل کر اپنے اپنے کاموں میں لگ جاؤ۔ اور قوتِ خدا داد کو وجہ معاش میں صرف کرو۔

اور اپنے علاوہ اپنے اہل و عیال اور محتاج و غریب کی بھی اعانت کرو۔ اور ان کی پرورش کرو۔

توکل کا یہ معنی غلط ہے کہ کچھ بھی نہ کیا جائے۔ اور یہ امید رکھی جائے کہ بغیر کئے کے سب کچھ مل جائیگا۔ کیا کبھی آپ نے سنا؟

توکل

کہ کسی شخص نے ہل نہ جوتا ہو۔ اور بیج نہ بویا ہو۔ اور بغیر کچھ کئے کے اس بات کی وہ امید رکھتا ہو۔ کہ میری کھیتی بھی اگ آئے گی۔ اور میں بھی ایک دن اپنی زمین سے گندم حاصل کر لوں گا۔ نہیں میرے بھائیوں! ایسا ہوتا ہی نہیں۔ جو بوئے گا وہی کاٹے گا۔ اگر کچھ بویا ہی نہیں، تو کاٹے گا کیا؟ توکل یہ نہیں کہ بوئے و وئے کچھ بھی نہیں۔ اور گندم کی امید رکھے، توکل یہ ہے کہ ہل جوتے اور بیج ڈالے۔ پھر اُسے پانی بھی دے۔ یہ سارے کام کر کے پھر اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ کہ وہ میری محنت کو بار آور کریگا۔ اور مجھے اس محنت کا پھل ضرور دیگا۔ مقصد میرا یہ ہے کہ توکل عمل میں نہ کرے۔ بلکہ نتیجہ عمل میں کرے۔ پہلے کچھ کر لے۔ پھر توکل کیے۔

عربی ادب کی کتابوں میں ایک دلچسپ حکایت درج ہے۔ اور حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھی

ایک حکایت

ہے۔ کہ ایک شخص کسبِ معاش اور رزق کی تلاش میں گہرے باہر نکلا۔ اور سفر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جنگل پڑا۔ اس نے جنگل میں ایک بے دست و پار لومڑی کو دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ لومڑی ہنسل اپاہج ہے۔ چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ لیکن ہے بڑی موٹی تازی۔ بڑا جبران ہوا۔ کہ یہ تو چل پھر نہیں سکتی۔ پھر یہ کہانی پتی کہاں سے ہے، اسی خیال میں ہنسا کہ اس نے دیکھا۔ وہاں ایک شیر نمودار ہوا۔ جس نے ایک گائے کا شکار کیا تھا۔ اور وہ اس گائے کو اسی طرف لارہ تھا۔ یہ شخص ڈر کے مارے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے دیکھا۔

کہ شیر لومڑی کے تھوڑے فاصلہ پر ہی بیٹھ کر گائے کھانے لگا ہے اور جب وہ سیر ہو کر کھا چکا۔ تو باقی ماندہ گائے وہیں چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد لومڑی کو اس نے دیکھا۔ جو بچاری صبح سے بھوکے تھی۔ کہ وہ لومڑی بڑی مشکل سے گھسٹ گھسٹ کر اس باقی ماندہ گائے کے پاس پہنچی۔ اور خوب مزے سے گائے کا گوشت کھانے لگی۔ اور اس نے اپنا پیٹ بھر لیا۔ اس شخص نے یہ سارا قصہ دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جب اس لومڑی کو بیٹھے بٹھائے رزق دیا ہے۔ تو پھر مجھے گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بھی واپس چلتا ہوں۔ اور گھر میں آرام سے بیٹھتا ہوں۔ آخر میں بھی تو اللہ کی مخلوق ہوں۔ وہ جب ایک لومڑی کو بغیر محنت و مشقت کے رزق دیتا ہے۔ تو مجھ انسان کو بغیر محنت و مشقت کے کیوں رزق نہ دے گا؟ چنانچہ وہ گھر واپس آ گیا۔ اور لگا انتظار کرنے۔ کہ کوئی آئے اور مجھے کچھ دے جائے۔ دو دن گذر گئے۔ مگر اُسے کچھ نہ ملا۔ آخر تنگ آ کر اس نے منہ آسمان کی طرف کیا۔ اور کہا۔۔۔ "الہی! ایک لومڑی کو تو تو گھر بیٹھے بٹھائے رزق پہنچائے۔ اور مجھ انسان کو تو نے ابھی تک کچھ نہیں پہنچایا۔" اُسے ہاتھ سے ایک آواز سنائی دی۔ کہ نادان!

"ہم نے تجھے دو نمونے دکھائے ہیں۔ ایک اپنا بیج لومڑی کا نمونہ جو دوسروں کے مارے ہوئے شکار کی محتاج تھی۔ اور ایک شیر کا نمونہ۔ جس نے شکار کر کے خود بھی کھایا۔ اور محتاج کو بھی کھلایا۔ یہ دونوں نمونے تم نے دیکھے مگر تم نے اپنا بیج لومڑی بننے کی کوشش کی۔ جو دوسروں کی محتاج تھی۔ مگر بہادر شیر بننے کی کوشش نہ کی۔ جس نے اپنی محنت سے شکار کر کے اپنا پیٹ بھی بھرا۔ اور محتاج کا پیٹ بھی بھرا۔"

نادان!۔ اٹھ چل، اور شیریں۔ لومڑی نہیں۔
 یہ آواز سن کر وہ پھر تلاشِ معاش میں گھر سے نکل پڑا۔ تو بھائیو!۔
 اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے کسبِ معاش کرو۔ محنت کرو۔ تجارت
 کرو۔ اور بیکار مت بیٹھو۔ اور جائز طور پر دنیا کماد۔ جائز طور پر کمایا
 ہوا پیسہ اللہ کا فضل ہے۔ اسلام پیسہ حاصل کرنے سے روکتا نہیں۔
 اس کے بغیر تو نیک کام بھی رک جاتے ہیں۔ دیکھئے پیسہ ہی ہو۔ تو
 حج بھی نصیب ہوتا ہے۔ پیسہ ہی ہو۔ تو زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے۔ اور
 صدقات و خیرات پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور پیسہ ہی ہو۔ تو یتیم
 پروری، غریب نوازی، اور یتیموں کی سرپرستی حاصل ہو سکتی ہے، اسی
 لئے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ

عالم میں خیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے
 جنت کی سیر ہوتی ہے پیسے کے زور سے

اور اسی طرح اس دنیا کا آرام بھی پیسہ ہی سے ملتا ہے۔
 خوشی، راحت، مزا، آرام ہے، سب زر کے ہونے سے
 یہ وہ نعمت ہے جسکی مانگ ہے یاں کونے کونے سے

اور بعض مثالیں بڑی عجیب اور سمجھانے کے لئے بڑی موثر ہوتی ہیں
 چنانچہ کہتے ہیں کہ "دیکھ لو خالی تھیلا سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا" یعنی
 جو مفلس ہے، وہ کھڑا ہونے کے قابل نہیں رہتا۔ اور کاد الفقر ان
 یكون کفراً کے مطابق یہ افلاس کئی برائیوں کا منبع بھی بن جاتا ہے
 چنانچہ خیانت، بددیانتی اور بے حیائی وغیرہ اس مفلسی کے باعث یہ
 برائیاں پھوٹ پڑتی ہیں۔

حضرات! یہ دولت اگر دائرہ شریعت میں رہ کر حاصل

کی جلتے۔ اور جائز طور پر پیسہ حاصل کیا جائے۔

اللہ کا فضل

تو واقعی یہ اللہ کا فضل ہے۔ مگر آج کل اس اُلٹے زمانہ میں جس طرح کام کچھ اور ہوتا ہے۔ اور نام کچھ اور۔ اسی طرح یار لوگوں نے رشوت وغیرہ بالائی آمدنی کو "اللہ کے فضل" کا نام دے رکھا ہے۔ چنانچہ کئی لوگ یوں کہتے نظر آتے ہیں۔ کہ صاحب! تنخواہ تو سو روپیہ ہی ہے۔ مگر اوپر سے اللہ کا فضل" کافی ہو جاتا ہے۔ یہ اوپر سے جو اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ خدا ایسے برائے نام فضل سے بچائے۔ کس قدر ظلم ہے۔ کہ رشوت کا نام "اللہ کا فضل" رکھ دیا۔

پگڑی اسی طرح بعض لوگوں نے رشوت کا نام پگڑی رکھ لیا ہے کسی زمانہ میں پگڑی اُسے کہتے تھے۔ جو سر پر باندھی جائے

مگر آجکل پگڑی وہ ہے۔ جو جیب میں ڈالی جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بری حرکتوں سے بچائے۔ بھائیو! کماؤ مگر جائز طور پر۔ خدا تعالیٰ نے مختلف پیشے اور مختلف طریق کار پیدا فرما دیے ہیں۔ جنہیں اپنا کر تم دولت حاصل کر سکتے ہو۔

کسب و پیشہ کے فضائل صاحبِ معنی المؤمنین نے ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی موسوم بہ رفیق الارواح سے

یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں کپڑے سی کر رزق حاصل کرتا ہوں۔ ہیں درزی ہوں۔ میرے اس پیشہ کے متعلق آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم راستی اور راست بازی سے یہ کام کرو۔ تو کل کو تم حضرت اور بس علیہ السلام کی معیت میں جنت میں داخل ہو گے۔ ایک اور صاحبِ اہل علم نے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں معمار ہوں۔ عمارتیں بناتا ہوں۔ میرا پیشہ کیا ہے؟ فرمایا۔ تم بھی اگر راست بازی سے یہ کام کرو گے۔ تو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی معیت میں جنت میں داخل ہو گئے۔

پھر ایک اور شخص اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! میں معلم ہوں میرے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا۔ اگر نیک نیتی سے خلقِ خدا کو نصیحت کرتے رہو گے۔ اور پڑھاتے رہو گے۔ تو قیامت میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہو گے۔

پھر ایک اور شخص اٹھا۔ اور پوچھا۔ یا رسول اللہ! میں تجارت کرتا ہوں۔ میرے متعلق کیا ارشاد ہے؟ فرمایا! اگر صداقت و دیانت سے کام کرو گے۔ تو تم قیامت میں میرے ساتھ رہو گے۔

سبحان اللہ! کیا فضائل ہیں ان پیشوں کے۔ اور

تجارت

بالخصوص تجارت کی کیا شان ہے۔ کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ سے نسبت کا فخر حاصل ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاجر تھے۔ اور "تاجر" کی کیا شان ہے؟ شاعر لکھتا ہے۔

لفظاً تاجر دے رہا ہے خود ثبوت

دیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے

"سر پر تاج" — تاجر — پہلے "تاج" اور اس کے بعد "ر" لگی

تو تاجر بن گیا۔ گویا تاجر تاج پہنے ہوئے ہے۔

ایک اور بات بھی سن لیجئے۔ کہ یہ "تاجر" اور "تاجور" دونوں

برابر ہیں۔ صرف حرفِ واؤ "تاجور" میں زیادہ ہے۔ اور یہ "واؤ"

حرفِ ہلکت ہے۔ گویا "تاجور" میں ہزار علتیں پائی جاتی ہیں۔ اور

کئی فکر اس کے دامگیر رہتے ہیں۔ مگر "تاجر" ان علتوں سے بھی

پاک ہے۔

تجارت اختیار کر کے آپ اللہ کے فضل سے خوب بہرہ ور ہو

سکتے ہیں۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ راست بازی اور سچائی کا
 دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ ورنہ یہی تجارت دوزخ میں بھی لے جا سکتی
 ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ
 وَإِذَا كَالُوا لَهُمْ أَوْ وَزَنُوا لَهُمْ يُخْسِرُونَ۔ " کم تولنے

والوں کی خرابی ہے۔ وہ کہ جب اوروں سے ناپ لیں۔

پورا لیں۔ اور جب انہیں ناپ تول کر دیں۔ کم کر دیں "۔

پہلے بزرگوں کی عادت تھی۔ کہ جو کچھ لیتے تھے۔ تو ادھا جبہ کم لیتے

تھے۔ اور جب دیتے تھے۔ تو ادھا جبہ زیادہ دیتے تھے۔ اور کہتے تھے

یہ ادھا جبہ ہم میں اور دوزخ میں آٹا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ وہ

ڈرا کرتے تھے۔ کہ بالکل پورا پورا تولنا مشکل ہے۔ ممکن ہے۔ کچھ

کمی بیشی ہو جائے۔ اس لئے وہ ادھا جبہ کم لے کر اور ادھا جبہ زیادہ

دے کر کہا کرتے تھے۔ کہ وہ شخص بڑا ہی نادان ہے۔ جو کہ بہشت کو

جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ آدھے جبہ پر بیچ ڈالے

اور جہنم کو خریدے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ خرید فرماتے۔ تو فرمایا کہ

" قیمت کے موافق تول۔ اور جھکتا ہوا تول "۔

بسم مفسرین کرام نے لکھا ہے۔ کہ جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھبلا

بزاز ناپتا ہے۔ اور بیچتے وقت کس کر ناپتا ہے۔ وہ بھی اس

آیت کی وعید میں داخل ہے۔

اور جو قصاب کہ اس ہڈی کو بھی جس کا رواج نہیں

ہے۔ گوشت میں تول دیتا ہے۔ وہ بھی اس میں داخل

ہے۔ الغرض تجارت میں، اور خرید و فروخت میں ہر حال میں اللہ سے

ڈرتا ہے۔ اور راست بازی و دیانت کا دامن نہ چھوڑے۔

حضرات! اے کماش ہمیں اپنی شریعت کی ہدایات یاد رہیں۔ اور ہم ہر معاملہ میں راست گوئی اور دیانت سے

بائع و مشتری

کام لیں۔ پھر دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ کتنی برکتیں پیدا فرماتا ہے۔ شریعت نے ہمیں خرید و فروخت کے معاملہ میں بھی اہم ہدایات دی ہیں۔ بیچنے والے کو حکم ہے۔ کہ وہ اپنی عیب دار چیز کو اچھی نہ بتائے۔ بلکہ اس میں جو عیب ہے۔ بیان کر دے۔ اور گاہک کو حکم ہے۔ کہ وہ دوکاندار کی اچھی چیز کو بری نہ بتائے۔ بلکہ جو اچھی چیز ہے۔ اسے اچھی ہی تسلیم کرے۔ مگر آج کل دوکاندار اس کوشش میں رہتا ہے۔ کہ میری عیب دار چیز بھی اچھے بھاؤ میں نکل جائے۔ اور یہ بات بجز دھوکہ و فریب کے ہو نہیں سکتی۔ اس لئے وہ ہزار جھوٹ بولتا ہے۔ اور گاہک کو بوقوف بتاتا ہے۔ اور اگر اس کا داؤ چل جائے۔ تو خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ اور گھرا کر خوشی سے بتاتا ہے۔ کہ مبارک ہو۔ وہی کپڑے کا عیب دار فٹان جو کئی روز سے نکل نہیں رہا تھا۔ آج ایک گاہک کو آلو بنا کر نکال آیا ہوں۔

میرے بھائیو! کچھ اسی طرح کا معاملہ پھر آجکل کے بعض گاہکوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ دوکاندار اگر گاہک کو آلو بنا

لطیفہ

سکتے ہیں۔ تو گاہک بھی دوکاندار کو آلو بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک جوتے کی دکان پر ایک گاہک آیا۔ اور کہنے لگا۔ مجھے زمانہ سلپیر چاہیے۔ مگر میں آتے ہوئے بیگم کا ناپ لانا بھول گیا ہوں۔ آپ ایک پیر کا سلپیر دے دیجئے۔ میں اسے گھر میں لے جا کر پہنا کر دیکھتا ہوں۔ اگر پورا آگیا۔ تو رقم دے کر دوسرا سلپیر بھی لے جاؤں گا۔ دوکاندار نے دلہنے پیر کا ایک سلپیر دے دیا۔ اور پھر لگا انتظار کرنے۔ کہ

گاہک صاحب کب آتے ہیں؟ مگر گاہک نے نہ آنا تھا۔ نہ آیا۔ دکاندار بڑا حیران تھا۔ کہ وہ ایک پیر کو رکھ کر کیا کرتے گا۔

شام کے وقت ایک دوسرا جوتا فروش اس کے پاس آیا۔ اور باتوں ہی باتوں میں اس نے بتایا۔ کہ آج ایک عجیب گاہک میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھ سے آکر کہا۔ کہ مجھے زمانہ سلپیر درکار ہے۔ مگر بیگم کا ناپ لانا بھول گیا ہوں۔ آپ بائیں پیر کا ایک سلپیر دے دیں۔ میں گھر میں پہنا کر دیکھ آتا ہوں۔ اگر پورا آگیا۔ تو دائیں پیر کا سلپیر بھی رقم دے کر لے جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ ایسا گیا ہے۔ کہ پیر آیا ہی نہیں۔

پہلا دکاندار یہ بات سن کر حیران رہ کر بولا۔ تو بھئی لو سنو۔ "دائیں پیر کا سلپیر وہ مجھ سے لے جا چکا ہے۔ اس نے اپنا جوڑہ پورا کر لیا ہے۔" دیکھا آپ نے اس گاہک نے دو دکانداروں کو آٹو بنا دیا۔ مگر بھائیو! یہ مسلمانوں کا وظیرہ نہیں ہے۔ اسلام ایسی باتوں سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ اور ہر حال میں دیانتداری اور راست گوئی کا سبق دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں دیانتداری اور راست گوئی کی توفیق دے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اس کے بعد دوسری اذان اور پھر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى

وَقَدَّرَ فِهْدِي. بَسَطَ لَنَا الْأَرْضَ وَرَفَعَ السَّمَوَاتِ
 الْعُلَى. سُبْحَانَ مَا أَعْظَمَ شَانَهُ وَأَكْرَمَ مَكَانَهُ
 يَعْلَمُ مَا فَوْقَ الْعَرْشِ وَمَا تَحْتَ الثَّرَى. وَإِنْ
 تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى -
 أَشْهَدُ أَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى
 وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ
 وَرَسُولَهُ صَاحِبَ الْبُقَامِ الْمُعَلَّى. دَنَى قَدَّ لِي
 فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى. فَأَوْحَى رَبُّهُ إِلَيْهِ
 مَا وَحَى. مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى. صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَصْحَابِ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى
 أَمَّا بَعْدُ

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ الَّذِي
 خَلَقَ فَسَوَّى. وَعَدَّلَ وَكَرَّبَ فِي أَيِّ صُورَةٍ
 مَّا شَاءَ وَالْهَمَّ النُّفُوسَ الْفُجُورَ وَالنُّقُوتَى.
 وَسَهَّلَ لَكَ الطَّرِيقَ إِلَى الْجَنَّاتِ الْعُلَى. فَبَعَثَ

أَنْبِيَاءَ وَرُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ بِالْمَعْجَزَاتِ
 وَالآيَاتِ الْعُلَى. وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا سَيِّدَ الْأَنْبِيَاءِ
 الْقُرْآنَ تَذَكُّرًا لِمَنْ يَخْشَى عِبَادَ اللَّهِ تَذَكُّرًا
 نِعْمًا لِلَّهِ. وَتَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ. وَلَا يَزِمُوا
 التَّقْوَى. فَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ
 فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَهُ الْمَأْوَى. الْآنَ هَذَا الشَّهْرُ
 الْبَارِكُ قَدْ آذَنَ مِنْكُمْ الرَّحِيلَ. وَمَا بَقِيَ
 مِنْهُ إِلَّا قَلِيلٌ. وَيَبْرُحُ عَلَيْه تَرْحُلُ السَّنَةِ وَ
 تَأْتِي عَلَيْكُمْ سَنَةٌ جَدِيدَةٌ أُخْرَى. فَوَدِّعُوهَا
 بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ. وَاسْتَقْبِلُوهَا بِالْحُسْنَى.
 هَلْ مِنْكُمْ مَنْ اجْتَهَدَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ
 الذَّاهِبَةِ فِي الْعِبَادَاتِ وَالطَّاعَاتِ وَنَهَى النَّفْسَ
 عَنِ الْهَوَى. هَلْ مِنْكُمْ مَنْ اسْتَغْفَرَ رَبَّهُ فِي
 كُلِّ آيَةٍ. وَحَاسَبَ نَفْسَهُ فِي كُلِّ زَمَانٍ. وَ
 نَفَعَتْ لَهُ الذِّكْرَى. فَطُوبَى لِمَنْ شَهِدَتْ

لَهُ هَذِهِ السَّنَةُ عِنْدَ رَبِّهَا بِالْتَّقْوَى. وَوَيْلٌ
ثُمَّ وَوَيْلٌ لِمَنْ ضَيَّعَ أَيَّامَ السَّنَةِ وَشَهْرَهَا
وَأَنْهَكَ فِي قَضَاءِ حَاجَاتِ النَّفْسِ وَفُجُورِهَا
فَضْلَكَ وَعَوَى. يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَضَى مَا مَضَى.
فَاتْرُكُوا فِي مَا يَأْتِي الدَّعْوَى. وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ
عَمَّا مَضَى. وَاعْتَمِدُوا شِبَابَكُمْ قَبْلَ هَرَمِكُمْ
وَحَيَاتِكُمْ قَبْلَ مَوْتِكُمْ وَعَافِيَتِكُمْ قَبْلَ مَرَضِكُمْ
وَعِنَاءَكُمْ قَبْلَ فِرَاقِكُمْ وَلِيحَاسِبَ كُلُّ امْرِئٍ
نَفْسَهُ إِذَا أَصْبَحَ وَأَمْسَى. وَتَفَكَّرُوا فِي مَا يَمُرُّ
عَلَيْكُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ وَبَعْدَ لَا مِنْ الْكُرُوبِ
وَالْأَهْوَالِ الْكُبْرَى. كَيْفَ بَكْرًا إِذَا لَقِيَ عَلَيْكُمْ
الْتَّرَابُ وَقَوْلِي عَنْكُمْ كُلُّ بَعِيدٍ وَأَدْنَى. فَبَقِيَّتُمْ
فِي بَيْتِ الْوَحْشَةِ مُتَفَرِّدِينَ مُتَحَبِّرِينَ مُتَحَسِّرِينَ
يَاكِينٌ عَلَى مَا صَدَّرَ وَمَا مَضَى. وَأَبْتَلِيَّتُمْ لِسُؤَالِ
التَّكْرِينِ. وَالضَّنْطَةِ الَّتِي تَتَكَسَّرُ مِنْهَا عِظَامُ

الثَّقَلَيْنِ - وَأَحَاطَتْكُمْ الظُّلْمَةُ وَالْوَحْشَةُ -
 فَإِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلَ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَمَنْ
 نَبَّحَ مِنْ شَأْنِهَا فَسَيُنْسَرُهُ لِلْيُسْرَى - وَمَنْ
 انْتَبَهَ فِيهِ بِالْمِحْنَةِ فَمَا بَعْدَهَا إِلَّا الْعُسْرَى -
 اللَّهُ أَكْبَرُ - عِبَادَ اللَّهِ - اتَّقُوا اللَّهَ - وَاجْتَنِبُوا
 عَنِ الْهَوَى - وَقُولُوا مِنْ صَمِيمِ الْقَوَارِدِ وَخُلُوصِ
 لِسَانِ الذِّكْرِى - اللَّهُمَّ إِنَّا عِبَادُكَ الْعُصَاةُ
 فَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَوَقِّفْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى
 بَارِكْ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ - وَ
 نَفَعْنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْأَيِّتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ
 تَعَالَى الْجَوَادُ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرُّ سَوْدٌ فَتَسْرِحِيهِ

اس کے بعد فقوڑی دیر بیٹھ کر پھر

دوسرا خطبہ

دوسرا خطبہ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر درج ہے
 وہاں سے پڑھئے

تَبَّتْ بِالْخَيْرِ

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کے مزید ۱۳ وعظ

واعظ حصہ اول | اس کتاب میں مولانا کے ۱۳ مفصل اور مدلل وعظ درج ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے۔ پہلا وعظ توحید۔ دوسرا وعظ رسالت۔

تیسرا وعظ فضائل رسول۔ چوتھا وعظ رحمت عالم۔ پانچواں وعظ انا اعطیناک الکوثر۔ چھٹا وعظ نور مجسم۔ ساتواں وعظ معراج شریف۔ آٹھواں وعظ وانتم الاعلون بانوار وعظ اتباع رسول۔ نہواں وعظ خدا کی بندگی۔ گیارہواں وعظ دنیا۔ بارہواں وعظ تکمیل اسلام۔ مجلد اور بہترین لکھائی چھپائی سرنگاٹا سٹیل قیمت سات روپے

واعظ حصہ دوم | اس حصہ میں تیرہویں وعظ سے چوبیسویں وعظ تک مفصل و مدلل وعظ درج ہیں جن کی فہرست یہ ہے۔ تیرہواں وعظ احسان عظیم چودھواں

وعظ محفل میلاد۔ پندرہواں وعظ اطاعت رسول۔ سولہواں وعظ شاہد نبی۔ سترہواں وعظ ذکر الہی۔ اٹھارہواں وعظ کیفیت تکفرون۔ انیسواں وعظ توبہ۔ بیسواں وعظ اولیائے کرام۔ اکیسواں وعظ شہر رمضان۔ بائیسواں وعظ عید کا وعظ۔ تیسواں وعظ قربانی کا وعظ۔ چوبیسواں وعظ شہادت۔ مجلد اور بہترین لکھائی و چھپائی۔ اور سرنگاٹا سٹیل۔ قیمت سات روپے

واعظ حصہ سوم | اس حصہ میں پچیسویں وعظ سے چھتیسویں وعظ تک مفصل

و مدلل وعظ درج ہیں۔ جن کی فہرست یہ ہے۔ پچیسواں وعظ حضور کی تشریح اور جھبیسواں وعظ خلق عظیم۔ ستائیسواں وعظ معراج پاک۔ اٹھائیسواں وعظ کمالات نبوت۔ اثنیسواں وعظ فوز و فلاح۔ تیسواں وعظ خلیفۃ الارض۔ اکتیسواں وعظ دل کی صفائی۔ بتیسواں وعظ اسلام کامل تینتیسواں وعظ نئی تہذیب۔ چونتیسواں وعظ اسوۂ حسنہ۔ پچتیسواں وعظ محبت صالحین۔ چھتیسواں وعظ اچھی زندگی۔ مجلد اور اچھی لکھائی چھپائی۔ اور سرنگاٹا سٹیل قیمت چھ روپے پچاس پیسے محصول بہر حال بدمہ خریدار۔

تینوں حصوں کی مجموعی قیمت ۲۰ روپے ۵ پیسے اور محصول ڈاک کی رعایت

سید طہان العظیم مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کی جمع فرمودہ دستاویز اور بیانیہ افروز
سچی حکایات

حصہ اول | اس حصہ میں چار باب ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ انبیاء کرام
سچی حکایات | اور خلفاء راشدین۔ ہر باب میں اس کے متعلق سچی حکایات

جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ حکایات قرآن و احادیث اور دیگر اسلامی کتب سے باحوالہ
 درج کی گئی ہیں۔ اور ہر حکایت سے جو سبق حاصل ہوتا ہے۔ ساتھ ہی لکھ دیا گیا
 ہے۔ کتابی سائز مجلد اور خوشنما دورنگ ٹائٹل۔ قیمت ۵/۴ روپے محصول ڈاک الگ

حصہ دوم | اس حصہ میں تین باب ہیں۔ صحابہ کرام۔ اہل بیت عظام
سچی حکایات | اور ائمہ دین۔ ان ابواب میں ہر باب کے متعلق ایمان افروز

حکایات درج ہیں۔ صحابہ کرام کے فضائل و جہاد اور اہل بیت عظام کے اوصاف
 و کمالات کی حکایات اور شہادت کے مفصل واقعہ کی حکایات اس میں درج
 ہیں۔ مجلد۔ اور خوشنما۔ قیمت ۵ روپے۔ محصول ڈاک الگ۔

حصہ سوم | اس حصہ میں بھی تین باب ہیں۔ اولیاء کرام۔ سلاطین و
سچی حکایات | خلفاء۔ اور مختلف حکایات۔ ان میں اللہ کے مقبول

بندوں اور پہلے زمانہ کے نیک سل بادشاہوں کی ایمان افروز حکایات درج ہیں۔
 مجلد اور خوشنما۔ قیمت ۵۔۳ روپے۔ محصول ڈاک الگ۔

حصہ چہارم | اس حصہ میں مختلف حکایات درج ہیں۔ اور سبھی
سچی حکایات | حکایات اس لائق ہیں کہ مسلمانوں کے زیر مطالعہ

رہیں۔ مجلد اور خوشنما۔ قیمت :- ۴ روپے محصول ڈاک الگ۔
 پانچ حصے اکٹھے منگوانے پر مجموعی قیمت :- ۲۰ روپے محصول ڈاک کی رعایت

ملنے کا پتہ

کتابخانہ "ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ مغربی پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عظمتوں کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
سلطان الوادین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی طرف سے
طیبہ کوٹلی کوٹلی

136

بارہ مہینوں کے ہر جمعہ کے وعظ اور

خطبات

کتب خانہ ماہِ طیبہ کوٹلی کوٹلی ضلع سیکوٹ

DATA FILTERED